ان کی اصل جنگ قرآن سے ہے!

جن دنوں انسانیت کی سسکتی ہوئی آبادی چکی کے دو پاٹوں روم اور فارس کے بیچ میں پیسی جا رہی تھی، ان دنوں اللہ نے ان کچلے جانے والے انسانوں کو غلامی کی بھٹی سے نجات دلانے کیلئے اپنا کائناتی منشور قرآن اپنے خاتم الانبیاء محمدؐ کی معرفت بھیجا، جس نے فاران کی وادیوں سے ان عفریتوں کو للکارا کہ: **یوم یقوم الناس لرب العالمین** (۶-۸۳) اے استحصالی جبر سے بربریت پھیلانے والو! اب وہ دن قریب آگیا ہے جو پوری انسانی آبادی، جہانوں کی ربوبیت کیلئے اٹھ کھڑی ہوگی، اور **لاتزر وازرہ وزر اُخریٰ** (۶-۱۶۴) کوئی کسی کا غلام بنکر اسکے بوجھ نہیں اٹھائے گا، اور لسان وحی کے منشور، قرآن کا اعلان ہے کہ آئندہ انسانی آبادیوں کے معاشروں کے سماجی اور معاشی فارمولے معاشی مساوات: **سوآء للسائلین** (۴۱-۱۰) کے اصول پر کلاس لیس سوسائٹی والے بنانے ہونگے، پھر کیا ہوا جو پلک جھپکتے ہی، بدر قادسیہ، مدائن اور رومی مراکز کے میدانوں پر انقلابیوں کے تھڈوں سے بادشاہوں اور انکی ٹرائیبل شاہی کے تاجوں کو فٹبال بنایا گیا، پھر عالمی سامراجیت کے ستونوں بدمست جاگیرداروں، سرمایہ دار، اور پاپائیت کے احبار و رھبان دم بخود رہ گئے جو انکے آگے **جعلنا عالیها سافلها** (۱۱-۸۲) کا سماں بن گیا ان تاجداروں کے شاہی تختوں پر کل کے گڈریے بھوکے ننگے اور غلام بنائے ہوئے محروم لوگ حکمران بن گئے، انقلاب کے بانی محمدؐ نے جب قرآن کی حاکمیت والی گورنمنٹ حجاز میں قائم کی تو انقلاب کو دنیا بھر کے مظلوموں کیلئے ایکسپورٹ کرنے کیلئے بادشاہوں کو خطوط لکھے کہ محنت کشوں کی لوٹ کھسوٹ بند کر کے انکو انکا مقام نہیں دیا گیا تو اس کام کو سرانجام دینے کیلئے مجھے آنا پڑے گا، آگے رسول انقلاب کی عمر تو آگے نہیں بڑھ سکی پھر یہ کام انکے جانشینوں نے سرانجام دیا پھر عالمی سامراجیت کا اتحاد ثلاثہ مکمل طور پر حرکت میں آگیا، مدینہ میں موجود یہودیوں کے نمائندہ سبا بن سلامہ اور اسکا بیٹا ابن سبا اور مجوسیوں کے نمائندہ تستر کے گورنر ہرمزان اور فارس

بقایا سرورق کی صفحہ نمبر ۲ پر پڑھیں۔

کے فوجی جنرل فیروز ابولولو نے باہمی مشاورت سے مسلم ریاست کے سربراہ عمر بن الخطاب کو قتل کر دیا ، ادھر مفرور بادشاہ یزدجر اور اسکی اساورہ شاہی نے سوچا کہ اس انقلاب کا فکری مرکز اور محور چونکہ کتابِ قرآن ہے اسلیئے سواء اس کتاب کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے، جاگیرداریت ، سرمایہ داریت اوران کی آلہ کار پاپائیت کو دنیا میں سلامت رہنے کا کوئی چارہ نہیں ہے، سواگر ہم اس کتاب کا متن دنیا سے گم نہ بھی کرسکیں تو آؤ! اس کے مقابلے میں ایسا علم ایجاد کریں جس سے قرآن کی جملہ انقلابی تعلیم کی معناؤں اور مفاہیم کو تنسیخی تیروں سے چھلنی کر دیں، اس کیلیئے انہوں نے رسولؑ کے نام سے قرآن دشمن حدیثیں گھڑیں جن سے غلامی کو پھر سے جائز بنا کر جاری کر دکھایا۔ جاگیرداریت اور سرمایہ داریت کو جائز قرار دیکر رواجوں میں لایا گیا ، اور ان دونوں مقصدوں کے تحفظ کے لئے خانقاہی موروثیت اور پاپائیت کو مضبوط بنایا، جس کیلیئے رسولؑ کے کھاتے میں خلافِ حکمِ قرآن آل رسول کا ڈپارٹمنٹ قائم کیا گیا اور انکی بنائی ہوئی حدیثوں اور ان سے اخذ کردہ فقہ کے بانیوں کیلیئے امامت کی اصطلاح گھڑی گئی اور تصوف کے چور دروازہ سے بھی ختم نبوت اور قرآن کو باء پاس کر کے ولایت کے من گھڑت منصب سے نہ صرف لوگوں کو براہ راست اللہ سے ملایا، بلکہ ان اماموں اور ولیوں کو خدا بھی بنا دیا، جن کے خدائی پاوروں کی تفصیل انکی کتابوں کے حوالوں سے میں نے اپنی سندھی کتاب (علم میں خیانتیں) میں لکھی ہیں۔

جناب قارئین! اس قرآن مقابل سیٹ اپ میں آتش پرست مجوس کے قائدین بنفسِ نفیس خود اسلامی خول پہن کر اندر داخل ہو گئے جو صدیوں سے اطیعوا الرسول کے بجائے اطاعتِ آل رسول کے نام سے پوری امت کو مستقبل میں آنے والے امام مہدی کے انتظار کی لوریاں سنا رہے ہیں، اور قرآن سے توجہ ہٹانے کیلیئے امت کو یہ بھی بتا رہے ہیں کہ اصل کتاب تو مصحفِ فاطمہ ہے جو اِس قرآن سے تین گنا بڑا ہے، وہ بھی امامِ منتظر اپنے ساتھ لائینگے۔ فارس یعنی آج کا ایران اس کی عوام صفوی دور حکومت تک باقائدہ اور بہترین مسلم اور مؤمن رہے ہیں، خلاف قرآن انکا ذہن صفوی دور میں بنایا گیا۔

بقایا سرورق کے صفحہ نمبر ۳ پر پڑھیں۔

افکار شاہ ولی اللہ قرآن کے آئینہ میں

از قلم: عزیز اللہ بوھیو

سندھ ساگر اکیڈمی

پتہ: عزیز اللہ بوھیو ڈاکخانہ خیر محمد بوھیو
براستہ نوشہرو فیروز سندھ

فہرست مضامین

1. مقدمہ 3

2. شاہ کی اپنے بارے میں دعوائیں 51

3. شاہ محدث دہلوی کی قرآن سے دشمنی 64

4. شاہ کی کتاب فیوض الحرمین میں قرآن سے دشمنی 85

5. تاویل احادیث زکریا و مریم یحیٰ و عیسیٰ علیہم السلام 110

6. سیدنا ایوب علیہ السلام کے قصہ میں شاہ کی خلاف قرآن روایت پرستی 132

قیمت 50 روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

دنیا کی اسکرین سے قرآن کو ہٹانے کیلئے یلغاریں

اکثروبیشتر: تاریخ عالم کے ہر دور میں اقوام عالم پر جو بھی حکومتیں وجود میں آتی رہی ہیں وہ افکار ونظریات کی روشنی میں اپنے اپنے مخصوص علمی وفکری پیکیجز کے ماتحت قائم کی جاتی رہی ہیں، انمیں سے انسانیت کے لئے نقصان دہ شخصی، خاندانی، گروہی مفادات والی حکومتیں جنہوں نے اجتماعیت عمومی کے پرواز میں خلل پیدا کئے، اور غلامی کی خشت اول معاشی استحصال جو کہ **و کلامنهار غداحیث شئتما** (۲۵-۲) یعنی اے آدمیو تم اس جنت ارضی میں آزادانہ معاشی کشادگیوں کو انجواء کرو، اس علم وحی والی تعلیم جو انسان کی دنیا وی زندگی میں اسے اعلیٰ مدارج پر پہچانے والی تھی اسکے خلاف انفرادی سوچ آ گئی ہے کوئی اگر اعتراض کرے کہ اللہ کا یہ حکم اس ابتدائی مسکن جنت ارضی کیلئے ہے اور وہاں سے ہبوط کے بعد کیلئے یہ حکم نہیں ہے تو اسکی خدمت میں عرض ہے کہ یہ خدشہ یا اعتراض غلط ہے اس لئے کہ معترض کے ذہن میں قرآن دشمن فارس والوں کی درس نظامی والی کہاوت جو مدرسوں کے مولوی اور تصوف والی خانقاہیں اسکا وعظ زیادہ کرتی ہیں کہ **الدنیا سجن المؤمن وجنته الکافر**، یعنی دنیا مومنوں کیلئے قید خانہ ہے اور کافروں کیلئے جنت ہے، یہ کہاوت پرانے روم وفارس نامی عالمی استحصالی سامراج کی اپنے کرائے کے، دانشوروں کی بنائی ہوئی ہے. ورنہ قرآن نے تو بنواسرائیل کو فرعون کی غلامی سے آزادی ملتے ہی فرمایا کہ **اد خلواهذه القريه فكلوا منها حيث شئتم رغدا.(۵۸-۲)** یعنی اب تم سے غلامی کی کالی رات چھٹ چکی ھے اب تم ارض فلسطین میں خوشی خوشی سے آزادی سے کھاتے پیتے نظر آؤ، اور جوایک علاقہ کا نام لئے بغیر اللہ نے سورت نحل میں مثال بیان کیا ہے کہ **وضرب الله مثلا قريته كانت آمنته مطمئنته يا تيها رزقهار غدا من كل مكان فكفرت بانعمے الله فاذاقها الله**

لباس الجوع والخوف بما کانو بمضعون (۱۱۲-۱۴) یعنی اس علاقہ والوں کو زندگی کی معیشت کا' اتنا تو سکون حاصل تھا جو ہر طرف انکی اچھی خارجہ وداخلی پالیسیوں کی وجہ سے. ان کے رزق کے دروازے کھلے ہوئے تھے' اسکے بعد **فکفرت بانعم اللّٰہ** یعنی رزق پر اجارہ داری شروع کردی جسکی وجہ سے انکار سارا معاشرہ بھوک اور بدامنی کی بھینٹ چڑھ گیا' تو جناب قارئین یہ پچھلے دونوں مثال ثابت کرتے ہیں کہ اللہ کی چاہت آدمیوں کیلئے یہ ہے کہ انکی دنیاوی زندگی بھی جنت نظیر زندگی بنے' اسلئے اللہ نے قرآن میں یہ تعلیم دی کہ تم دعا میں **ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی لآخرة حسنة** (۲-۲۰۱) یعنی دنیا آخرت کے حسن اور بھتری کو ایک طرح کے پیمانے میں حاصل کرو' میری گذارش کا خلاصہ یہ ہے کہ اھل باطل بھی علوم وافکار سے مسلح ہوکر دنیا پر حکمران بنتے آئے ہیں تو انکے جواب اور رد میں بھی مقابلہ کیلئے جو انقلابات انبیاء کے ہاتھوں لائے گئے تو وہ بھی علم افکار ونظریات سے مسلح ہوکر میدان میں آئے اور فرمایا کہ **کلا آتینا حکماو علما** (۲۱-۲۹) جن کیلئے ھبوط آدم کے وقت بھی اللہ نے آدمیوں کو بتا دیا تھا کہ **فامایا تینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلاخوف علیھم ولاھم یحزنون** (۲-۳۸) یعنی جنت ارضی سے ھبوط کے بعد پھر سے اسے حاصل کرنے کا واحد طریقہ یہ ہوگا کہ جو ہدایت کے فارمولے میرے انبیاء لائینگے اگر تم انپر چلے تو پھر تم اس سکون واطمینان والی جنتی زندگی کو پاسکو گے جسمیں کوئی غم اور پریشانی نہیں ہوگی' جناب قارئین اب آئیں کہ اللہ نے جو رسول اللہ سلام علیہ کے شان میں اسکی ڈیوٹی ذمہ داری اور تعارف میں فرمایا کہ **کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلو اعلیکم آیاتنا ویز کیکم ویعلکم الکتاب والحکمة ویعلکم مالم تکونوا تعلمون** (۲-۱۵۱) یعنی میرا یہ رسول بھی حکمت سے بھرپور علمی کورس لارہا ہے اس علمی پیکیج کی تمھیں تعلیم دیگا' اسکے علمی سلیبس اور نصاب سے تمھیں وہ حقائق ملینگے جو تم اس سے پہلے نہیں جانتے تھے' اب آؤ! دیکھیں کہ امت مسلمہ کے دینی درسی نصاب میں رسول اللہ کی معرفت ملی ہوئی کتاب زیر تدریس اور زیر تعلیم ہے یا کچھ اور ہی

علوم پڑھے پڑھائے جارہے ہیں' اسی حوالہ سے زعماء امت وملت پر فرض بنتا ہے کہ وہ مروج زیر نصاب تعلیمات کو دین واسلام کے نام کی تعلیمات کو مدارس دینی کی دینیات کے نام کی تعلیمات کو' رسول اللہ والی سلیبس یعلمھم الکتاب سے ملا کر دیکھیں' میچ کر کے چیک کریں' کہ آیا انکی یہ آج والی دینیات نامی تعلیم' وہی کتاب اللہ والی ہے' یا گندم دکھا کر جو بیچے جارہے ہیں' سو دیکھتے ہیں کہ ہمیں جو کتاب اللہ میں حکم دیا ہوا ہے کہ تم اقامت صلوة کی ڈیوٹی اس پیمانے کی ادا کرو جس سے رعیت کے ہر فرد کو رزق کی آتوا الزکوة والی تعلیم کی تعمیل اتنی ہوجائے جو کلا منھا رغدا یعنی وافر مقدار میں بے روک بے ٹوک کھاتے پیتے پھرو' تو اسکے مقابلہ میں مروج دینیات کے نصاب میں بخاری کے اندر باب القطائع میں رسول اللہ کی طرف سے قرآن کے حکم سواء للسائلین کے خلاف لوگوں کو جاگیریں لکھ کر دینے کی حدیثیں پڑہائی جارہی ہیں پھر بتائین کہ آجکی نام نھاد دینیات یہ **یعلمھم الکتاب** یعنی رسول کی تعلیم قرآن معاشی مساوات والی ہے یا کچھ اور ہے؟' پھر قرآن کے حکم حتی اذا بلغوا النکاح میں نکاح کی عمر کیلئے بلوغت کے شرط کے مقابلہ میں عائشہ صدیقہ اور فاطمة الزھرا کی عمر انکے نکاح کے وقت کی روایات پڑھ کر دیکھیں پھر بتائین کہ آجکی دینیات کے نام کی مدارس دینیہ کی تعلیم وہ رسول اللہ کی تعلیم تعلیم الکتاب سے ملتی ہے یا اسکا رد کرتی ہے (اس تعلیم کتاب اللہ کے رد میں آجکی مدارس والی تعلیم سے تضادوں کے مثال میری کتاب قرآن کا فرماں بزبان سندھی میں پڑہیں) جناب قارئین! یہ ہے افکار ونظریات کا ٹکراء' یہ ہے انقلابی تعلیم علم وحی کی انبیاء والی تعلیمات کا رد کرنے والی جاگیرداریت اور سرمایہ داریت کو جنم دینے والی تعلیم' کمزوروں پر جبر واکراہ اور استحصال کو جائز کرنے والی تعلیم' تو اس خلاف علم وحی کا شجرہ' مترفین بادشاہ اور بادشاہ پرست بکاؤ مال دانشوروں کی طرف جاتا ہے' یہ شجرہ ان انقلاب دشمنوں کی طرف جاتا ہے جو امامت کے چوغوں' واصل باللہ کے لبادوں' اور اللہ سے براہ راست کتاب اللہ کو باء پاس کرتے ہوئے الھاموں اور القاؤں کے ناموں سے جو علم حاصل کرنے کے دعویدار ہیں' ان دشمنان انبیاء' ان دشمنان علم وحی' ان دشمنان ختم نبوت' گندم نما جو فروش ان عباو قباپوش ایمان فروشوں نے خلق خدا کو دھوکہ دینے کیلئے پھر یہ بھی مشھور کیا ہوا ہے کہ کتاب

اللہ کی معنے دو قسم کی ہیں ایک ظاہری دوسری باطنی' ظاہری معنی یہ نماز روزہ حج وزکواۃ وغیرہ ہے تو باطنی معنی وہ ہے جو اسے صرف یہ الھاموں اور القاؤں والے جغادری علم وحی کے دشمن سمجھ پاتے ہیں یہ اہل باطن لوگ ہیں' یہ اہل تصوف لوگ ہیں' یہ وحدت الوجود کے نعروں سے واصل باللہ' باقی ہونے کے دعویدار ہیں' جنکا پیٹ پاخانہ سے بھرا ہوا ہے پھر بھی انا الحق کے دعویدار ہیں' اور یہ اپنی خانقاہوں کے کاروبار بڑہانے کیلئے رسول اللہ کی آڑ میں وحدت الوجود کے نام سے ثنویت کے شرک کو چھپانے کیلئے کہتے ہیں کہ:

جو مستوی ء عرش تھا خدا ہو کر'
وہ اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفیٰ ہوکر'

خلاصہ عرض کرنے کا یہ ہے کہ یہ ساری کچھ ہیرا پھیری ہے' علم وحی سے مقابلہ کرنے کی جو ظاہری علوم کے نام سے ان قرآن دشمنوں نے احادیث رسول کی نام سے غلامی کی لعنت کو پھر سے جائز بنایا' اور تقدیر کی غلط معناؤں سے معاشرہ انسانی کو پھر سے اپر کلاس اور لوئر کلاس کی قعر مذلت میں پہنچایا' یہ سب کارستانیاں استحصالی جبر کی کیمپ کے طرف سے ہیں' میرے ایک مرحوم ومغفور دوست مولوی محمد صالح عاجز کا ایک مضمون' تلوار اور تسبیح' کے نام سے لکھا ہوا تھا. اسمیں اسنے صدیوں پہلے سے لیکر یعنی اھل فارس اور بنو امیہ سے لیکر پاکستان کے صدر ایوب اور اسکے پیر دیول کے دور تک کے مثال لکھے ہیں جسمیں وہ لکھتا ہے کہ کوئی سامراج کسی قوم کو محکوم بنانے کیلئے اسپر جب تلوار سے ہتھیاروں کے حملوں سے ناکام ہوتا ہے تو پھر اس قوم کو محکوم بنانے کیلئے اس کے اوپر پیروں فقیروں اور نام نہاد پہنچے ہوئے اللہ والوں کی کھیپ بھیج کر ان پر یلغار کرتا ہے جو پیر فقیر اس قوم کے متفرق علاقوں میں پھیل جاتے ہیں' پھر وہاں خانقاہیں قائم کر کے کرامتیں دکھاتے ہیں پیشن گوئیاں کرتے ہیں اور اس ملک میں موجود سامراج کے ایجنٹ سرمایہ دار اور بااختیار لوگ ان پیروں فقیروں کے ہاں حاضر ہوکر دعائیں کرواتے ہیں جسکا سطحی ذہن والے سادہ لوح عوام پر بڑا اثر ہوتا ہے. اور یہ نام نہاد درویش لوگوں کے مشکل کام ملک میں موجود ایجنٹ لوگوں کے ذریعے کرواتے ہیں پھر دعائیں منگوانے والے لوگ سمجھتے ہیں کہ فقیر بابا کی دعا سے میرا کام ہوگیا. سو واقعی فقیر بابا کی

اللہ کے پاس بڑی پہنچ ہے' اور اگر کوئی اس فقیر کو نذر نیاز بھی دیتا ہے تو وہ درویش اس نذر کی رقم کو پھینک دیتا ہے اور پھر مسند کے مصلے کا پلو اٹھا کر دکھاتا ہے تو اسکے نیچ سونے چاندی کے ٹکڑے ڈھیر پڑے ہوئے دیکھنے میں آتے ہیں اور وہ فقیر کہتا ہے کہ ہمیں دنیا کے کوئی پرواہ نہیں' ہمیں اللہ کی طرف سے غیبی خزانے ملتے ہیں یہ تم اپنی دنیا لے جاؤ دنیا والوں کو دو' پھر اسطرح کی ہرمندیوں سے عام خاص لوگوں کی رجوعات اس پیر کی طرف بڑھ جاتی ہے تو وہ درویش پیشن گوئی کرتا ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمان کے کناروں پر کالے بادل چھا گئے ہیں' کوئی مصیبت آنے والی ہے. شاید ملک پر کوئی دشمن حملہ کرنیوالا ہے خبردار کوئی بھی اپنے گھروں سے باہر نہ نکلے' اسطرح یہ سادھو درویش جب دیکھتے ہیں کہ انکا جادو کامیاب جارہا ہے تو اپنے آقا سامراجی حکومت کو سگنل دیتا ہے کہ آؤ اب تمھارا مقابلہ نہیں ہوگا' پھر اسطرح سے جہاں تلوار ناکام ہوکر لوٹ جاتی ہے وہاں' تسبی مالہا ملکوں اور قوموں کو فتح کروا کر دیتی ہے' اسطرح کے نام نہاد اللہ والے' اولیاء اللہ اور نام نہاد اصفیا واتقیا' فنا فی اللہ بقا باللہ کے القابوں' میں لپٹے ہوئے' اندر کچھ تو باہر کچھ جو واقعی بھی باطنی اسراروں اور ڈیوٹیوں والے ہوتے ہیں جن سب کے خفیہ سرگرمیوں پر اگر ریسرچ کرائی جائے گی تو واقعتاً پتہ لگ جائے گا کہ قرآن کی صلوۃ کو کون اچک کر لے گیا' قرآن والی زکوۃ کہاں گئی' قرآن والا ذکر کہاں گیا' مساجد کہاں گئیں' قرآن والا طواف کہاں گیا' تو اعتکاف کہاں گیا' قرآن کے دی ہوئی فلاحی مملکت کے یہ سب انقلابی انتظامی اور فلاحی کوڈ ورڈ اور کامیاب ریاست کی اصطلاحیں تھیں' جنکے مفاہیم الٹ دیئے گئے' جنکی حقیقی معنائیں مسخ کی گئیں' خود کلام اللہ قرآن جس کی دعوی ہے کہ ولا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق واحسن تفسیرا (۳۳-۲۵) یعنی کوئی بھی ماں کا لال قرآن کے دربار علم میں ایسا الجھا ہوا مثال نہیں لاسکتا جسکا ہمنے حق والا نہایت حسین تر تفسیر قرآن میں نہ لایا ہوا ہو تو روم وفارس کے علوم کے وکلاء' علماء حضرات' قرآن کو غیر اللہ کے علوم کا محتاج کئے بیٹھے ہیں' انکا الزام ہے کہ قرآن کی آیت' کتاب' **احکمت آیتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر** (۱-۱۱) جھوٹی ہے' قرآن کو انکے فارسی امامو ں کی حدیثوں کے بغیر نہیں سمجھا جاسکتا' قرآن مبہم کتاب ہے' قرآن اجمالی کتاب ہے'

پاکستان کے ایک بہت بڑے اسکالر، سابق شیعہ عالم بعد میں کمیونسٹ رہنما سید سبط حسن نے اپنے جگ مشہور کتاب میں سیوھن، ملتان، لاھور، دہلی، اجمیر کے اکثر بڑے نامور صوفی بزرگوں کیلئے لکھا ہے کہ یہ سارے اسماعیلی آغاخانی باطنی خوجے تھے، جناب..... یہ لوگ زیدی شیعوں کی فرع ہیں اور زیدی شیعت وہ سیپئر ففتھ کالمسٹ ٹیم ہے جنکی علمی ونگ میں سیپئر ٹیم ائمہ اربعہ اہلسنت امام ابوحنیفہ وغیرہ ہیں، جنہیں مخلصین شیعہ کا لقب ملا ہوا ہے، حوالہ کیلئے پڑہی جائے کتاب تحفہ اثناء عشریہ تصنیف شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی کتاب ترکی کی طبع شدہ میں صفحہ ۵۵-۵۶ جناب قارئین یہ پہنچے ہوئے نام نہاد اولیاء اللہ انکی سوانح عمریں پڑہکر دیکھیں انکے شجرہ ہائے نسب پڑہکر دیکھیں، انکے پیری مریدی کے سلسلوں کے شجروں کو پڑہکر دیکھیں انکے اسلاف کہیں نہ کہیں وقت کے حکمرانوں کے بھی پیرومرشد نظر آئینگے، کئی مرحلوں پر تلوار کا دہنی، تسبی (مالا) والے خرقہ پوش کی قدمبوسی کرتے نظر آتا ہوگا، اس ماجرا کو سمجھنے کیلئے امر جلیل کی کہانی بزبان سندہی اروڑ جو پیر پڑھنی چاہیئی) ان سارے سلسلوں کے تانے بانے سر زمین فارس وایران سے منسلک نظر آئینگے، اور انکی سوانح عمریوں میں آپ یہ قدر مشترک پائینگے کہ یہ حضرت اصل میں ماوراء النھر کے تھے...... اصل میں نیشاپور کے تھے، یہ حضرت اصل میں بغداد کے تھے، یہ حضرت اصل میں بخارا کے تھے، یہ حضرت اصل میں سمرقند کے تھے، شیراز کے تھے، پھر دوسرا قدر مشترک یہ بھی پائینگے کہ انکو اپنے شیخ مرشد سے روبرو زندگی میں یا مرشد کی وفات کے بعد خواب میں حکم دیا جاتا ہے کہ آپ سرزمین ہند چلے جائیں، وہاں خدمت دین کی بڑی ضرورت ہے. کسی کسی کے شجروں اور سوانح میں تو آپ یہ پڑہینگے کہ یہ حضرت اویسی سلسلہ رشد وہدایت کے تھے اسکی معنی یہ ہے کہ اسکا کوئی پیرومرشد درمیاں میں نہیں ہے یہ تھرو تھرو بلاواسطہ رسول اللہ سے روحانیات کا فیض لئے ہوئے ہے، اور قارئین محترم! اس اویس قرنی کی سوانح بھی پڑہنے سے ہے یہ صاحب رسول اللہ پر انکی حیات طیبہ میں عاشق بنایا گیا ہے. اسکی کہانی گھڑنے والے علم قرآن سے شاید مکمل اندہے تھے، جو افسانہ کے اس ہیرو کی عمر رسیدہ بوڑہی ماں دکھاتے ہیں، جسکی خدمت اور تیمارداری کی وجہ سے جبلوں اور غاروں میں رہنے والا یہ عاشق رسول ماں کو چھوڑ کر رسول اللہ سے ملنے نہیں جارہا،

ادہر اللہ جبریل کے ذریعے رسول کو اطلاع کرتا ہے کہ فلاں علائقہ کے جبلوں میں تیرا عاشق اور میرا دوست اویس قرنی رہتا ہے، جو اپنے بوڑہی اور مریض والدہ کی وجہ سے آپکی خدمت میں حاضر نہیں ہوسکتا، پھر رسول اپنے صحابہ کی جماعت سے اسکا ذکر خیر کرتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ آپ میں سے کوئی بھی جب کبھی اس سے ملے تو اس سے اپنی اور امت کی نیک عاقبت اور مغفرت کیلئے دعا کی اپیل کرے، جناب قارئین! کوئی عالم روایات کے کشکول جا کر پڑہے، انمیں یہ بھی لکھا ہے کہ زمانہ خلافت فاروق اعظم میں یہ اویس قرنی صاحب عرفات کے میدان میں بموقع حج اصحاب رسول کو ملے ہیں اور اس وقت تک اس کی ماں مرگئی ہوئی دکھائی جاتی ہے اور وہاں خلیفۃ المسلمین امیرالمؤمنین فاروق اعظم کو ملتے ہیں، قرنی نے اسے ڈانٹا ہے کہ تمھیں میں دیکھ کر رہونگا جو تمنے خلافت کی مسند نشینی میں علی کا حق مارا ہے، پھر روایات والے لکھتے ہیں کہ عمر اسکو جواب میں کہتا ہے، کہ ہمیں اپنے رسول نے آپکے احترام کا حکم دیا ہے، اگر وہ آپ کیلئے رسول کی سفارش نہ ہوتی تو آج میں بھی تیری خبر لیتا. پھر لوگ اویس قرنی سے اپنے لئے امت کیلئے دعائیں منگواتے ہیں، جناب قارئین! اس اویس قرنی نامی فرضی کی افسانوی کہانی بنانے والوں نے من گھڑت فرضی جنگ اور افسانوی جنگ جمل میں اویس قرنی کو علی کے لشکر میں لڑتے ہوئے دکھایا ہے، اب تصوف کی دنیا کے معماروں نے ہر اس آدمی کیلئے یہ سھولت کردی ہے، جو کسی نامی گرامی خانقاہ کے سجادہ نشین سے مطلوبہ معیار کا فیض نہیں پاسکتا ہے اور اسمیں ذہنی لحاظ سے وہ ساری مطلوبہ ہنر اور میرٹس موجود ہیں جو کسی پیر میں ہونے چاہئیں تو اس جیسے لوگوں کیلئے یہ سھولت بنائی ہوئی ہے کہ حضرت اویس قرنی رسول اللہ سے روبرو ملے بغیر پس غائبانہ فیوضات نبوی سے مستفیض ہوئے تھے، تو یہ صاحب بھی کسی شیخ سے ملے بغیر اویسی طریقہ سے اسلاف کا فیض یافتہ ہے. مین نے اس شخصیت کے بارے میں یہ وضاحت کی ہے کہ یہ فرضی جعلی من گھڑت شخصیت ہیں، یہ ایک افسانوی کردار ہے یہ اسلئے کہ اس جیسے آدمی کے اسطرح کے عشق رسول کو قرآن حکیم جھوٹا، اور جعلی قرار دیتا ہے، قرآن کا فرمان ہے کہ **قل ان کان آبائکم و ابنائکم واخوانکم وازواجکم وعشیر تکم واموال اقترفتموها**

وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ و جھاد فی سبیلہ فتر بصوا حتی یا تی اللہ بامرہ واللہ لایھدی القوم الفاسقین (۲۴-۹) یعنی اے رسول ان لوگوں سے کہدو کہ اگر تمھارے ماں باپ' بیٹے' بیٹیاں' بھائی بہنیں' بیویاں' اور سارے کنبے اور وہ اموال جو تمنے کمائے ہوئے ہیں' اور تجارۃ جسمیں خسارہ کا خوف ہو' اور تمھارے من پسند مکانات' اگر یہ زیادہ پسند ہیں تمھیں اپنے لئے' اللہ اور اسکے رسول کے دیئے ہوئے پروگرام کی اقامت کی راہ میں' اور اس راہ میں جدوجہد سے جہاد کرنے سے' تو پھر انتظار کرو اللہ کے نتائج کا' اور اللہ کسی فاسق وفاجر قوم کو ھدایت نہیں عطا کرتا' تو جناب قارئین! اویس قرنی کی جبلوں اور غاروں میں رہنے والی شخصیت کو عاشق رسول بنانے والے افسانہ نگاروں نے اگر مذکورہ بالا آیت پڑھی ہوئی ہوتی تو اویس قرنی کو ماں کی کبرسنی اور بیماری کے بہانوں سے اسے رسول اللہ سے جدا نہ دکھاتے' اصل بات یہ ہے کہ قرآن نے تو دشمنان دین کے سارے راستے بند کئے ہوئے ہیں' لیکن کیا کیا جائے اگر جو کسی کو آنکھوں میں حیا ہی نہ ہو' اویس قرنی کو جن لوگوں نے ماں کی وجہ سے رسول سے دور دکھایا ہے' ان سے کوئی پوچھ نہیں سکتا کہ اگر وہ ماں کو لاکر اس کے سمیت مدینۃ الرسول میں اگر رہتا تو اسے کیا ہوتا!!!! لیکن اذا فات الحیاء فافعل ماشئت' مین نے یہ گذارش اس وجہ سے پیش کی ہے کہ اویسی نام سے خانقاہی دنیا کا پیری مریدی کا ایک مستقل سلسلہ قائم کیا ہوا ہے' اس لئے اس کا پسمنظر پیش کرنا ضروری سمجھا' مین نے اوپر عرض کیا کہ یہ لوگوں کو بیوقوف بنانے کیلئے مشہور کیئے ہوئے ہیں کہ مجھے رسول اللہ نے خواب میں حکم دیا کہ تم لاہور جا کر دین کے خدمت کرو' تم ملتان جا کر دین کے تبلیغ کرو' تم دہلی جا کر دین کے خدمت کرو' جبکہ ہوتے یہ سارے لوگ اس دور کے سامراج کے جاسوس ہیں' یہ بھی اخبارات وغیرہ میں پڑہا ہوگا کہ ان امپورٹڈ بزرگوں کے برسیوں اور سالانہ عرسوں کے موقعوں پر حکمران لوگ جاتے ہیں' ان کے قبروں پر غلاف چڑاہا کر کہتے ہیں کہ دین اسلام کی اگر صحیح خدمت کی ہے تو ایسی ہستیون والے بزرگوں نے کی ہے' یعنی دین اسلام کی فہم وفراست کا ڈانڈا کوئی بھی قرآن کے ساتھ ملاتے ہوئے نہیں دکھاتا' نہ

ہی ان کے ذہن وشعور میں ہدایت کیلئے قرآن کی موجودگی کا احساس بھی ہوتا ہے'

اہلسنت کی اصطلاح کب اور کیوں

جناب قارئین! بہت غور وفکر کرنے کی بات ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کو خاتم الانبیاء بنا کر پھر اسے قرآن حکیم جیسا عبقری کتاب خاتم الکتب دیکر ارسال فرمایا' اور اس انقلاب نبوت کی عالمگیر کامیابی بعد وفات رسول پہلی ہی ربع صدی میں روم وفارس اور افریقن اقوام تک اپنے قرآنی پیکیج کو یہ حاملین قرآن نہ صرف پہنچانے بلکہ وہاں رائج کرنے میں بھی کامیاب ہو جاتے ہیں' تو پہلے ہی مرحلہ میں شکست فارس وروم کے بعد شکست خوردہ بادشاہ اور بادشاہ پرستوں نے اپنے تیئں یہ طئے کیا ہے کہ میدان جنگ میں کھلے بندوں اب اسلام اور مسلم امت سے ٹکرانا آسان نہیں ہے. اس لیئے ظاہر میں انکا دین قبول کر کے ان میں اندر گھس جائیں پھر ان کے بیمثال اور لاجواب کتاب قرآن کو ان کے ہاتھوں سے ان کی قیادت والی عدالتوں اور اسٹیجوں سے مختلف ہنروں اور فنکاریوں سے کھسکا کر ہٹا دیں اور یہ کہ مسلم امت سے مکمل طور پر اگر چھین کر اسے گم نہ کرسکیں تاہم بھی ایسے ہنر کھیلیں کہ قرآن ان کے پاس موجود بھی ہو اسکے باوجود یہ امت والے اکلمہ گو لوگ نہ اس قرآن سے مسائل حیات سمجھیں نہ پوچھیں اور نہ ہی قرآن کو اسکا اہل تصور کریں کہ یہ کتاب بھی اکیلے سر رہنمائی کے لائق ہے. بلکل ان انقلاب دشمنوں نے قرآن کو اس طرح تو مشہور کیا ہوا ہے کہ یہ کتاب' کتاب لانے والے رسول کے ہاتھوں سے ہی منسوخ ہو چکی ہے. اور اس رسول کو جو اس کتاب کی مثل اس کتاب جیسا' علم حدیث وحی خفی اور غیر متلو وحی دیا گیا تھا' اب امت اس علم پر چلے اب امت فقہی قوانین باء لاز سماجی' معاشی' مسائل قرآن سے نہ سیکھیں' یعنی اس بات کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن جو اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب ہے' اس اللہ میں اتنی صلاحیت اور میرٹ نہیں تھی جو اس کے کتاب سے لوگوں کو بغیر کسی دوسرے علم اور ملاوٹ کے سہارے کے یہ قرآن اپنی باتیں سمجھا سکے' جناب قارئین! یہ حقیقت پلو مین باندھ لیں کہ اگر یہ قبول کیا جائے' اور مانا جائے کہ قرآن بغیر کسی دوسرے علم کے نہیں سمجھا جا سکتا تو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ اللہ ان دوسروں کا محتاج ہوا' یہ تو شرک بھی ہوا اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ دوسری

علمی اتھارٹی اللہ سے صلاحیتوں میں اَئڈوانس اور برتر ہیں' جو اللہ کی کتاب تو ایک طرف سے نازل ہوتی جائے اور دوسری طرف رسول اسے نازل ہوتے ہی منسوخ کرتے جائیں' تو اب کوئی بتائے کہ قرآن کی عمر تو نبوت والی ۲۳ سالہ مدت بھی نہ ہوئی اور اسے منسوخ بنانے والے علم الروایات کی عمر کو تو اب پندرھویں صدی گذرے جا رہی ہے' اس کی معنی تو یہ ہوئی کہ اللہ سے زیادہ علمی استعداد رسول میں ہوئی اگر آپ کہیں گے کہ روایت بازیوں والا علم بھی اللہ کا ہے تو پھر اللہ نے یہ قابلیت وحی جلی والی کتاب میں کیوں نہیں دکھائی کہ وہ بھی آج تک عدالت چلائے. ان قرآن دشمن مولویوں' قرآن دشمن شیخ الحدیثوں اور قرآن دشمن رائیونڈیوں نے یہ پراپگنڈا پھیلائی ہوئی ہے' کہ جو لوگ قرآن کی رٹ لگا رہے ہیں' ان کے ہاں رسول کی حیثیت ایسی ہے' جس طرح کوئی ایک ڈاک تقسیم کرنے والا ڈاکی ہو' جو صرف خط پھینک کر آگے چلا جائے' تو ان قرآن دشمنوں نے فکر قرآن والوں پر یہ الزام مشہور کیا ہوا ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ کو ڈاکی تصور کرتے ہیں' میں سامراج کے پروردہ مذہب پرستوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ رسول اللہ کی حیثیت کا تعین' ہم' تم سے کیوں پوچھیں گے' اور' ہم خود کیوں کرینگے' رسول کی حیثیت تو ہمارے پاس وہ ہے جو ہمیں قرآن نے بتائی ہے کہ **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** (۲۸-۴۸) یعنی رسول کو تو اس لئے دنیا میں بھیجا گیا ہے کہ وہ باطل مذاسب والون کو ڈانڈا دیکر انکا خاتمہ کرے' انہیں ملیامیٹ کرے' یہ کام رسول نے میدان جنگ بدر میں سارے سرداروں کے سر کٹوا کر کے بھی دکھایا اور قرآنی منشور والی حکومت بھی مدینۃ المنورہ میں قائم کر کے دکھائی جس کا آج تک منکرین قرآن کو چبھن اور درد ہے اور اب رسول کی یہ مشن بذریعہ قرآن' قرآن والے لوگوں نے پوری کرنی ہے' تو رسول کی حیثیت ہم قرآن والون کے ہاں ایک ایسے انقلابی پیشوا کی سی ہے جو قرآن کی ہدایت کے مطابق غلام سازی اور استحصالی جاگیرداریت اور سرمایہ داریت کا قلعہ قمع کر کے قرآنی منشور پر حکومت قائم کر کے دنیا کو ثابت کر کے دکھائے کہ دیکھو! اے اقوام عالم کے لوگو! قرآن پر چلنا اس کے احکام کے مطابق ریاست قائم کر کے دکھانا' اس کے احکاموں پر زندگی گذارنا' ممکن بھی ہے' آسان بھی

ہے' تو رسول اللہ کی زمہ داری اور ڈیوٹی ڈاکی کی سی نہیں ہوئی' قرآن نے یہ ڈیوٹی خود متعین کر کے دی ہوئی ہے کہ **قاتلوھم حتی لاتکون فتنہ ویکون الدین کلہ للہ** (۲-۱۹۳) یعنی ان بادشاہ پرست سرمایہ داروں کے ایجنٹ جو شخصی مفاد پرستیوں کیلئے فتنے پھیلا رہے ہیں انہیں ایسا ڈنڈا دیا جاتا رہے جو انکی ساری مشنری شیطانیں بند ہو جائیں اور اللہ کے قرآن والے دین اختیار کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ رہے ویکون الدین کلہ للہ جناب قارئین! میں نے اس مضمون کے شروع میں جو عرض کیا کہ مجوس فارس کی شکست خوردہ حکمران ٹیم نے اپنی شکست کا بدلہ لینے کیلئے یہ طئے کیا کہ امت مسلم سے قرآن چھینا جائے' یعنے اس چھیننے کی کم سے کم یہ شکل ہو کہ اگر قرآن کا متن اور ٹیکسٹ ہم دنیا سے ختم نا بھی کر سکیں تو اتنا ضرور کریں کہ مسائل حیات مسلم امت والے قرآن سے نہ پوچھیں نہ سیکھیں سو اس کیلئے انہوں نے یہ حکمت تجویز کی کہ رد قرآن کیلئے ان کے اپنے پہلے دند ہے غلام سازی کو جائز قرار دیا جنہیں قرآن نے **ماکان لنبی ان یکون لہ اسری** (۸-۶۷) کے حکم سے بند کر دیا ہے اب انہیں پھر سے واپس بحال کرنے کیلئے رسول کے نام کی حدیثیں بنائیں اور رسول کی لڑائیوں میں ان کا ایسا تعامل دکھائیں جن میں غلام سازی کو جاری اور ساری دکھایا جائے' اور قرآن نے جو حکم دیا ہوا ہے کہ حتی اذا بلغوا النکاح' یعنے نکاح کے لئے بلوغت شرط ہے تو نابالغ بچوں کے نکاح کو جائز کرنے کیلئے قرآن کے حکم اور قانون کو توڑنے کیلئے خود رسول کے کھاتے میں یہ الزام لگاؤ کہ اسنے خود عائشہ سے اس کی عمر چھ سال میں منگنی کی اور ۹ سال کی عمر میں شادی کی اور اپنی بیٹی فاطمہ کی بھی حضرت علی کے ساتھ اس کی ۹ سال کی عمر میں شادی کی' وغیرہ وغیرہ تو شکست خوردہ مجوسی حکمرانوں اور دربار فارس کے سرداروں نے اپنی حدود مملکت کے غیر مفتوحہ مشرقی علاقہ میں چین کے قریب افغانستان کے شہر مزار شریف میں اپنی اس سازش کی تحریک کا مرکز بنایا پھر اسلامی سلطنت کے مراکز میں شہروں میں اسلامی لبادہ میں امامت کے غلافوں میں اپنے دانشور بھیجنے شروع کئے جو وہاں تارپیڈو انداز میں انڈر گراؤنڈ خفیہ نمونوں سے قرآن کے توڑ کے لیئے وہ لوگ علم حدیث بنام رسول گھڑنے شروع ہوئے' اور حدیثوں کی روشنی میں قوانین شریعت کے طور پر جزئیات اور باء

لاز کے بھی فقہ اسلامی کے نام سے انبار لکھ ڈالے اور ان جعلی حدیثوں کے جعلی واقعات کی روشنی میں اصحاب رسول کے مابین خلافت اور دیگر مسئلوں پر فرضی قسم کے مشاجرات اور خلاف قرآن قصوں کے انبار لکھ ڈالے، جنہیں انہوں نے تاریخ اسلام کا نام دیا جس تاریخ میں مکمل طور فرضی جنگیں اور لڑائیوں کے فرضی ہیروز اور جعلی کردار بلکہ ایسے فرضی نام جو وہ لوگ دنیا میں پیدا بھی نہیں ہوئے تھے میری ان سب باتوں کی دلیل قرآن کے حوالوں سے میں پہلے اپنی کتابوں میں لکھ چکا ہوں، اگر کسی شخص کو اور بھی دلیل چاہیئے تو اس کی خدمت میں عرض ہے کہ افغانستان کے شہر مزار شریف میں حضرت علی کے نام کی قبر موجود ہے وہ کھودی جائے اگر وہاں سے جناب علی علیہ اسلام کا جسم مل جائے تو پھر میری ساری باتیں غلط قرار دی جائیں، تو جناب قارئین! امت مسلمہ سے قرآن چھیننے کیلئے جو علم مجوسی دانشوروں نے مقابل قرآن بنام حدیث رسول ایجاد کیا، اس کا دوسرا نام انہوں نے **علم السنة** بھی رکھا، اور انپر اس کے پیروکاروں کو اھل سنت کا نام بھی دیا گیا، بعض علماء نے مجھ سے بحث کیا ہے کہ ہم اھل سنت جو کہلاتے ہیں وہ حدیثوں کے حوالہ سے اھل سنت نہیں ہیں، یہ بات تو اچھی ہوئی گویا کہ وہ میرے ہم خیال بھی ہوئے کہ اہل سنت حدیث کے حوالوں سے نہ ہونا چاہئے لیکن ان عزت ماب بزرگوں کی خدمت میں عرض ہے کہ قرآن میں سنہ لفظ کا استعمال کل سولہ بار ہوا ہے، یہ جملہ تعداد کا استعمال اللہ نے اگلی قوموں اور امتوں کے حوالوں سے فرمایا ہے کہ **سنة من قدر ارسلنا من قبلك من رسلنا ولاتجد لسنتنا تحويلا** (۷۷-۱۷) یعنی ہمارا انظام ہمارا سسٹم آپ سے پہلے کے سارے رسولوں والا ہی ہے پیچھے سے یکسانیت کے ساتھ آتا چلا آرہا ہے، اور ہمارے اس سسٹم میں کوئی تبدیلی نہیں آئیگی، اور امت مسلمہ کو بھی فرمایا کہ **يريد الله ليبين لكم ويهديكم سنن الذين من قبلكم** (۲۴-۴) یعنی تمہاری لئے بھی اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ تم سے پہلے والوں کی سنتوں کو تمہارے لئے تمہاری ہدایت کیلئے بیان کرے، جناب زعماء اھل **سنة** کی خدمت میں عرض ہے کہ قرآن کی اس ساری لسٹ میں یعنی سولہ بار کے استعمال میں آپ غور فرمائینگے تو وہ **سنة** اللہ تو قرآن پر فٹ آتی ہے، صادق آئی ہے، **سنة الله** کا مصداق تو قرآن بنتا

ہے، پھر آپ تو اپنی مدارس میں مسائل کے طور پر پڑہاتے ہیں دشمن قرآن حدیثوں اور ان سے بنائے ہوئے فقھوں کو! پھر آپ کا نام اھل سنت قرآن والی سنت کا تو نہیں ہوا. آپ کی عوام کے مسائل اور حاجات کیلئے فتاوائیں تو سارے کے ساری حنفی حنبلی شافعی مالکی ہیں، میں دعوی سے عرض کرتا ہوں کہ آپ کی جملہ دار الافتاء قرآن کے مخالف ہیں، قرآن سے فقھی جزئیات اخذ نہیں کرتے، ان کے فقھی مسائل خلاف قرآن ہیں، سنت کا لفظ جو جتنی بار بھی قرآن میں استعمال ہوا ہے ان کی جملہ آیات کو ایک جگھ لکھیں پھر غور کریں تو ان سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ نے تو قرآن کا نام سنت رکھا ہوا ہے، تم لوگوں نے قرآن کا یہ نام چوری کرکے یا ڈاکہ مار کر مجوسی قرآن دشمنوں کی رسول اللہ پر تھمتوں والی روایتوں کے مجموعوں پر علم السنہ نام رکھا ہے، اور جبکہ اللہ نے اپنی کتاب کا نام رکھا کہ اللہ نزل احسن الحدیث کتابا (۳۹-۲۳) تو تم نے وہ حدیث کا نام بھی چوری کرکے اھل مجوس کی قرآن دشمن گھڑی ہوئی افکیات کو علم حدیث کا نام دیکر لوگوں کو بیوقوف بنایا ہے، خلاصہ عرض کرنے کا یہ ہے کہ اہلسنت کی چھتری اور آڑ بھی مسلم امت سے قرآن چھیننے کی پہلی اور شروعاتی ایک حرفت ہے، ایک ہنر ہے، سنت رسول کے نام سے اور قرآن کی تعبیر تشریح و تفسیر کے نام سے یہ تو خود قرآن کی تردید ہے، یہ ایک چال ہے جس سے لوگوں کو بیوقوف بنایا جاتا ہے، کہ رسول ہم سے اور سب سے قرآن زیادہ جانتے اور سمجھتے تھے، اس لئے فارسی اماموں والی روایات اس کی حدیثیں ہیں اس لئے اب قرآن کو پڑہے بغیر صرف حدیثوں کو پڑہو، تو جناب معزز قارئین! ہم ان اہل سنت نامی قرآن دشمنوں کا حکم بھی ماننے کیلئے تیار ہیں، وہ صرف اس صورت میں کہ وہ ان کی والی حدیثیں قرآن سے ملا کر پڑہی پڑہائی جائیں، پھر دیکھیں کہ یہ قرآن کا تفسیر و تعبیر کرتی ہیں، یا قرآن کا رد کر کے اسے منسوخ اور مدے خارج قرار دیتی ہیں، جناب قارئیں! اہل سنت کے نام سے بنایا ہوا حدیثوں کا ذخیرہ اور ان سے فقھی مسلک یہ قرآن دشمنی اور قرآن چھیننے کا پہلا اور شروعاتی عمل ہے، اور علم ہے، اس قرآن چھیننے کا دوسرا عمل اور علم یعنی سیکنڈ ایڈیشن اوپن شیعت کے نام سے ہے جبکہ اہل سنت والے بھی شیعہ مخلصین اور زیدی شیعوں کے نام سے موسوم ہیں، تو ان کے فرسٹ ایڈیشن میں تقیہ کے آداب بھرپور نمونوں سے ہیں، لیکن اس کے

باوجود امام بخاری امام مسلم امام ابوحنیفہ مطلب کہ یہ کل امام بارہ تبرا کے اوپر ضبط نہیں کر سکا ہے، انہوں نے جی بھر کر قرآن، رسول، اصحاب رسول، وازواج مطہرات کو اپنے امامیاتی علوم میں گالیاں دی ہیں، رہا شیعت کے نام سے قرآن دشمنی والا سیکنڈ ایڈیشن تو ان کی تبرا بازی باخبر لوگوں کیلئے شاہدی اور ثبوت کی محتاج نہیں ہے، اس کیلئے صرف عشرہ محرم کی مجالس سننا ہی کافی ہیں اور اس کے بعد جو یونان سے ان لوگوں نے تصوف نامی قرآن کو بائے پاس کرنے والا فلسفہ لایا ہے، اور اسے یہاں لاکر اسے عربی جبے کرتے پہنا کر ختم نبوت کو انہوں نے لتاڑا ہے، یہ تصوف کی بارگاہ شیعوں اور سنیوں کا مشترکہ کمیونٹی سینٹر ہے، تصوف کا مجموعی تعارف یہ ہے کہ اس کے نامور پیشوا، بشمول شاہ ولی اللہ یہ لوگ تجلیوں کے ذریعہ بغیر واسطے کسی نبی اور رسول کے بغیر واسطے انبیاء کے صحائف اور کتب کے، انکو اللہ سے ڈائریکٹ ڈائلنگ روٹ اور لائینیں میسر ہیں، جس کے تفاصیل آپ کتاب ھذا میں پڑھینگے، جناب قارئین! میں نے مقدمہ کے شروع میں عرض کیا تھا کہ شروع انسانیت سے لیکر فلاحی اور انسان دشمن حکومتیں، دونوں قسم، نیک صالح حاکموں کے سامنے بھی اپنے اپنے مخصوص افکار و کتابی پیکیجز پر چلے ہیں، تو جملہ استحصالی مترفین اور غلام ساز جاگیرداروں کے مقابلہ میں اللہ نے انبیاء علیہم السلام کی معرفت ہمیشہ سے ایک سا ہدایت کا منشور بھیجا ہے جسکا لیٹسٹ ایڈیشن اب قرآن ہے تو عالمی سامراج نے اپنی پرانی نمرودی، ھامانی قارونی، فنکاریوں سے ختم نبوت کے شاہکار پیکیج قرآن حکیم کے مقابلہ میں، رد میں، بخاری ھدایہ نہج البلاغہ اور اصول کافی کے پیکیجز میدان میں ایک طرف لائے ہیں، تو دوسری طرف تصوف کی دربار سے وحدت الوجود کے نعرے من نمے گویم انا الحق یارے گوید بگو سے قرآنی افکار کا جدا مقابلہ کیا جا رہا ہے، اور یہ جنگ بڑی فنکاری سے لڑی جا رہی ہے، جسمیں سب کی دعوی ہے کہ وہ اللہ کے دوست ہیں، رسول کے دوست ہیں، قرآن کے دوست ہیں، اس دعوی میں ثبوت کے طور پر یہ سب لوگ اللہ رسول اور قرآن کی پوجا بھی کرتے ہیں، ان کے نام خیر خیرات اور صدقات بھی دیتے ہیں، قرآن کی چوما چاٹی کر کے ختم خواجگان بھی پڑہاتے ہیں،... اپنے باپ، دادوں کے لئے ایصال ثواب کی خاطر ختم قرآن بخشواتے ہیں، لیکن اللہ رسول اور قرآن کا کہا نہیں مانتے، ان کی عبادت اللہ

کے اوامر، نواہی پر عمل کرنے اور انکی امپلیمنٹ کرنا نہیں ہے ان کی عبادت صرف پوجا والی ہے، جو کہ بتوں کے لئے کی جاتی ہے، یا جیسے مجوسی لوگ آگ کی پوجا کرتے ہیں، ان کی طرح مسلم امت نے بھی اللہ کو یوٹو پیائی بت بنایا ہوا ہے،

ترسم کہ نہ رسی بکعبہ اعرابی
ایں راہ کہ تو مے روی بترکستان ست

مسلم کہلانے والے لوگ اللہ رسول اور قرآن کے احکامات کے عوض اپنے اپنے امامی مسلکوں کی فرمانبرداریوں میں مگن ہیں، اور خود کو اور دنیا والونکو دھوکے میں رکھے ہوئے ہیں، کہ وہ اللہ کے احکامات کی تعمیل کر رہے ہیں، نیز رسول اللہ اور قرآن سے بھی عقیدت رکھتے ہیں، عجیب دعویٰ ہے یعنی اللہ، رسول، اور قرآن سے جنگ بھی ان سے محبت اور عقیدت کے ناموں اور دعواؤں سے، کیسے تو دشمنان قرآن کے ہنر ہیں!!! ان کی دیدہ دلیری کو کیا کہا جائے، جو لوگ انہیں یہ کہیں کہ ہدایت کے نصاب کیلئے قرآن بلا شرکت غیرے کامل مکمل کتاب ہے اور اس کی دعوی ہے کہ **ولقدیسر ناالقرآن لذکر فھل من مدکر** (۱۷-۴۵) یعنی قرآن اپنی فہیم اور تذکیر میں آسان بنا کر بھیجا گیا ہے، ہے کوئی جو آ کر اس کتاب سے فہم وھدایت حاصل کرے، قرآن کی اس دعوت کے بعد بھی لوگ شرک بالقرآن کرتے ہوئے علوم امامیات اور فیثا غوری اور افلاطونی میراث کے پیچھے بھاگ رہے ہیں، اور الٹا قرآن کی طرف دعوت دینے والونکو، قران جیسے روشن چراغ سے ہٹ جانے کا الزام دیں اور ملزم ٹھیرائیں، واز مانہ تیری چال!! سو اگر غور کیا جائے تو ہمارے دور کا ایک محاورہ ہے کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے، قرآن حکیم نے اس محاورہ کے مفہوم کی تصدیق کرتے ہوئے قرآن دشمنوں کی اس پرانی ریت اور اسلوب کو نقل کیا ہے کہ **کذبت ثمود بالنذر** (۲۳-۵۴) **کذبت لوط بالنذر** (۳۳-۵۴) یعنی یہ ثمودی اور لوطی لوگ اپنے اپنے دور میں علم وحی کی بات کرنے والوں کی تکذیب بھی کرتے تھے، ساتھ ساتھ مارنے اور قتل کرنے کے دھمکیاں بھی دیتے تھے، سو ان کی والی ریت آج تک جاری ہے،

ہم آہ بھی کہتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام

تم قتل بھی کرتے ہو تو چرچا ہی نہیں ہوتا

وجہ تالیف کتاب

جنگ قادسیہ اور مدائن سے شکست کھا کر شاہ فارس اور اسکے اساورہ سردار فارس نے ملک کے شمال مشرق میں چین کے قریب پرشن علاقہ ازبکستان میں جا کر جب ڈیرا جمایا تو وہ وہاں آرام سے نہیں بیٹھے' انہوں نے عربوں کی فتح کے اصل راز اور سبب کو انہیں ملی ہوئی کتاب قرآن حکیم کی انسانی فلاح کے تعلیمات کو قرار دیا جسکی بنیاد معاشی مساوات پر تھی اور کلاس لیس سوسائٹی پر تھی (۳۵-۲) تو انہوں نے قرآن کی اس طرح کی الٹرا ساؤنڈ رپورٹ سے اپنی تاج شاہی کو جب تازہ تازہ میدان جنگ میں بکریوں کے چرواہوں کی پاؤں کی ٹھوکروں سے اچھلتے دیکھا جو قرآنی تربیت سے انقلابی بن چکے تھے تو انہوں نے یہ طئے کیا کہ کسی بھی حال میں ہر صورت میں انہیں ملی ہوئی کتاب قرآن کو صفحۂ ہستی سے گم کیا جائے' اگر اسکے متن کو ہم گم نام بھی کر سکیں تو کم سے کم ایسا ہنر ضرور رکھلین جو کوئی بھی دین سیکھنے اور مسائل حیات پوچھنے کیلئے اس کتاب کو مبہم اور اجمالی قرار دیکر اسکے قریب ہی نہ جائے اگر پڑھے بھی تو صرف ایصال ثواب تقدس اور پوجا کے مقصد کی حد تک پڑھے' آگے بس اور انکی زندگیوں کو سنوارنے کی جو ضرورت ہے اسکے لئے اسی قرآن کی تشریح اور تفسیر کے نام پر انکے رسول کے نام کی کیوں نہ ایسی حدیثیں بنائیں جنمیں جاگیرداریت' سرمایہ داریت غلام سازی اور کنیزائیں رکھنے کی پرمٹیں ہوں' اور ان پرمٹوں کا ڈکلریشن جاری کرنے والے نام نہاد عالموں کو اس گھڑے ہوئے علم حدیث کے ذریعے انبیا بنی اسرائیل کی لیول کی ڈگری بھی بطور معاوضہ عطا کریں (علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل (الحدیث) اور ایسے علم حدیث سے ایسا فقہ اور تاریخ بنائیں جس سے کوئی بھی معاشرہ ان انقلابیوں کی طرح کا نہ بن سکے' اسکیلئے ان حدیث سازوں نے رسول اللہ اور اسکے ساتھیوں کو رسوا کرنے کیلئے ایسی روایتیں بنائی کہ خالد بن ولید نے لڑائی کے میدان میں مجوسی ایرانی فوجی افسر کی بیوی کو بہت خوبرو اور حسین ہونے کی وجہ سے پسند کیا تو فوراً اسکے شوہر کو باوجود اسکی طرف سے مطالحت کی پیش کش کے اسے قتل کیا اور فوراً اسکی بیوی کو اپنا لیا' جناب قارئین! خالد بن ولید تو کیا؟ ان حدیث سازوں

نے رسول اللہ کو ایک فرضی صفیہ نامی یہودیوں کی عورت جو انکے ایک فوجی افسر کی دلہن تھی جسے میدان جنگ میں قتل کیا گیا تھا' اسے رسول اللہ کے ساتھ جنگ سے فارغ ہونے سے واپس مدینہ پہنچنے سے پہلے راستہ میں ہی بیاہ کرائی ہے' اور قرآن کی طرف سے سکھائے ہوئے معاشی اور معاشرتی مساوات کو توڑنے کیلئے رسول اللہ علیہ السلام کو خلاف قرآن فرضی اور جعلی آل بھی چمٹادی کیونکہ قرآن میں ابراھیم علیہ السلام کی آل کا ذکر ہے' یعقوب علیہ السلام' داؤد' لوط' موسیٰ' ھارون علیھم السلام کی آل کا ذکر ہے عمران کی آل کا ذکر کر ہے لیکن محمد الرسول اللہ سلام علیہ کی آل کا پورے قرآن میں کہیں بھی ذکر نہیں ہے' اسکے باوجود علم حدیث بنانے والوں نے رسول علیہ السلام کو ایک ایسا چچازاد بھائی دیا ہے جسکا علی نام لکھا ہے' علی لفظ میں یا شد کے ساتھ یہ اللہ کا نام ہے' اور یا ساکن ماقبل میں لام' زیر کے ساتھ جو علی کا لفظ ہے اسکی معنی بھی بلندی ہے جو بھی اللہ ہی کا نام ہوا لیکن اس طرح کا استعمال پورے ذخیرہ عربی زبان میں حدیث سازوں نے اس شخصیت کو رسول اللہ کا داماد قرار دیکر اسکی اولاد کو آل رسول ڈکلیئر کیا ہے' جبکہ قرآن کا فرمان ہے کہ میں محمد کو اسلئے تم سے کسی مرد کا والد نہیں بناتا جو مجھے اپنے رسول کی ختم نبوت کو بچانا ہے (۴۰-۳۳) لیکن اسکے باوجود ان حدیث سازوں نے علی کو مُحدث بھی بنایا ہے جسکی معنی ہے کہ جسکے پاس اللہ کی طرف سے فرشتہ آتا ہو اور اس سے وہ کلام بھی کرتا ہو اور یہ امام اسکا کلام سنتا بھی ہو صرف اسے دیکھ نہ سکتا ہو (اصول کافی) ان حدیث سازوں نے نہ صرف علی کو محدث اور امام کا لقب دیا بلکہ اسے وصی رسول ہونے کی بھی حدیث بنائی اب غور فرمائیں کہ جو انکی بتائی ہوئی معنیٰ والا شخص محدث بھی ہو امام بھی ہو' اور وصی بھی ہو تو ان تینوں غیر قرآنی القاب سے ختم نبوت تو ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ سلسلہ نبوت تو فرشتہ جبریل کے آنے سے اور احکام سنانے سے قائم ہوتا ہے' سو رسول اللہ کی وفات کی بعد اگر اماموں کے پاس فرشتہ کا آ کر کلام سنانا تسلیم کیا جائے تو نبوت تو ختم نہیں ہوئی جو کہ نام ہے اللہ کے سلسلہ کلام کا بذریعہ فرشتہ کے' تو جناب قارئین! یہی مقصد تھا اہل فارس کے قرآن دشمن دانشوروں کا ہے کہ کسی بھی طرح اور حیلوں سے ختم نبوت کی مقصدیت کو توڑا جائے اور اللہ سے جناب محمد خاتم الانبیاء سلام علیہ کے بعد بھی انسانوں کے غیر قرآنی رابطوں

کو ثابت کیا جائے بحال کیا جائے جن کے حوالوں سے پھر قرآن کو منسوخ اور متروک العمل بنا کر اس کتاب قرآن کے انقلابی فکر و نظریہ سے جان چھڑائی جائے جس سے پھر اپنی شاہانہ استحصال کی موجیں مناتے رہیں، جناب قارئین! دنیا والوں سے انہیں ملا ہوا کتاب قرآن چھیننے کیلئے یزدجر کی اساورہ شاہی نے قرآن سے مقابلہ کرنے کیلئے جو اپنے ہاں دانشور تیار کئے تھے انہیں امامت کا لقب دیکر بخارا، ہرات، نیشاپور، ترمذ کے علائقوں سے مطلب کے فارس کے علائقوں سے اسلامی مراکز کی طرف ایکسپورٹ کر رہے تھے جو وہاں تقیہ کے برقعوں میں انڈر گراؤنڈ قرآن کو منسوخ اور متروک بنانے والی حدیثیں فقہ اور تاریخ مدون کر رہے تھے، تو اس امامی تارپیڈو تحریک نے ایک شوشا یہ بھی میدان میں پھینکا کہ رسول اللہ نے اپنی بیٹی فاطمہ کو ورثہ میں ایک کتاب دی تھی جو اس قرآن سے تین گنا بڑی ہے (اصول کافی) اور وہ بطور میراث وفات فاطمہ کے بعد اماموں کے پاس سے ہوتی ہوئی بارہویں امام غائب کو ملی تھی، اب جس وقت وہ دنیا میں سے انسانی آبادی کے خاتمہ کے قریب ظہور فرمائینگے (اصول کافی) تو وہ کتاب مصحف فاطمہ بھی اپنے ساتھ لائینگے تو جناب قارئین یہ سب چکر ہیں قرآن سے لوگوں کے ذہنوں کو پھیرنے کے، اور جس شخصیت کو آل رسول کا نشان اول اور امام اول قرار دیا اسکا نام جو علی تجویز کیا اسمیں انکا مقصد یہ بھی نظر آتا ہے کہ اسے محدث بنا کر ختم نبوت کی مشن کو تو ہائی جیک کر لینگے لیکن موقعہ ملنے پر اس علی کو علیٌ یعنی اللہ بھی بنا دینگے جناب قارئین! علی نام کی یا ساکن ماقبل میں لام زیر کی ساتھ ایسا لفظ عربی زبان کے ذخیرہ میں معنی دار تو نہیں ہے ویسے اس نام علی ابن ابیطالب کو یعنی اس نام کی یا ساکن کو جب وسط کلام میں لائینگے تو از خود یا پر شد آ جائے گی اور وہ ساکن نہیں رہیگی۔ آپ اعرابوں کے مختلف عوامل کے ساتھ ان مثالوں میں غور کریں کہ جائنی علی ابن ابیطالب یعنی میرے پاس علی آیا تو اسم فاعل بننے کے ناطے یا کو پیش اور شد سے پڑھا جائیگا، اور رایت علیاً یعنی میں نے علی کو دیکھا تو یہاں بھی نحوی قائدہ کی وجہ سے زبر کی اعراب شد سے پڑھنی ہوگی، اور مررت بعلی یہاں گرامر عربی میں زیر کی اعراب شد کے ساتھ پڑھنی ہوگی، ان تینوں صورتوں اور مثالوں میں علی کی یا کو شد سے پڑھنا ہوگا تو اس طرح سے یہ نام اللہ کا بنجائے گا، جو کہ شرک ہوا، تو اس طرح

کے شرکیہ نام کو کم سے کم علی اور رسول اللہ دونوں نے اپنی زندگیوں میں کیوں برداشت کیا؟ کیوں قبول کیا؟ کیا ان ہستیوں کو اللہ کی توحید اور وحدانیت میں کسی کو شریک بنانے والا، کوئی بھی شخص مرتکب قرار دے سکتا ہے؟ ہمارا ایمان ہے کہ یہ دونوں ہستیں اللہ کے نام کے ساتھ شرک کو ہرگز گوارا نہیں کر سکتے، اسلئے اسماء رجال کے فن میں علی ابن ابیطالب کے ہمنام دوسرے لوگوں کے نام بھی علی کے نام سے یعنی یا ساکن ماقبل کا لام زیر کے ساتھ رکھے ہیں یہ بھی انہی روایات ساز اماموں کی ہنرمندی ہے، یہ بھی فارسی زدہ عربی ہے، یہ بھی عربی لغت میں فارس والوں کی ہیرا پھیری کی ایک ادنی قسم کی مثال ہے، ایسے نام فرضی ہیں جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ امت مسلمہ کی تاریخ میں یہ نام اور شخصیتیں جعلی ہیں اسلئے کہ رسول اللہ کا اعلان ہے کہ وما انا من المشرکین یعنے میں کبھی بھی شرک کو گوارا نہیں کرونگا، اسلئے یہ پیوند کاریں ہیں جنکی آڑ میں غیر قرآنی آل کو تسلیم کرانے کی چال کھیلی گئی ہے جناب قارئین! یہ باتیں تو تھیں سنٹرل ایشیا سے مشرق وسطی کی طرف ایکسپورٹ کردہ فلسفہ آل، فلسفہ امامت، اور قرآن کے مقابل علم الروایات اور اس سے بنائے ہوئے علم فقہ اور تاریخ کی باتیں اور ان علوم کو تقویت اور تحفظ دینے والے فلسفہ وصی فلسفہ محدث اور فلسفہ مفہم کا پہلی صدی ھجری سے لیکر چوتھی صدی ھجری تک جن باتوں کی وجہ سے اور اسطرح کے فلسفوں کی وجہ سے ساتویں صدی ھجری میں جا کر ان اہل فارس کی ریشہ دوانیوں سے منگولوں کے ہاتھوں ان سورج پرست اور عیسائیوں کے ہاتھوں خلافت اسلامیہ اور اسکے مرکز بغداد کو شکست دی جاسکی اور آگے چلتے چلتے بالآخر صفوی حکومت کے بانی اسماعیل صفوی نے پڑوسی عیسائیوں کی مدد سے عثمانیوں کی حکومت کی کمزوریوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایران میں شیعی حکومت کی داغ بیل ڈالی، جو کہ ثمرہ ثابت ہوا بالآخر یزدجر اور اسکی اساورہ شاہی کی امامی تحریک کا

ائمدار بعہ اہلسنت بھی مخلصین شیعہ کے منصب پر فائز ہو چکے تھے لیکن انکے فن تقیہ میں اعلٰی درجہ پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے وہ مخلص دیندار مسلم امت سے پہچانے جانہ سکے ورنہ قرآن دشمنی میں یہ لوگ بھی کسی سے کم نہ تھے انکے تحفظ کیلئے یزدجر کی تھنک ٹنک نے شیعت کی اوپن ٹیم بھی تیار کرائی جسکے ہاں دھڑلے سے کھلکر تبرائی عمل سرانجام دینا ضروری قرار دیا گیا،

تا کہ لوگ انکے مقابلہ میں پہلی اہل سنت نامی ٹیم کی ظاہری سنجیدگی پر خوش ہو کر انکی قرآن دشمن روایتوں اور فقہ کو ہضم کرنا غنیمت قرار دیں یعنی خذہ بالموت حتی ترضی بالحمی یعنی موت دکھاؤ تو اسکے عوض بخار اور تپ پر راضی ہو۔ بہر حال بارہویں صدی میں ہندستان کے مرکزی شہر دہلی میں ۱۴شوال ۱۱۱۴ھجری میں پیدا ہونے والے قطب الدین المعروف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بڑا ہو کر یہ اعلانات اور اپنے بارے میں دعوائیں شروع کیں کہ میں بھی رسول اللہ کا وصی ہوں، میں بھی محدث کے عہدہ پر فائز ہوں، میں بھی ملا اعلیٰ سے الھام والقاء وصول پاتا ہوں، میں بھی مفہم ہوں، رسول اللہ کا قلم امام حسن اور امام حسین کے ہاتھوں مجھے ملا ہے (تفہیمات حصہ دوم) گویا کہ شاہ کی جملہ تصنیفات رسول کے قلم کی تحریریں ہوئیں، سو یہ چند اوراق میں نے اگلے محدثوں وصیوں، مفہموں کی نقل اور کاپی کرنے والے دہلوی بزرگ کے حوالہ سے رقم کئے ہیں،

تصوف ختم نبوت کے انکار کا دوسرا نام ہے

تصوف کے جہاں میں انکے اکابرین کی دعوائیں ہیں کہ انکے علوم وافکار انہیں براہ راست اللہ سے ملے ہوئے ہیں وہ بھی بغیر علم وحی یعنی قرآن کے گویا کہ رسول اللہ پر سلسلہ وحی کو ختم کرکے آگے وحی کے ذریعے دیئے ہوئے آئین کی مبادیات کی روشنی میں بصیرت سے دنیا کو چلانے کی جو بات کی گئی تھی، صوفیاء کے امپورٹڈ گروہ اور علم نے اسکے آگے آ کر یہ بند باندھا، کہ انہیں ختم نبوت کے بعد بھی اور دنیا کو قرآن ملنے کے بعد بھی اللہ کی طرف سے الھام ہوتے رہتے ہیں، القاء ہوتے رہتے ہیں، وغیرہ وغیرہ گویا کہ یہ لوگ ختم نبوت کے منکر ہو بیٹھے، اور قرآن حکیم کی ابدیت اور اسکے کافی اور دائمی ہونے کا انکار کر بیٹھے، اور ساتھ ساتھ یہ چالا کیاں بھی کرتے رہے کہ انہیں محمد الرسول اللہ اور اسے ملے ہوئی کتاب قرآن سے بھی تعلق اور لگاء ہے، جیسے کہ شاہ ولی اللہ کی کتاب القول الجمیل میں اسکے مترجم سرور صاحب نے صوفیا کے گروہ کے سربراہ بغداد کے صوفی جنید بغدادی کا قول نقل کیا ہے کہ **وعلمنا ھذا مشید بالکتاب والسنة** یعنی انکا تصوف والا علم یہ قرآن اور حدیثوں کے بنیادوں پر قائم ہے، تو جنید کا یہ سلوگن سادہ سوچ والے نیک نیت لوگوں کو تو شیشے میں اتار سکتا ہے، ورنہ

جنید کے اس ڈائلاگ میں بھی زہر بھرے قرآن کا انکار کرنے والے فارمولے موجود ہیں، پہلے قارئین محترم ان جنیدی حرفتوں کو ہی چیک کریں، جسمیں کہتا ہے کہ وعلمنا ہذا، یعنی ہمارا والا تصوف کا علم، تو اس جملہ سے ثابت ہوا کہ انکے ہاں علم تصوف اور چیز ہے، اور علم قرآن اور چیز ہے، جہاتنک قرآن کے ذریعے ملے ہوئے علوم ہدایت کیلئے فرمان ہے کہ **الرحمان علم القرآن** (۲-۵۵) پھر علوم قرآنیہ سے سامان ہدایت کیلئے فرمایا کہ **اولم یکفهم انا انزلنا علیك الكتاب یتلیٰ علیهم** (۵۱-۲۹) یعنی کیا ان لوگوں کے لئے قرآنی علوم کافی نہیں ہیں جو وحی متلو بھی ہے جسے ہم نے آپکے اوپر نازل کیا ہے، تو غور فرمایا جائے کہ اللہ نے انسانی حاجات اور پرواز کیلئے قران کو کفایت کرنے والی کتاب بنا کر نازل کیا ہے، لیکن صوفی لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہوا ہے کہ انکو اللہ کی طرف سے کچھ اور ہی علوم ملتے رہتے ہیں، قرآنی علوم جن کیلئے آیا ہے کہ **وعلم الانسان مالم یعلم** (۵-۹۶) یعنی انسان کو اللہ نے قرآن کے ذریعہ نامعلوم چیزیں معلوم کرائیں، اسکے باوجود **ان الانسان لیطغی** (۶-۹۶) یعنی قرآنی علوم کے ملنے کے بعد بھی طغیان میں غوطے کھانے کا اسے شوق ہے، ان قرآن دشمن علوم میں ڈوبے ہوئے لوگوں کیلئے اللہ کا حکم ہے کہ **کلا لاتطعه واسجدو اقترب** (۱۹-۹۶) خبردار اے مخاطب قرآن جھوٹے اور منکرین لوگوں کی اطاعت نہ کرنا، انکے بدلے میں مقابلہ میں احکامات قرآن کی فرمانبرداری اتباع اور اطاعت کرنا، جس سے تو اللہ کا قرب حاصل کرنا، **تو سید الطائفة الصوفیه** جنید کا یہ قول گویا کہ اقرار ہوا، قبول داری ہوئی، ۱۶۴ قلم فوجداری کے حوالہ سے اسنے مان لیا کہ ہم صوفیوں کا علمی جہان قرآن سے الگ ہے، باقی آگے جو اسنے کہا ہے کہ ہمارے علم تصوف کی بنیادیں قرآن وعلم سنت یعنی علم حدیث پر مبنی ہیں تو اسمیں بھی صاف ثابت ہوا کہ یہ صوفی لوگ اللہ وحدہ لاشریک کے کلام کو وحدہ لاشریک نہیں مانتے اور اللہ کے کلام کے ساتھ غیر اللہ کے کلام کو نتھی کرتے ہیں، اکیلے طور پر قرآن کو کافی نہیں سمجھتے جب بھی قرآن کا نام لینے کی انہیں ضرورت پڑتی ہے تو اسکے ساتھ سنت یا حدیث کی پیوند کاری ضرور کرتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ ان لوگوں کے ہاں قرآن اکیلے طور پر بغیر علم

حدیث کے منتھی کرنے کے کافی نہیں ہے بلکہ ناکافی ہے جبکہ اس علم حدیث کی روایتوں سے ثابت ہوگیا ہے کہ انکی تدوین کرنے والوں نے اپنے عرصہ زندگی میں یہ روایات گھڑ کر رسول اللہ کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو دھوکا دیا ہے' **ان الظن لایغنی من الحق شیئا'** (۳۶-۱۰) مجھے اس مضموں میں یہ عرض کرنا ہے کہ امت مسلمہ سے قرآن چھیننے اور قرآنی علوم میں لفظی نہیں تو معنوی تحریفات کیسے اور کہاں سے اور کیوں کر ڈالی گئیں' حسین ہیکل نے اپنی کتاب سیرت عمر میں جو لکھا ہے کہ **خلیفۃ المسلمین** کو سعد بن ابی وقاص نے خط لکھا کہ ہمنے شاہ فارس کے محل تک پہنچکر یعنی اسکی دارالحکومت پر قبضہ کرلیا ہے' اور شاہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ فارس کے مشرقی علائقہ جات کے طرف بھاگ گئے ہیں' اب ہمارے لئے کیا حکم ہے' یہیں رہیں یا شاہ کا پیچھا کریں؟ تو امیر المومنین عمر فاروق نے جواب میں اسے خط لکھا کہ ہمیں کسی قوم کی سلطنت اور ریاست پر قبضہ کرنے کی کوئی نیت اور لالچ نہیں' ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ جس حد تک فارس اور ہمارے درمیان عرب قبائل آباد ہیں ہم انکے ہاں کی سرحدات کو اغیار کے حملوں سے محفوظ رکھیں' اللہ شالا ہمارے اور اہل فارس کے درمیان آگ کا بند قائم کرے جو نہ وہ ہمارے پاس آسکیں نہ ہم ان کے ہاں جا سکیں یہ تو سب تاریخوں نے لکھا ہے کہ شاہ فارس اپنے ملک کے مشرق میں خاقان چین کے سہارے جا کر رہا ہے' بعض تاریخوں نے سمرقند میں رہنے کی بھی بات کی ہے لیکن علامہ اسلم جیراجپوری نے اپنی کتاب تاریخ الامت میں یہ بھی لکھا ہے کہ اسنے خاقان چین اور ترکستان کے بادشاہ سے بھی مدد کیلئے لشکر لیکر دریا جیحوں پار کر کے مسلم افواج سے پھر لڑا ہے اس پہلے ہی حملہ میں تاتاری لشکر شاہ کسرے کو چھوڑ کر بھاگ گیا ہے. جس سے شاہ یزدجر دل شکستہ ہو کر واپس ہونے لگا ہے تو اسی اثنا میں خراسانیوں نے بھی شاہ کا ساتھ چھوڑ کر مسلم افواج کے جنرلوں سے صلح کرلی مطلب کہ اس کے بعد شاہ یزدجر اور جنگ قادسیہ اور مدائن سے بھاگے ہوئے انکے رتن یعنی شاہی دربار کے ممبر لوگ جو قبیلوں کے سردار تھے ان کے سمیت یہ سب مل ملا کے اپنے مشرقی علاقوں میں جا کر رہے ہیں تو وہ وہاں آرام سے نہیں بیٹھے' انہوں نے اپنے علائقہ میں رہکر یہ طئے کیا کہ یہ شکست بظاہر تو انہیں عربوں سے ملی ہے' لیکن ان میں یہ

سارا اسپرٹ انہیں ملی ہوئی کتاب قرآن کی وجہ سے پیدا ہوا ہے' اسلئے بادشاہت کو اب خطرہ قرآن سے ہے' جبتک یہ کتاب کسی بھی گروہ انسانیت کے پاس سلامت ہوگی تو دنیا بھر میں ہمیشہ بادشاہوں کے تاج اچھالے جائینگے کیوں کہ شاہ کسریٰ اور انکے اساورہ دیکھ رہے تھے کہ اسلامی انقلاب انکی بادشاہی مسمار کرنے کے بعد شاہ قیصر کے قیصریت مسمار کرنے چلا گیا ہے' اب اگر ہمیں بدلہ ہی لینا ہے تو پہلے پہل دنیا سے اس کتاب کو گم کرنا ہوگا' اگر ہم اس کتاب کے متن اور ٹیکسٹ کو ختم نہیں کرسکتے تاہم بھی اس کے اندر معنوی تحریفات کر کے اسے بے اثر بنایا جائے' اسکیلئے انہوں نے قرآن کی ریسرچ کرنے اور اسکی الٹراساؤنڈ کرنے کیلئے اپنی ساری علمی سرچ لائیٹیں اسپر لگادیں' ان کی تحریفات معنوی پر بھی میں نے جدا کتاب قرآن کا فرمان بزبان سندھی لکھی ہے' امریکہ کی ریاست فلوریڈا سے ڈاکٹر بشیر احمد نے جو کتاب کربلا کی حقیقت لکھی ہے اسمیں اسنے ایک تو اسپین کے گورنر حر بن عبدالرحمان کی ڈائری کے حوالہ سے جو کہ بنوامیہ کے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے دور کا آدمی ہے یہ ڈائری تین سو پیج کی ہے' کا ذکر کیا ہے ڈاکٹر شبیر نے اس ڈائری کے کچھ نوٹس تو لکھے ہیں لیکن یہ نہیں لکھا کہ وہ کہاں دستیاب ہے اور دوسری کتاب بنام دلائل نبوت ہے جو عباسی خلیفہ معتضد کے زمانہ میں عبدالجبار قرمطی کی لکھی ہوئی ہے جسکی صرف ایک کاپی استنبول کے کتب خانہ میں موجود ہے. ان حوالوں سے لکھا ہے کہ شاہ یزدجر اپنی شکت کے بعد جو اپنے ملک کے مشرقی علائقوں میں جا کر رہا ہے تو اسنے اسلامی انقلاب کو سبوتاج کرنے کیلئے وہاں پر باقاعدہ مرکز قائم کر کے ریاست اسلامیہ میں داخلی سیاسی خلفشار قائم کرنے اور علم وحی کی کتاب قرآن کو بھی بے اثر بنانے کیلئے بڑے حیلے اور کرتب کئے ہیں اور پوری مملکت اسلامیہ میں اپنے ففتھ کالمسٹوں کے جال فھیلا دئے ڈاکٹر نے لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے اپنے قائم کردہ مراکز کی کمیونیکشن کیلئے انکے خطوط کو سرکاری چوکیوں اور نگرانوں سے بچانے کیلئے ایسے کبوتر ٹرینڈ کئے تھے جو وہ ان مراکز سے مخصوص ٹھکانوں تک وہ چٹھیں پہنچاتے تھے ویسے قارئین کی تسلی اور اعتماد کیلئے میں اسطرح کی مثال آجکے دور کی اس خبر سے تھوڑی سی ملتی جلتی عرض کردوں جو اخبارات تک میں آچکی ہے وہ یہ کہ پانی کی جھیلوں میں بسیرا کرنے والی مرغابیں جنہیں ہم

سندھی میں آڑی وغیرہ کہتے ہیں یہ پرندے ان کے نسل کے کئی انواع، سردیوں کے دنوں میں ہر سال سائبیریا روس سے ہماری سندھ کی جھیلوں کی طرف آتے ہیں، اور سردیاں ختم ہوتے ہی واپس روس چلے جاتے ہیں، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ تحصیل قنبر ضلع لاڑکانہ کی جھیلوں پر سردیوں کے سال ستر باہتر کے عرصہ میں جو پرندے آئے تھے انکی ٹانگوں میں پختہ رنگوں کے اندر چٹھیں لکھی ہوئی ملیں کہ یہ ہمارے ملک کے پرندے سردیوں کے دن آپ کی طرف مہمان بنکر آتے ہیں، مہربانی کر کے انہیں شکار نہ کریں، تاکہ سردیوں کے بعد یہ سلامت اپنے وطن واپس آئیں، جناب قارئین! سلطنت فارس کے شاہ پرست دانشوروں نے اپنے ریسرچ سنٹر پر سورت احزاب کی آیت نمبر ۴۰ کی جو ایکسرے کی تو انہیں محسوس ہوا کہ اگر ہم ان مسلم امت والونکے نبی محمد کو کسی نہ کسی طرح آل دے سکنے میں یا منسوب کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو یہ ایک روٹ ایسا ہے جو ہم اس سورس سے قرآن کو ختم نبوت کو توڑ سکیں گے، وہ اسطرح کہ آل کو وارث ہونے کی جو ڈگری ہوتی ہے تو پھر نبوت کے سلسلہ کو اسکی قرابت والے کے نام سے ورثہ میں نبی اگر نہیں بھی بنا سکے تا ہم بھی وصی ہی بنا لینگے، ساتھ ساتھ میراث کی لائن سے من کنت مولاہ سے صاحب ولایت بنا کر اعلان کرینگے کہ جو بھی وصی اور امام الزمان ہوتا ہے وہ محدث بھی ہوتا ہے، یعنی اسکی پاس جبریل آتا رہتا ہے، اس سے باتیں بھی کرتا ہے، امام اسکی باتین سنتا تو ہے، لیکن صرف اسے دیکھ نہیں سکتا، اور صرف یہ فرق ہے نبی اور امام میں جو نبی اسے دیکھ سکتا ہے، اور امام اسے دیکھ نہیں سکتا اس کتاب میں جو مضمون شاہ ولی کی دعواؤں کا لکھا ہے اسمیں دیکھیں گے کہ شاہ نے بھی چھلانگ لگائی ہے کہ میں بھی محدث ہوں، تو جناب! آج کا دور اگر استدلال، عقل و بصیرت کا دور ہے تو آئیں! اکٹھے مل بیٹھتے ہیں خالص انسانیت کے فوز و فلاح کے ناطے سے ہمارا فارس اور عربوں کے اختلافوں سے کوئی سروکار نہ ہو، ان کے جھگڑوں سے بالا ہو کر قرآن کے انسانیت کے مفاد کے لئے فارمولون کو اپنا مینی فیسٹو بنائیں. اور غور سے تفکر و تدبر سے ہر خبر کو واقعہ کو دانش کی بٹھی میں الٹ پھیر کر چیک کریں کہ این راہ کجا مے رود، ویسے بھی امت مسلمہ کے سر پر مارا ہوا سارا علم الروایات اور ان سے بنائے ہوئے فقہ و تاریخ تو انہیں اہل فارس کی امام

ساز اور حدیث ساز و تاریخ ساز لیبارٹریوں کا کرشمہ ہے، قرآن تو ان سارے علوم کو ایک ہی کک سے اڑاتا ہے کہ **اولم یکفهم انا انزلنا علیك الکتاب یتلی علیهم** (۵۱-۲۹) **الله نزل احسن الحدیث کتابا** (۲۳-۳۹) **فبای حدیث بعده یومنون** (۷-۱۸۵) یعنی کیا ان لوگوں کیلئے وحی متلو والی کتاب کافی نہیں ہے، حدیثوں والی نہایت خوبتر کتاب تو قرآن ہے! پھر یہ لوگ قرآن کی احادیث ملنے کے بعد اور کن کی حدیثوں کے اوپر ایمان لاتے ہیں؟ سو کوئی حرج نہیں ہوگا اس حقیقت کو سوچا جائے کہ علم الاحادیث اور اس سے بنے ہوئے علم التاریخ نے رسول کو خلاف قرآن جو آل دی ہوئی ہے اس کے منبع پر عقل و بصیرت کو استعمال کریں اور سوچیں روایات میں ہے کہ رسول اللہ کو نبوت ملتے وقت اسکا ایک ساتھی سب سے پہلے ایمان لانے والا رسول کا چچازاد بھائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھا جسکی عمر اس وقت دس سال تھی، آگے جناب قارئین رسول کو نبوت ملنے کے پانچ سال بعد ایک بیٹی بیبی فاطمہ تاریخ نویس حضرات دیتے ہیں پھر اس سے آگے یہ تاریخ ساز حدیث ساز نبی کی دختر نیک اختر کو اسکے والد کے چچازاد بھائی سے شادی کراتے ہیں جناب گویا کہ رواج کہ خلاف اسطرح تو جیسے بھتیجی کی شادی اپنی چچا سے کراتے ہیں تو اصول کافی کی حدیث کے مطابق حضرت علی اور حضرت فاطمہ سے سن دو ہجری میں بیٹا حسن پیدا ہوتا ہے تو یہ سال.... ماں فاطمہ کی عمر کا دسواں سال بنتا ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ کی حضرت علی علیہ السلام سے شادی اسکی نو سال کی عمر میں ہوئی ہے، پھر اصول کافی والا حدیث لاتا ہے کہ امام حسن کے پیدا ہونے کے چھ ماہ بعد حسین علیہ السلام پیدا ہوتا ہے، تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ جناب حسین علیہ السلام کی ولادت تین ھجری میں ہوئی ہے، جناب قارئین! امیر المومنین فاروق اعظم کی ابتداء خلافت جمادی الثانی ۱۳ سن ھجری ہے ایران کی ساتھ جنگ تو سیدنا صدیق اکبر کے زمانہ خلافت سے جاری آرہی تھی پھر فاروق اعظم کے شروع دور میں جب ایرانی ملک کے علائقہ غارق جسر بویب کے محاذوں پر جنگ لڑی گئی جسمیں ایرانی افواج تعداد اور سامان جنگ کے لحاظ مسلم افواج سے کئی گنا طاقت ور تھیں، یہاں پر بھی انہیں شکست کھانا تاریخ کا بہت ہی بڑا مثال، ہے، بہر حال اسکے فوراً بعد

معرکہ قادسیہ سے پہلے پہلے ایرانی حکومت کے زعماء اکٹھے ہوئے اور اسباب شکست پر غور کیا اور یہ پاس کیا کہ ہماری ملکہ آرزمی دخت ایک عورت سربراہ ہے اسلئے ہم اسی کی وجہ سے ہار گئے ہیں، اسلئے رائل فیملی سے نوخیز کم عمر لڑکے یزدجر کو اسی کے کمسنی کے باوجود بادشاہ بناتے ہیں اس وقت یزدجر کی عمر اکیس سال تھی جناب قارئین! اب غور فرمائین کہ یہ تاریخ ساز اور حدیث ساز لوگ فتح مدائن کے بعد کی ایک حدیث لکھتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ بنت یزدجر حضرت عمر کے پاس آئیں تو مدینہ کی باکرہ لڑکیان ان کا حسن و جمال دیکھنے بالائے بام آئین یہ عبارت کا ترجمہ الشافی اصول کافی کی حدیث کا ہے جو ذکر مولا علی بن حسین علیہ السلام میں واقع ہے یہ حدیث تو لمبی ہے اسمیں ہے کہ جنگ ایران کی قیدی باندیوں میں شاہ فارس شھنشاہ یزدجر کی بیٹی جسکا باندی اور قیدی بننا خود غیر قرآنی عمل ہے اسے جب عمر فاروق کے سامنے لائی گئی تو اسے دیکھتے ہی بولی کہ برا ہو ہرمز کا جسکی سوء تدبیر سے یہ روز بد مجھے نصیب ہوا تو حضرت عمر نے کہا کہ کیا تو مجھے گالی دیتی ہے۔ اور اسکی اذیت کا ارادہ کیا تو حضرت علی نے کہا کہ ایسا نہیں ہے یہ تجھے گالی نہیں دے رہی اور اسکو اختیار دو کہ یہ مسلمانوں میں سے کسی کو اپنے لئے پسند کرے، تو پھر اسکو اسکے حصہ غنیمت میں دیا جائے جب اسے اختیار دیا گیا تو وہ لوگوں کو دیکھتی دیکھتی جاکر امام حسین کے سر پر ہاتھ رکھا، تو پھر اس سے حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے تو اسنے کہا جھان شاہ تو حضرت نے فرمایا کہ نہیں اب تیرا نام شھر بانو ہے۔ جناب قارئین! اب کوئی منصف بنے اور بتائے کہ ۳ ھجری میں پیدا شدہ حسین علیہ السلام اب فتح مدائن کے بعد شھنشاہ ایران یزدجر کی بیٹی کو مال غنیمت میں لیکر شادی کر رہا ہے اس موقعہ پر اسکی عمر چودہ سال بنتی ہے۔ اور اس مال غنیمت میں ملی ہوئی دلہن شھر بانو کا باپ شھنشاہ یزدجر اس وقت ۲۴ سال کی عمر کا بنتا ہے، اب بتایا جائے کہ اس نے جب اپنی بیٹی کو جنا تو اس وقت اسکی عمر کتنی بنتی ہے۔ اس وقت تو یزدجر کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ جناب قارئین! یہ ہے آل رسول کے تولد کا تفصیل، بات یہاں بھی ختم نہیں ہوتی ان حدیث سازوں نے فارس کے مشرقی علاقوں میں قیام پذیر ہوتے ہوئے جو ائمہ احادیث ائمہ فقہ، مکے مدینے کوفے کے طرف ایکسپورٹ کئے ہیں انہیں حکم تھا کہ جاؤ جاکر وہاں قرآن

کے حکم **و جعل فیھار واسی من فوقھا وبارك فیھا وقدر فیھا اقو اتھا فی اربعۃ ایام سواء للسائلین** (۱۰-۴۱) کہ دہرتی کے معاشی وسائل جو اسمیں مخلوق کی تعداد اندازے کے موافق ودیعت کئے گئے ہیں انہیں سب حاجتمندوں کے اندر برابری کے بنیاد پر دینے ہیں جاؤ اس آیت کے مفہوم کو بگاڑو اور جاگیریں عطا کرنے کی ایسی حدیثیں جاکر بناؤ جو رسول کے نام حدیث مشہور کرو کہ رسول نے فلاں کو جاگیر دیتے وقت فرمایا کہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر چلو جہاں تک گھوڑا اچل چلکر تھک جائے رک جائے اتنے تک کی زمین تمہاری جاگیر ہے۔ اس طرح کی حدیثیں بنا کر قرآن کے حکم سواء للسائلین کی مساوات سے جان چھڑاؤ ورنہ ہماری جاگیرداری کا تیاپانچہ ہوجائیگا، اور یہ فارس کا امام ساز، حدیث ساز، فقہ ساز، نیز صوفی ساز، مرکز ایسے بھی امام ایکسپورٹ کرتا رہا جو اولاد رسول کہلاتے تھے اور انہیں حکم تھا کہ مسلم لیڈر شپ کو علم ہوگیا ہے کہ آل رسول کے نام سے یزدجر شاہی والے محدث امام وصی امام، میدان میں لا رہے ہیں، جنکی بنائی ہوئی احادیث کی معرفت قرآن کے انقلابی احکام منسوخ کئے جائینگے تو وہ ہمارے فرستادہ اماموں کو قتل کرادینگے اسلئے امت مسلمہ کی سیاسی قیادت اور گرفت کمزور ہونے تک اور ان کے ہاں ہمارے ہمخیالوں کی جبتک نفری وسیع ہوجائے اتنے تقیہ کے برقعوں میں رہو، کیونکہ فارس کی اس اسلام کش، انقلاب دشمن غلام ساز بادشاہ پرست، تحریک نے آل رسول کی پراڈکشن کے لئے جو رسول کا چچازاد بھائی اور داماد بنام علی ڈکلیئر کیا تھا، مسلم امت کی تاریخ بناتے وقت اسے انہوں نے چوتھے نمبر پر رسول کا جانشین خلیفہ اور امیر المومنین بھی بنایا تھا، اور اسکی خلافت مدینہ المنورہ سے ٹراسفر کرکے کوفے میں مشہور کی تھی اور اسے وہاں شہید بھی بنایا ہے، لیکن انمیں اس وقت اتنی طاقت نہیں تھی کہ ان دنوں اس کی وہاں قبر بھی متعین کرکے دکھا سکیں اس لئے کہ انہیں خطرہ تھا مسلم قیادت آل رسول کی دعوی کرنے والوں کو ان کے تقیہ کے برقعہ میں زندگی کے عرصہ میں اگر پکڑ نہ سکینگے تو مرنے کے بعد بھی ضرور قبر کھود کر اصل قصہ کو فاش کرینگے، اس لئے جناب حضرت علی علیہ السلام کی قبر افغانستان کے علائقہ چین کے قریب بنا کر قرار دیگئی جس قبر پر آگے چلکر ایک شہر بھی قائم ہوگیا جو آج تک مزار شریف کے نام سے مشہور ہے اور اب

جونجف کے مزار کو جناب حضرت علی علیہ السلام کی قبر مشہور کئے ہوئے ہیں' یہ افغانستان والی قبر سے صدیوں بعد میں مشہور کیا ہے سال وفات ۴۰ ھجری والی قبر افغانستان والی ہے پہلے تو واعظی مولوی یہ بھی بیان کرتے تھے کہ حضرت علی نے وصیت فرمائی تھی کہ میری وفات کے بعد غسل کفن نماز جنازہ کے بعد اونٹ پر سوار کر کے چھوڑ دینا پھر ایسا کیا گیا پھر نا معلوم کہ اونٹنی کہاں گئی. کتاب نہج البلاغہ کے اردو مترجم اور سوانح حضرت علی علیہ السلام لکھنے والے مولانا سید ظل حسنین زیدی سرسوی کا قبر حیدر کرار کے اخفاء راز' کا مقصد ماخوذ از کتاب نہج البلاغ' حمایت اہلبیت' وقف ریلوے روڈ لاہور ناشر شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور صفحہ ۱۵۱ عبارت ہے کہ-قال عرب-علی ابن ابی طالب کے دوست اگر انگلیوں پر گن لینے کے لائق تھے تو اسکے برخلاف دشمن لاتعداد تھے' وہ بظاہر تین طبقوں پر منقسم تھے' (۱) کفار وصنادید عرب کی وہ اولادیں کہ جن کے اسلاف کو آپ نے اسلام کی حمایت میں تہ تیغ کیا تھا اور وہ وقت پڑنے پر جنگ صفین وجمل اور پھر میدان کربلا میں مقابلہ پر صف آرا ہو گئے (۲) وہ خوارج کہ جن کی شقاوت کا مظاہرہ ۲۱ رمضان المبارک کو محراب کوفہ میں ہو چکا تھا (۳) معاویہ اور اسکے زرخرید تابعین ان تینوں گروہوں میں ہزاروں افراد تھے کہ جن میں سے ہر ایک کو اس گلدستہ کمالات سے اتنا بیر تھا کہ وہ اس کے مزار کو بھی ٹھنڈے دل سے نہیں دیکھ سکتے تھے اور شاید اسی لئے امام کی وصیت کے مطابق اولاد واصحاب نے نہ صرف اصلی قبر کو اخفا کیا بلکہ اسکو مختلف مقامات پر ظاہر کیا تا کہ قبر کا راز معرض اختلاف میں آ کر دشمنوں کی نظروں سے پوشیدہ رہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کسی نے کہا کہ آپ مسجد جامع کوفہ میں دفن کئے گئے اور کسی نے کہا کہ اپنے گھر ہی میں دفن ہوئے کسے نے کہا' رحبہ میں تو کسی نے کہا حیرہ میں غرض جتنے منہ اتنی باتیں حالاں کہ حقیقی قبر کا پتہ سوا ان اولاد واصحاب کے کسی کو نہ تھا جو لیلتہ الدفن خود اسکا مشاہدہ کر چکے تھے مگر وصیت امام کا قفل انکے لبوں پر لگا ہوا تھا.

تبصرہ

جناب علامہ ظل حسنین زیدی صاحب کی مذکورہ بالا عبارت سوانح علی علیہ السلام کے اندر لکھی ہوئی ہے' اور علی کی بھی وہ شخصیت جو پاکستان کے رقبہ سے بڑی مملکت کے خلیفۃ المسلمین اور

امیر المؤمنین تھی تو ایسی ہستی کے اگر دوست اور حمایت کرنے والے انگلیوں پر گنے جاسکنے کے برابر تھے' تو ایسے آدمی کو اتنی بڑی مملکت کی فرمانروائی اس کے لاتعداد اور ان گنت دشمنوں- کے ہوتے ہوئے کس طرح مل سکی؟' علامہ ظل حسنین صاحب کی یہ عبارت پڑھنے والون کے ذہنوں کو تو پریشانی میں ڈال رہی ہے کہ اس طرح کا بے سہارا' بے یارومددگار آدمی خلیفہ اور حکمران بن ہی نہیں سکتا اور اگر کسی بھی آدمی کے دوست اور حامی انگلیوں پر گنے جاسکنے کے برابر ہوں اور دشمن بے حساب یعنی زیادہ ہوں تو ایسے آدمی کو تو ایک مسجد میں نماز پڑہانے کے نوکری بھی نہیں مل سکتی' علامہ ظل حسنین اس طرح کا سوانحی خاکر لکھکر لاشعوری طور پر گویا کہ تاریخ کے اتنے بڑے آدمی کے وجود کا ہی انکار کرنے کے مترادف بات کر رہے ہیں' مخالفوں کی کثرت تعداد کی دلیل سے سوانح نگار جناب ظل حسنین صاحب جناب علی ابن ابیطالب کی قبر کیلئے مخفی رکھنے اور اسے لوگوں سے چھپانے کے علت یہ بتاتے ہیں کہ حضرت علی نے کفار وصنادید عرب کو اسلام کی حمایت میں قتل کیا تھا اسلئے ان کے اولاد آپ کے قبر کو بھی معاف نہ کرتی اسلئے قبر کو راز میں اور اخفاء میں رکھنا ضروری سمجھا گیا' اگر علامہ ظل حسنین کا قبر علی کو راز اور اخفاء میں رکھنے کا یہ دلیل ہے تو کفار وصنادید عرب کے قتل کر ز میں حمایت اسلام کی خاطر جنگ بدر' جنگ احد' جنگ خندق' جنگ حنین یہ اکیلئے فرد حضرت علی نے تو نہیں لڑیں' ان لڑائیوں میں تو جملہ جماعت اصحاب رسول شامل تھی جن کے لئے قرآن خود شاہدی دیتا ہے کہ **و ان یرید و یخد عوٗ فان حسبك الله هوالذی ایدك بنصره وبالمؤمنين** ۶۴-۸ یعنی اے رسول یہ کفار اور صنادید عرب اگر تیرے ساتھ فریب کاری کرنا چاہیں تو تحقیق تیرےلئے اللہ ہی کافی ہے جو تیری تائید کرے گا اپنی خصوصی مدد سے اور مؤمنین کے تعاون سے اب تبایا جائے کہ کفار عرب سے قتل میں تو سارے صحابہ شریک تھے پھر صرف حضرت علی اکیلے کی قبر سے بیر کیوں' اور پھر اس عرصہ میں تو ان کی ٹوٹل اولاد اسلام میں داخل ہو چکی تھی تو یہ لوگ قبر سے کیوں بیر رکھیں گی اس آیت سے آگے والی آیت میں اللہ نے فرمایا کہ والف بین قلوبھم اللہ نے جماعت صحابہ کے دلوں کو محبت اور الفت میں جڑا ہوا ہے پھر اس سے بھی آگے والی آیت (۶۴-۸) میں تکرار سے

فرمایا کہ **یا ایھاالنبی حسبك الله ومن اتبعك من المئومنین** یعنی
اے نبی تیرے لئے اللہ کافی ہے اور مؤمنوں کی جماعت کے وہ مثالی کردار والے لوگ جو
تیرے فالوور ہیں وہ بھی. سوانح نگار جناب ظل حسنین نے مخالفین حضرت علی کے تین اقسام
گنائے ہیں ایک ابھی گذر چکا دوسرے خوارج تیسرا قسم لکھتا ہے کہ معاویہ اور اسکے زرخرید
تابعین ان تینوں گروھوں میں ہزاروں افراد تھے کہ جن میں سے ہر ایک کو اس گلدستہ کمالات
سے اتنا بیر تھا کہ وہ اس کی مزار کو بھی ٹھنڈی دل سے نہیں دیکھ سکتے تھے' جناب قارئین! یہی
علامہ ظل حسنین ابھی ابھی اسی سوانحی مضموں کے صفحہ ۱۲۳ پر لکھ کر آیا ہے کہ اور چونکہ حضرت علی
تمام اصحاب ؓ سے علم وحکمت میں اعلی و افضل نہیں بلکہ ایک طرح استاد صحابہ بھی تھے' کیونکہ
صحابہ اپنے تمام مشکل معاملات میں حضرت علی کے محتاج ہوا کرتے تھے جو شاگردوں اور ماتحتی
کی روشن دلیل ہے. جناب قارئین! یہ فاضل مضمون نگار ظل حسنین صاحب اسی صفحہ پر چند
سطریں آگے استیعاب ابن عبدالبر کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ معاویہ' امیر المؤمنین علیہ السلام
سے لکھ لکھ کر مسائل پوچھا کرتا تھا' جب حضرت علی کی شھادت ہوگئی تو معاویہ نے کہا آج' علی
کا انتقال نہیں ہوا بلکہ فقہ اور حکمت ختم ہو گئے' (نہج البلانحہ صفحہ ۱۲۳' ناشر شیعہ جنزل بک ایجنسی
انصاف پریس لاھور) اب اس سوانحی مضمون کی عبارت صفیحہ ۱۵۱ پر غور کریں جسمیں لکھتا ہے
کہ معاویہ اور اسکے زرخرید تابعین ان تینوں گروھوں میں ہزاروں افراد تھے کہ جن میں سے
ہر ایک کو اس گلدستہ کمالات سے اتنا بیر تھا کہ وہ اس کے مزار کو بھی ٹھنڈے دل سے نہیں دیکھ
سکتے تھے' اب پہلے میں قارئین کی خدمت میں عرض کروں کہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ ایک
جلیل القدر صحابی رسول ہیں جنکی بہن بھی رسول اللہ کی زوجہ محترمہ ہیں جو امت کی ماں ہوئی'
یعنی رسول اللہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بہنوئی ہیں اور ابھی آپنے اصحاب رسول کی آپسمیں
محبت اور الفت کی آیت کریمہ (۶۴-۸) بھی ملاحظہ فرمائی اور جناب سوانح نگار ظل حسنین
صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ معاویہ اور اسکے زرخرید تابعین بھی قبر علی سے بھی بیر رکھ سکتے تھے تو
قرآن سے کیوں نہ معلوم کریں کہ وہ تابعین بزرگوں کی شان میں کیا فتوی دیتا ہے ملاحظہ ہو'
والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعو

**ھم باحسان رضی الله عنھم ورضواعنه واعدلھم جنات
تجری تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا ذالك الفوز العظیم**
(۱۰۰-۹) مھاجر وانصار میں سبقت والے اور انکے تابعین حسن کارانہ انداز سے ان سب
سے اللہ راضی ہے اور یہ مھاجر وانصار اور اور تابعین یہ بھی سب اللہ سے راضی (اور کیوں نہ
راضی ہونگے جو) ان سب کیلئے اللہ نے جنتیں تیار کر رکھی ہی جن میں نھریں بھی جاری ہونگی
اور یہ سب انمیں ہمیشہ ابدالآباد رہیں گے یہی سب سے بڑی کامیابی ہے' اب بتایا جائے کہ
قرآن نے تو تابعین کو بھی اصحاب رسول کے برابر جنت کا سٹرفکیٹ دیدیا' اب اگر یہ نہج
البلاغہ والے جناب علی ابن ابی طالب کو اصحاب رسول سے لڑنے والا اور تابعین کرام سے
بھی جنگیں کرنے والا قرار دیتے ہیں تو معاذ اللہ یہ انکا والا علی تو اس جماعت صحابہ سے قرار
نہیں دیا جاسکیگا جن کے لئے قرآن نے فرمایا کہ الف بین قلوبھم محمد کے ساتھیوں کے دل
اللہ نے آپسمیں جوڑے ہوئے ہیں اگر یہ نہج البلاغہ والے بضد ہیں کہ علی کی معاویہ اور ام
المؤمنین عائشہ صدیقہ سے جنگ ہوئی تو یہ بات تو قرآن کے خلاف ہوئی سو اگر یہ لوگ
قرآن کے خلاف بھی علی کو اصحاب رسول سے جنگیں کرنے والا کہنے پر اصرار کرینگے تو گویا کہ
ایسا آدمی قرآن کی اصحاب رسول کیلئے بتائی ہوئی وصف الف بین قلوبھم سے خارج ہوگا تو
اسطرح انکا والا علی کوئی تخیلاتی بنجائیگا' ہم تو ایسے علی کو قبول کرینگے جسکے سوانح میں جو حکم محمد
الرسول اللہ کو اصحاب رسول کیلئے دیا گیا ہے کہ **واخفض جنا حك للمؤمنین**
(۸۸-۱۵) یعنی مومنوں کے لئے اپنے بازو بچھانے ہیں انکے ساتھ لڑنا نہیں ہے تو یہ حکم محمد
الرسول اللہ کے ہر جاءنشین کو بہی لاگو ہے' سو جھانتک قبر چھپانے اور راز میں رکھنے کی بات
ہے اور سوا سو سال ڈیڑھ سو سال کے بعد کہا جاتا ہے کہ یہ ہے قبر علی ابن ابیطالب کی جس کیلئے
اصول کافی والا لکھتا ہے کہ وفات امیر المؤمنین علی کے بعد جنازہ کی چارپائی کے اگلے دو
پائے انکے فرزندان حسن وحسین نے اٹھائے ہیں تو پچھلے دو پائے ملائکوں نے اٹھائے ہیں
یعنی جس امیر المؤمین کے جنازہ کی چارپائی اٹھانے کیلئے کوئی آدمی نہیں ملتا تو یہ اصول کافی
والے لوگ کیوں تاریخ میں ایسے جھول پیدا کر رہے ہیں جن سے جناب علی کی شخصیت اور

وجوہ یوڈو پیائی بنجائے اور چونکہ قرآن نے محمد الرسول اللہ کو آل نہ دینے کا اعلان کیا ہے (۴۰-۳۳) اور امامیاتی مذہب رکھنے والوں نے آل رسول کا ذریعہ علی کو بنایا ہے تو ایسے مذہب والوں نے کئی ساری قبریں علی ابن ابیطالب کی مشہور کی ہیں جیسے کہ آپ ابھی پڑھ کر آئے اس سے تو ان لوگوں نے اپنی اگر مگر چونکہ چنانچہ سے گویا کہ قرآن حکیم کی اس بات کو سچا ثابت کر دیا!!! کہ **ماکان محمد اباحد من رجالکم** (۴۰-۳۳) سو یہ سوانحی خاکہ لکھنے والے جناب ظل حسنین صاحب نے جامع مسجد کوفہ، بیت علی، رحبہ، حیرہ کی قبروں کا تو ذکر کیا لیکن افغانستان کے شہر مزار شریف والی مزار علی کا ذکر تو نہیں کیا جو افغانی لوگ آج تک بضد ہیں کہ انکے ہاں کی مزار شریف یہ حقیقی مزار علی ہے اور قبر علی کے اخفاء کا یہ سبب بتانا کہ اس کے دشمن قبر کو ٹھنڈی دل سے نہ دیکھتے، تو اسمیں کیا ہوا جلنے والے جلا کریں، مرنے والے کی شخصیت کو مخالفوں کی کیوں پرواہ ہوگی وہ تو اللہ کے حوالے ہو چکا ہے یا اگر قبر کا تعین بھی اگر ہو تو کسی تاریخ ساز شخصیت کی سوانح پر کونسا اثر پڑ سکتا ہے اس طرح تو کئی انبیاء علیہم السلام کی قبریں نامعلوم ہیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے، ان انبیاء کے شان میں کوئی کمی نہیں سمجھی جائیگی، باقی یہ لکھنا کہ ۱۵۵ ھجری میں ھارون الرشید کتے لیکر شکار کرنے جا رہا تھا اس کے کتوں نے کسی ہرن کا پیچھا کیا اور ایک جگھ پر کتے رک گئے، آگے نہیں بڑھے اسپر ہاروں رشید کو شک ہوا کہ یہاں کوئی چیز ہے جو کتے آگے نہیں جا رہے تو اسنے کتوں کو وہاں سے ہٹا دیا تو ہرن باہر نکلے کتے پھر دوڑے اور ہرن نے پھر وہیں پناہ لی اور کتے اس جگہ کے اندر نہ گئے ہاروں کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا، اور وہاں کے آبادی والوں سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے تو کسی بوڑھے نے جان کی امان طلب کر کے بتایا کہ اس جگہ پر آپ کے ابن عم حضرت علی مرتضی سلام اللہ علیہ کی قبر مبارک ہے، جس کی زیارت سے تمام انبیاء و اولیاء مشرف ہوتے ہیں، اس کے بعد سوانح نگار لکھتا ہے کہ ھارون رشید نے اس جگہ مزار علی پر روضہ تعمیر کرایا جناب قارئین! اس کہانی پر غور فرمائیں کہ اسمیں کتنے جھول ہیں ہرن جب دیکھتا ہے کہ کتے پیچھے رک گئے تو وہ اسکو آگے کے طرف بھاگ جانا چاہئے چلو ہرن آگے نہیں گئے تو ہارون رشید نے جب کتوں کو ہٹایا تو پھر ہرن اس طرف کیوں جاتے ہیں جھان سے کتوں

نے بھگایا تھا چلو کتے اس وقت تو نہیں نظر آرہے تھے شکاری ھارون رشید تو کھڑا تھا، ابھی ابھی کتوں سے خوفزدہ سہا ہوا ہرن پھر اس شکاری کی طرف کیوں جائے گا وہ جگہ تو اس وقت چٹیل میدان تھی ہرن کو تو کتوں والی سمت چھوڑ کر بقیہ خالی سمتوں میں نکل جانا چاہیئے تھا، یہ اہل اور آل رسول کے نام کے افسانے بنانے والوں کو اپنی کہانی میں اتنا بڑا جھول نظر نہیں آرہا یہ اسلئے کہ قرآن کا سچ بھی تو کسی طرح دنیا کو نظر آئے کہ ماکان محمد اباحد من رجالکم یعنی دنیا میں کوئی ابن رسول نہیں کوئی آل رسول نہ کہلائے آل رسول کہلانے والے سارے مدعی، قرآن کے حکم (۴۰-۳۳) کے منکر ہونگے کیونکہ قرآن کا حکم ہے کہ **ادعوھم لآبائھم ھو اقسط عنداللہ** (۵-۳۳) یعنی ہر شخص کو انکے باپوں کے نام سے پکارا کرو یہی زیادہ انصاف والی بات ہے اللہ کے ہاں اللہ کا فرمان ہے کہ میں نے محمد کو آل اس لئے نہیں دی کہ میں نے محمد کو خاتم الانبیاء بنایا ہے اسلئے کوئی آل کے چکر چلا کر نبوت کو رشتے اور قرابت کی میراث بنا کر نبوت کے واسطے اور ذریعے جبریل سے ملنے اور اس سے باتیں کرنے کے دعوے نہ کرے اسلئے اللہ نے فرمایا کہ **ماکان محمد ابا احدمن رجالکم ولکن رسول و خاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما** (۴۰-۳۳) یعنی اگر رسول کو نرینہ اولاد دی جاتی تو میں اللہ جانتا ہوں کہ لوگ پھر آل کے نام سے کیا کیا تو کرینگے. اوپر آپ کتاب نہج البلاغہ کے شروع میں سوانح علی علیہ السلام لکھنے والے علامہ ظل حسنین کا اخفاء قبر علی بن ابوطالب کے وجوہات کے حوالہ سے یہ جملہ پڑھکر آئے کہ شروع زمانہ میں اتنی تعداد میں قبروں کی تعداد مشہور ہوئی جو جتنے منہ اتنی باتیں، سو اس طرح کی ایک قبر یہاں سندھ میں بلکہ آج کے لحاظ سے بلوچستان میں جیئے شاہ جبل میں شاہ، شاہ نورانی کی قبر کے متعلق بھی بعض شیعہ حضرات کا خیال ہے کہ یہ شاہ نورانی بھی خود علی علیہ السلام آپ ہیں، نام کو مخفی رکھنے کیلئے شاہ نورانی کا پردہ دیا گیا ہے، سو مسلم امت کی تاریخ اور علم الروایات میں جعلسازی اور گڑبڑ کے یہ بہت سے چھوٹے مثال ہیں، اس باب میں باقاعدہ اگر ریسرچ کی جائیگی تو کئی سارے قد آور کردار بدائشی طور پر ہی منصہ شہود پر نہیں آئے ہونگے، اور وہ جبکہ امت والوں کی ایسے افراد کے بارے میں اس

میں با قائدہ کفر و اسلام کی فتوی بازیوں کی حد تک تک تا ہنوز جاری ہے تو ایسے حال میں امت مسلمہ کے فرمانرواؤں اور فرقہ باز پیشواؤں کے حضور میں اپنا حقیر سا عرض کرنے کا دم تو نہیں رکھتا' اس لئے غیر مسلم دانشوروں اور ارباب حل وعقد کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ ہم مسلمانون کی داخلی فرقہ بازی کو خاطر میں نہ لائیں. قرآن ھدی للناس کتاب ہے یہ کتاب صرف مسلمانوں کا نہیں ہے ویسے انہوں نے اسے چھوڑ بھی دیا ہے' اور اس کتاب کا موضوع ہی انسان اور انسانیت کی فلاح ہے' ویسے مسلم فرقہ جات قرآن کو صرف بن سمجھے پڑھنے کی حد تک اور چوما چاٹی والی جھوٹی عقیدت رکھتے ہیں' اسلئے کائنات اور پوری انسان ذات اور انسانی آبادی کی فلاح اور عروج کیلئے آئیں! اس کتاب کو خود اس کتاب کی رہنمائی میں پڑھیں. اس کتاب کو اللہ کی رہنمائی' امامیاتی اقوال' اور امامیاتی مسلکوں' اور روایتوں سے ہٹ کر' بے نیاز ہو کر **انظر کیف نصرف الآیات لعلھم یفقھون** (۶۵-۶) کی روشنی میں تصریف آیات کی ٹیکنالاجی سے سمجھیں اور پڑھیں' آج سنیت اور شیعت کا دور نہیں ہے' آج عربیت اور ایرانیت کے ٹکراء کا دور نہیں ہے' آج گلوبل ولیج سے بھی انسانی آبادی سمٹ سمٹا کر واذ النفوس زوجت (۷-۸۱) کی پیشگی کی روشنی میں گلوبل ہوم بنچکی ہے' میں عزیز اللہ نہ دیوبندی ہوں نہ بریلوی ہوں نہ سنی ہوں نہ شیعہ ہوں نہ وہابی ہوں نہ فرقہ پرست ہوں'

ستاروں کو کہد و کہ کوچ کریں کیونکہ شمس منور آتا ہے
قوموں کے پیغمبر آچکے اب سب کا پیغمبر آتا ہے

یہ ختم نبوت کا دور ہے' یہ قرآن کا دور ہے کسی کے الھام القاء کی قرآن کے ہوتے ہوئے کوئی وقعت نہیں' اہمیت نہیں' میں نے اوپر جو سوانح علی علیہ السلام کے حوالوں سے علم اور تاریخ کی بارگاہ کے تضادات گنوائے ہیں قارئین کو صرف یہ بات باور کرانے کیلئے کہ ہم ان روایاتی علوم کی روشنی میں اگر حق کی تلاش کرینگے تو پھنستے ہی جائینگے ہر امامی گروہ کی اپنی اپنی جدا جدا روایات ہیں کس نہ مے گوید کہ دوغ من ترش است سب کے بنیاد ایک دوسرے کو نیچا دکھانے پر ہیں' اس لئے آئین کہ ان سب علوم کو چھوڑ کر ان کے نبیادوں کو چھوڑ کر صرف قرآن کو اپنا پیشوا بنائیں' اللہ ہم سے کسی بھی امامی مسلک' گروہ اور شخصیت کے بارے میں

کوئی سوال نہیں پوچھیگا' ہم سے جملہ سوالات روز محشر کو صرف قرآن کے متعلق پوچھے جائینگے' کہ کتاب قرآن کو تمنے کیا سمجھا تھا' اور اسپر کیا عمل کیا تھا ہم سے قیامت میں ابوبکر' عمر عثمان وعلی رضی کے مراتب اور نمبروں اور درجوں کے بارے میں کوئی بھی سوال نہیں پوچھا جائے گا' ہم کون ہوتے ہیں جو ماضی کے فیصلے ہم سے کرائے جائین ہم کون ہوتے ہیں جو اگلے لوگوں **تلك الرسل فضلنا بعضھم علی بعض** (۲۸۳-۲) میں نمبر نگ کے اپنے رمارک دیں' ہم کون ہوتے ہیں جو قرآن حکیم کے اعلان کہ **والف بین قلوبھم لوانفقت مافی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولاکن اللہ الف بینھم انہ عزیز حکیم** (۶۳-۸) یعنی اللہ جو غالب اور حکمت والا ہے اس نے اپنے رسول کے ساتھیوں کے دل آپس میں محبت سے ایسے جوڑے ہیں جو اگر اے مخاطب قرآن! تو اگر دنیا بھر کی دولت اکٹھی کر کے کسی پارٹی کے ورکروں کے دلوں میں جوڑ اور محبت پیدا کرنا چاہے تو ایسے نہیں کر سکیگا' تو اس طرح کے قرآنی اعلان کے بعد بھی اصحاب رسول کی وفات کے بعد بھی ہم کون ہوتے ہیں جو قرآن مخالف روایاتی علم کے حوالوں سے ان کو انکے مرنے کے بعد لڑاتے رہیں اور قرآن کے اعلان کہ رسول کے شروعاتی ساتھیوں' مھاجرین اور انصار انکے محسن تابعین بھی ان سب سے اللہ راضی ہے اور یہ لوگ بھی اللہ سے راضی ہیں ان سب کیلئے **واعد لھم جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا** (۱۰۰-۹) یعنی رسول کے سارے صحابہ اور انکے تابعین سب کے لئے جنتیں ہیں جن میں یہ لوگ ہمیشہ رہینگے' تو قرآن کے اتنے سارے واضح اعلان کے بعد بھی افسوس ہے کہ جھوٹی حدیثین جمع کرنے والے بخاری و مسلم جیسے دشمنان قرآن کی جھوٹی حدیثوں کے وعظ لوگوں کو سناتے پھریں کہ رسول کے صرف دس اصحابیوں کو جنت کی خوشخبری دی ہوئی تھی تو اب کوئی سنائے کہ قرآن بتائے کہ سارے اصحاب رسول اور انکے بھتر تابعین سب کیلئے جنتیں ہیں' اور ہم خلاف قرآن صرف عشرہ مبشرہ کے ناموں کی رٹ لگائیں تو میں دنیا بھر کے انصاف پسند لوگوں کو اس کے بعد خود کو مسلم کہلوانے والے لوگوں کو بھی دعوت الی القرآن دیتا ہوں کہ آؤ دنیا بھر کے غلام ساز مذاھب

وسائک والو! ان سب سے برائت کا اعلان کرتے ہوئے قرآن ہاتھ میں اٹھا کر فرقہ ساز قرآن دشمنوں کو للکاریں کہ۔

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جھٹکے سے
آئے کر کے دکھائے کوئی گرفتار مجھے
نہ شم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
منم غلام آفتاب حدیث از آفتاب گویم

میں کوئی اندھیروں کا راہی نہیں ہوں اور نہ ہی خلاف قرآن روایات کا پوجاری ہوں میں تو صرف قرآن کا تابعدار ہوں، اسلئے جو بھی بات کرونگا وہ قرآنی احادیث سے کرونگا میں نے ایک شیعہ عالم دین سے سادات کے قتل کرانے کے دور عباسی میں تحریک کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بات ہوئی ضرور ہے، ہم اپنی مجالس مصائب اہل بیت میں بیان بھی کرتے رہتے ہیں حوالہ تو ضرور کہیں ہوگا لیکن متواتر خبر ہے ایسا ضرور ہوا ہے اسلئے حوالہ کی خاص کوئی ضرورت نہیں ہی، لیکن یہ بات صرف عباسیوں کیلئے مشہور نہیں بلکہ بنوامیہ کی بارے میں بھی مؤرخین لکھتے ہیں کہ ان کے مقرر کردہ سرکارے ترجماں حضرت علی کے حلاف مخالفت کی وعظ کرتے تھے تو ان حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ شروع اسلام کے حکمران جانتے تھے کہ رسول کو تو آل ہے ہی نہیں سوا اہل فارس نے جو یہ آل چیپٹر اسٹارٹ کیا، سو اسکو ہر حال میں روکیں نہیں تو قرآن اور ختم نبوت کا خیر نہ ہوگا۔

عباسی دور کے خلفاء کیلئے بہت مشہور کیا گیا ہے کہ انہوں نے بنوامیہ اور آل رسول کو اپنے دور اقتدار میں تھوک کے حساب سے قتل کیا ہے، تاریخ میں اس مغلوطہ کا تجزیہ بالکل ہی نہیں کیا گیا۔ اس لئے اس جھوٹ کے بنڈل کا پسمنظر سمجھنا بہت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ کی انقلابی جماعت میں جتنی بھی نفری تھی، ممبر شپ تھی وہ یا ایھا الذین آمنوا کے لقب سے سارے کے سارے مؤمنین کے لقب سے ملقب تھے اس مؤمن برادری میں، تنظیم میں، اگر کوئی غیر اور اغیار کا آدمی جو کل تک اسلام کے دشمن تھے ان کے لئے قرآن فرماتا ہے کہ فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فاخوانکم فی الدین (۱۱-۹) یعنی جو تمہارے کل والے دشمن

اگر اپنی عداوت سے لوٹ کر آئیں اور تمہارے ساتھ انقلاب کے نظام کے قیام کے فلاح والی صلوۃ کی ڈیوٹیوں کو قائم کریں اور ریاست کے افراد کیلئے رزق کی فراہمی میں آتو الزکوۃ کے معیار قائم کرنے میں بھی تمہارا ساتھ دیں تو یہ لوگ تمہارے دینی بھائی ہوگئے اب تمہاری یہ دینی برادری کے ممبر ہیں (جناب قارئین! یہ ہے ایمان لانے اور اسلام قبول کرنے کی کل تشریح جو اس آیت میں قرآن نے سمجھائی باقی چھ کلموں کے پڑھنے سے کسی کے دست بیعت ہو کر ان کلموں کو بن سمجھے اور اس آیت پر عمل وفہم کے بغیر شش کلمہ پڑھنے سے آدمی مسلم نہیں بنسکتا، تو اب جو موجودہ ذخیرہ احادیث میں اور حدیثوں سے بنائی ہوئی تاریخ میں رسول اللہ کے انقلابی پارٹی ممبروں کو بنوھاشم بنوامیہ بنوعباس بنوفلاں بنوفلان کے طور پر انمیں تفریق ڈالی ہوئی ہے یہ سب فراڈ ہے یہ تفریق ٹوٹل بوگس ہے بناوٹی ہے غیر قرآنی ہے بنوھاشم بنوامیہ بنوعباس یہ جملہ لوگ قرآن کے حوالہ سے صرف اور صرف قریش ہیں اور ان میں فضیلت کا معیار بنوفلان بنوفلان ہرگز نہیں، فضیلت کا معیار واحد از روء قرآن ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم ہے مسلم امت کی موجودہ جملہ تاریخ کذب واختراع جھوٹوں کے بنڈل ہیں، جنکی ترتیب دینے والے مصنفیں سارے بغیر استثناء کے یا تو دشمن السلام تھے، یا اولین دشمنان اسلام کی مغلوطات کو بغیر تجزیہ کر کے مکھیوں پر مکھیں مارنے والے جاہل تھے، اور ہیں ایسے لوگوں نے **ان جاء کم فاسق بنباء فتبینوا** (۶-۴۹) یعنی فاسق لوگوں کی خبروں کو آنکھیں بند کر کے قبول کرنے کے بجاء تفتیش کرو، کے حکم پر کسی نے بھی تاریخ اور حدیثی روایات پر چیک اینڈ بیلینس نہیں کیا، اور تبین والا عمل نہیں کیا، اس سلسلہ میں جو اسماء رجال کا فن ایجاد کیا گیا ہے یہ عمل خود انکار قرآن کا ایک حربہ ہے، کھرے کھوٹے کو پرکھنے کی کسوٹی تو صرف قرآن ہے، بجاء اس کے جن لوگوں نے روایات کی سند کے لوگوں کی نام نہاد عدالتی حیثیت کو کسوٹی بنایا ہے۔ ان لوگوں نے گویا کہ قرآن کے عدالتی حیثیت کو تسلیم ہی نہیں کیا، یہ لوگ قرآن کو کیا کسوٹی تسلیم کرتے ہیں؟ ان حدیث باز روایات گھڑنے والوں نے تو ایسے نام نہاد عادل رجال کی روایات سے قرآنی آیات کو منسوخ دکھایا ہے، سوان سے قرآن پر ایمان کی توقع رکھنا ہی عبث ہے، اسماء رجال کا ٹوٹل فن اور سبجیکٹ ہی قرآن سے توجہ ہٹانے

کیلئے گھڑا گیا ہے' سو آج کے سنٹرل ایشیا کی ریاستیں ازبکستان کرغزستان یہ اس وقت فارس کا حصہ تھیں' امام بخاری انہی علاقوں کا ہے امام ابوحنیفہ بھی ہرات اور غزنی کے علاقوں کا ہے فارس کے ان علاقوں میں موجود سامراجی بیٹھک کی تھنک ٹنک والے نہایت ہی شاطر قسم کے لوگ تھے' انہوں نے ایک کردار امام زید ابن زین العابدین کے نام سے ایجاد کیا ہے کہ اس کو خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے دور میں پندرھن ہزار کوفیوں کے ساتھ بغاوت کرتے ہوئے تاریخ میں دکھایا گیا ہے یہ سال ۱۲۲ ھجری کا ہے' اس کے اعلان بغاوت کی امام ابو حنیفہ کوفی اور امام مالک مدینہ سے حمایت کرتے ہیں' جناب قارئین یہ ائمہ اربعہ جو اہل سنت کے نام سے مشہور ہیں انہیں کیلئے بھی فارس کی اسلام کش تھنک ٹنک نے یہ نام تجویز کیا تھا' کہ تم رسول اللہ کی احادیث کا پیرو کار خود کو کہلاؤ جناب قارئین آپ میری کتابوں میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی کتاب تحفہ اثناعشریہ کے حوالہ سے پڑھکر آئے ہیں کہ یہ ائمہ اربعہ اہلسنت یہ مخلصین شیعہ تھے' شیعت نام ہے اصل میں امت مسلمہ سے قرآن چھیننے کا اس لئے اس مشن کے پہلی سینئر ٹیم یہ ائمہ اربعہ ہیں' یہ سب لوگ اقتدار کیلئے خلافت کی جانشینی کا استحقاق خلاف حکم قرآن نسلی قرابت کو قرار دیتے ہیں' شیعت کے اس فرسٹ ایڈیشن بنام اہل سنت کے بعد دوسرا ایڈیشن شیعہ بنام اثناعشریہ تیار کیا گیا' اسمیں دور کے لحاظ سے یہ لوگ خلاف قرآن کھل کر لکھتے اور بولتے ہیں تھنک ٹنک والوں نے سوچا کہ اگر کوئی انکی دونوں تخلیقوں پر راضی نہ رہے تو اس کی پرواز نبی اور علم وحی سے اوپر کی جائے اسکا ڈائریکٹ اللہ سے کنکشن ملایا جائے تو اس کے لئے یونانی حکیم افلاطون کے فلسفہ تصوف کو قم کے ٹیلرنگ مرکز سے عربی جبہ قبے سلوا کر پہنائے اور اسے بھی خلاف قرآن میدان میں لایا سوویت یونین کے دنوں رشین کامریڈوں نے ماؤزے تنگ کے خلاف ایک لطیفہ بنایا تھا کہ ایک دن آمریکی صدر نکسن اور سوویت صدر برزنیف اور ماؤزے تنگ واک کو نکلے تو نکسن نے بولا کہ رائیٹ سائیڈ چلو تو برزنیف بولا کہ لیفٹ سائیڈ چلو' تو ماؤ نے بولا چلو رائیٹ سائیڈ دکھائی لیفٹ کی دو تو تصوف کا بھی کچھ ماؤ کی طرح کا تعارف ہے! جناب قارئین! آج اکیسویں صدی ہے پوری مسلم امت والے اپنے غیر عقلی فارمولوں سے رسوا ہو رہے ہیں کیون نہ سب مل بیٹھ کر

عرب و ایران کے نئے پرانے تنازعات سے ماوراء ہو کر قرآن کو قرآن سے سمجھنے کی کوشش کریں' قرآن نہ عربوں کا ہے نہ ایرانیوں کا ہے' یہ کتاب تو کائناتی طور پر ہدایت کا فارمولا ہے' یہ تو کسی کی گروہی نسلی وطنی میراث نہیں ہے' یہ تو ھدی للناس (۱۸۵-۲) کتاب ہے' اس کا موضوع ہر انسان ہے' اگر مسلم امت کے مولوی آج تک اپنے مذھبی نصاب میں انسانوں کو لڑائیوں میں غلام بنانے اور عورتوں کو کنیز بنانے کے بعد بغیر نکاح کے استعمال کے مسائل پڑھا رہے ہیں' اور انہیں قرآن کے حکم **ماکان لنبی ان یکون له اسریٰ** (۶۷-۸) کے حکم کے خلاف جھوٹی قرآن دشمن حدیثوں کے نام پر اسلام کے کھاتے میں ڈالے ہوئے ہیں' تو یقین جانیئے کہ قرآن کو ان جبہ پوشوں کی کوئی پرواہ نہیں' اگر امریکہ میں ابراھام لنکن نے غلامی پر بندش کا قانون لاگو کیا تو یہ بھی اسلام کی ترقی ہے' ابراہام لنکن نے یہ اللہ کی ڈیوٹی سرانجام دی ہے' جناب لنکن نے یہ قرآن کی ڈیوٹی سرانجام دی ہے' اور مسلم امت کا مولوی جو بضد ہے کہ انکی حدیثوں اور فقہ میں غلامی جائز ہے' تو ایسے مولوی' مجوسیوں کے پیروکار ہوئے' ایسے مولوی قرآن دشمن ہوئے' پاکستان کے بننے کے دنوں میں برطانیہ کا وزیراعظم ایٹلی تھا اسنے برطانیہ میں یہ قانون پاس کر کے لاگو کرایا کہ بچے کے پیدا ہونے سے لیکر اس کے کمانے کی عمر تک اس کا خرچہ اس کے والدین کے بجاء گورنمنٹ دیا کریگی' تو برطانیہ کے شہریوں کا ایک وفد وزیراعظم سے شکریہ کے لئے اسے ملا اور اسکی بڑی تعریف کی' ایٹلی نے کہا آپ میری تعریف تو کر رہے ہیں' لیکن یہ فارمولا تو مجھے میرے سیکریٹری نے سمجھایا تھا' تو وہ وفد وہیں وزیراعظم کے سیکریٹری سے ملا اور اسکا شکریہ ادا کیا تو سیکریٹری نے جواب میں کہا کہ آپ تو میرا شکریہ ادا کر رہے ہیں لیکن میں نے یہ فارمولا مسلمانوں کے خلیفہ دوم حضرت عمر کی بایوڈیٹا میں پڑھا تھا کہ اسنے اپنے دور حکومت میں یہ قانون نافذ کیا تھا' میں نے تو اسکا نقل کیا ہے' انسانی بھلائی کا کوئی بھی فرد یا گروہ کام کریگا تو وہ قرآن اور اسلام کے اکاؤنٹ میں جائیگا' کیوں کہ قرآن کا موضوع انسان کی فلاح ہے قرآن کا مقصد ہے' انسان کی فلاح چاہے وہ کسی کے ہاتھوں سے بھی سرانجام پائے' قرآن کسی بھی سجادہ نشین اعلیٰ حضرت کا نوکر نہیں ہے' کہ جبتک وہ اپنی مسند سے تشریف نہ اٹھائے' اس وقت تک انسانیت

جلتی رہے، میں نے اس سے پہلے اپنی کتاب فتنہ انکار قرآن کب اور کیسے، کے دونوں حصوں میں قرآن دشمن احادیث پر فقہ بنانے والے اماموں کی لغویات کے مثال لکھے ہیں، پڑھنے والوں کو اللہ توفیق بخشے کہ ان مثالوں سے وہ حقائق کو سمجھ پائیں، کہ یہ لوگ تقیہ کے القاب میں ملبوس اصل میں کون ہیں اسی تسلسل میں اس فقہ کے حوالہ سے بھی مزید مثال قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، پڑھکر پھر غور فرمائیں کہ کیا اس طرح کی فقہ سازی والے اسلام یا مسلم امت کے کتنے خیر خواہ ہوسکتے ہیں، جناب عالی یہ حوالہ حنفی فقہ کے اعلیٰ پائے کی کتاب درالمختار کا ہے کتاب کا مطبع مجتبائی دہلی ہے سال طباعت ۱۹۱۴ع ہے صفحہ نمبر ۸۲ سے یہ عبارت کتاب الصلوۃ کے باب الامامۃ سے نقل کی جاتی ہے اسمیں نماز کیلئے زیادہ حقدار امامت کرانے کیلئے کون ہوسکتا ھے سوفضیلت کی ترجیحات گنواتے ہوئے مختلف چیزیں گنوائی ہیں مثلا الاعلم باحکام الصلوۃ ہو یعنی مسائل نماز کا زیادہ جاننے والا ہو تلاوۃ اور قرائت احسن طریق سے کرتا اور جانتا ہو پھر صاحب تقوی بھی ہو ثم الاسن یعنی عمر میں بڑا بھی ہو ثم الاحسن خلقا یعنی اخلاق میں بھی بھتر ہو، ثم الاحسن وجھا، یعنی چھرے میں خوبرو ہو ثم الاشرف نسبا یعنی شجرہ نسب میں بھی شرف والا ہو، ثم الاحسن صوتا یعنی اسکا آواز بھی بھتر ہو ثم الاحسن زوجتہ یعنی اسکی بیوی بھی حسینہ ہو ثم الاکثر مالا وہ مالدار بھی ہو ثم الاکثر جاھا، وہ مرتبہ اور وجاھت میں بھی زیادہ ہو ثم الانظف ثوبا، اس کے کپڑے بھی نظافت والے ہوں ثم الاکبر راسا، اسکا سر بڑا ہو والاصغر عضوا، اور اسکا عضو چھوٹا ہو، جناب قارئین فقہ حنفی کے اس عظیم کتاب میں جو پیش امام کے لئے لکھا ہے کہ اسکی بیوی حسینہ ہو اور اسکا عضو چھوٹا ہو، تو بتایا جائے کہ یہ امام اس حوالہ سے رکھا کس کام کیلئے جاتا ہے؟ اس نوکری کیلئے متعین کرنے والی مسجد کی کمیٹی یا متولی ان خوبیوں کیلئے ڈاکٹروں سے رجوع کرینگے یا انکے ہاں اور انتظامات ہونگے، پیش امام صاحب کے بیوی حسینہ ہو اور امام صاحب کا عضو چھوٹا ہو تو اس کا امامت سے کیا تعلق؟ محلے کے مقتدیوں سے کیا تعلق؟ کہیں یہ درالمختار والا عظیم حنفی عالم پیش اماموں سے نفرت تو نہیں رکھتا، جناب قارئین! مجھے اماموں کے ایسے مثالوں سے صرف یہ ثبوت دینا ہے کہ اس طرح کے لوگ اس رسول کے ترجمان نہیں بن سکتے اس قرآن کے ترجمان نہیں بن سکتے، جسکا اعلان

ہے کہ **والارض وضعھا للانام** (۱۰-۵۵) یعنی رزق کا سرچشمہ جو دہرتی ہے وہ سب لوگوں کے لئے ہے، جسکا اعلان ہو **سواء للسائلین** (۱۰-۴۱) اسکی حاجتمندوں کے درمیاں تقسیم برابری کے بنیاد پر ہوگی، جسکا اعلان ہو **وماکان عطاء ربك محظورا** (۱۰-۱۱) کائنات کی پرورش کرنے والے اللہ کی عطاؤں پر کسی بھی پھنے خان کو بند باندھکر تیری میری کے ٹھوکیٹ نہیں چلانے ہم نے جب بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے آزادی دلائی تھی اس وقت بھی انہیں کہا تھا کہ اب تم لوگ اس آزادی کے شکریہ میں **واذقلنا ادخلوا هذالقرية فكلوا منها حيث شئتم رغدا،** (۵۸-۲) تمھیں ملی ہوئی ریاست کے اندر معیشت کو آزاد رکھنا ہے ایسے نہ ہو کہ تم بھی اپنے ہاں فرعون، ھامان اور قارون کی استحصالی معیشت سے جاگیرداری سے لوگوں کو محروم کربیٹھو، اور ھامان کی سی مذھبی پاپائیت کو اہل سنت کے ناموں جاگیرداری کو امامی فقھوں کے ذریعے نافذ کربیٹھو! جو کہ اب مسلم امت کے اندر خلاف قرآن ایسے امامی فقہ رائج کئے جاچکے ہیں اور امت کو انکی اولاد کو دینی مدارس میں پڑہے، پڑہائے جارہے ہیں اس کیلئے ھم دعوی سے عرض کرتا ہوں، احتجاج کرتا ہوں چیلنج کرتا ہوں کہ مکہ مدینہ سے لیکر پوری عالم اسلام میں ایک بھی مدرسہ نہیں جسمیں فہم قرآن کی تعلیم قرآن سے ہی اخذ کرنے کا نصاب رائج ہو، یعنی مسلم امت کی جملہ مذہبی درسگاہوں میں قرآن کو غیر اللہ کی روایت بازی اور امامیاتی مذہبوں نے نیکالی دی ہوئی ہے، اور یہ سارے اداارے امت مسلمہ کو قرآن قرآن کا نام بتاکر اندر ساری تعلیم قرآن دشمنی والی پڑہارہے ہیں میں عزیز اللہ اس قرآن دشمن مجوسیائی نصاب تعلیم بنام درس نظامی کا فاضل ہوں اور جبتک میں بھی قرآن کو بادشاہ پرست غلام ساز مجوسی روایات کے تابع سمجھتا تھا، ان دنوں بانی دارالعلوم دیوبند جناب قاسم نانوتوی کو میں امام ابوحنیفہ اور شاہ ولی اللہ کا نیا جنم سمجھتا تھا، اب جب قرآن حکیم کی تفسیر قرآن سے پڑھنی سیکھنی شروع کی ہے تو امام قاسم نانوتوی کی روایت پرستی پر بڑا افسوس ہوتا ہے، کہ یہ کتنی بڑی علمیت والے لوگ، قرآن جیسے نور مبین کتاب سے جب ہٹ کر بولتے ہیں تو کتنے نہ چھوٹے نظر آتے ہیں، جناب نانوتوی صاحب نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں آیت **الله الذی خلق**

سبع سماوات ومن الارض مثلھن (۱۲-۶۵) کے مفہوم کے ساتھ ایک فرضی جھوٹی اور مجوسیاتی تخلیق کی حدیث جو درمنثور کے حوالہ سے ایک فرضی شخص زید کے عقیدہ کے بارے میں ایک استفتا لاکر پھر اسے محمد الرسول اللہ کے خاتم الانبیاء ہونے کے مقابلہ میں زمینوں کو سات عدد مثل آسمانوں کے بنا کر پھر ہر زمین میں آدم ہماری زمین کے آدم جیسا اور نوح ہماری زمین کے نوح جیسا' ابراھیم ہمارے زمین کے ابراھیم جیسا اور عیسیٰ ہماری زمین کے عیسیٰ کی طرح اور نبی ہماری زمین کے نبی کی طرح بتائے گئے ہیں پھر پوچھا گیا ہے کہ اس حدیث کے مطابق زید عقیدہ رکھتا ہے تو کیا اسے چھ اور انبیا ماننے کی وجہ سے محمد الرسول اللہ کی ختم نبوت کا منکر نہیں قرار دیا جائیگا؟ اس سوال کو مزید وضاحت سے اس طرح سمجھیں کہ زید سات زمینوں کے حساب سے چھ عدد انبیاء' محمد الرسول اللہ کی طرح جب اور بھی مانتا ہے' تو زید اس طرح سے محمد رسول اللہ کی ختم نبوت کا منکر ہوا یا نہیں؟ پھر اس کے جواب میں نانوتوی صاحب اور اس کے ہمنوا زید کو رسول اللہ کی ختم نبوت کا منکر قرار نہیں دیتے تو ان کے جواب سے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس طرح کے دیگر مدعیان نبوت کی دعواؤں کا بھی جواز مل جاتا ہے اور ختم نبوت کا نظریہ ٹوٹ جاتا ہے' ملاحظہ فرمائیں نانوتوی صاحب کیا فرماتے ہیں' ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلعم اور اور کسیکو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلعم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپکی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپکی افضلیت ثابت ہوجائیگی' بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجملہ ثبوت اثر مذکورہ ونامثبت خاتمیتہ ہے معارض ومخالف خاتم النبیین نہیں جو یوں کہا جائے کہ یہ اثر شاذ معنی مخالف روایت ثقات ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہوگیا جو اسی راہ سے انکار صحت کیجئے. کتاب تحذیر الناس مؤلفہ نانوتوی صاحب مکتبہ دارالاشاعت اردو بازار کراچی صفحہ (۳۳-۳۴) جناب قارئین! اب نانوتوی صاحب کے اس نظریہ کو آپنے دیکھا جس سے ختم نبوت کے

نظریہ کا مکمل رد اور انکار ہوتا ہے اسکی بنیاد کو انہوں نے اہل فارس کی گھڑی ہوئی قرآن دشمنی اور ختم نبوت سے دشمنی والے نظریہ کی حدیث پر رکھا ہے' اس فرضی جعلی اور گھڑنتو حدیث کو میں قرآن کے اس دلیل سے غلط قرار دے رہا ہوں جو حدیث کا بنیاد ہی زمینوں کے سات عدد ہونے پر ہے' جبکہ زمین ایک ہے سات نہیں' نانوتوی صاحب نے جس آیت سے زمینوں کے سات عدد ہونے کا استدلال کیا ہے' اس آیت کا حصہ رد حدیث کیلئے میں دوبارہ لکھ رہا ہوں **اللہ الذی خلق سبع سماوات ومن الارض مثلھن'** (۱۲-۶۵) اب اس آیت میں ومن الارض جملہ کا عطف ہے سبع سماوات پر تو عبارت اس طرح ہوگی کہ اللہ الذی خلق من الارض مثلھن یعنی اللہ وہ ذات جسنے پیدا فرمایا زمین کو مثل ان سات آسمانوں کے' یا اس طرح سمجھیں کہ زمین کی تخلیق ساتوں آسمانوں کی طرح ہے' یہ آیت یہ بات سمجھانا چاہتی ہے کہ جملہ آسمانوں کی تخلیق اور زمین کی تخلیق میں مکمل مماثلت ہے' یعنی یہ مماثلت خلقت میں ہے' عدد میں نہیں ہے' یہاں موضوع چونکہ امت کے نامور لوگوں کا فارس والونکی قرآن دشمنی میں آنکھیں بند کر کے تابعداری کرنے کا ہے' نہیں تو میں اگرچہ آسمانوں کا چکر لگانے ان صوفیوں کی طرح نہیں گیا' لیکن اس کے باوجود جناب نانوتوی اور اس کے ہمنواؤں کو قرآن کے حوالوں وفی السماء رزقکم (۶۲-۵۱) **مماتنبت** لارض (۶۱-۲) **الم ترانزل من السماء ماء فتصبح الارض مخضرة** (۶۳-۲۲)....مثالوں سے میں زمین اور آسمانوں کی **مماثلت فی التخلیق** اچھی طرح واضح کر کے دیتا' رہا نانوتوی صاحب کے دلائل جو اسنے مماثلت عددی کیلئے دیئے ہیں' سو وہ تو اس طرح کے ہیں جیسے کہ ہمیں منطق پڑھنے کے دنوں استادوں نے ایک قصہ سنایا تھا کہ بیٹے کو باپ نے کسی مدرسہ میں منطق پڑھنے کیلئے بھیجا کچھ عرصہ وہاں رہکر فاضل بنکر بیٹا جب گھر واپس آیا تو اتفاق سے اس وقت اس کے ماں باپ اپنے لئے اپنی ضرورت کے موافق دو روٹی کھانے کیلئے تیار کر کے بیٹھے تھے کہ بیٹا گھر پہنچا تو اس کے ماں باپ نے آپسمیں کہا کہ روٹیاں تو ہمارے حساب سے صرف دو ہی ہیں اب بیٹے کے لئے تیسری روٹی کا انتظام کیسے کریں آٹا بھی ختم ہوگیا ہے' تو بیٹے نے والدین کو پریشان ہوتے ہوئے دیکھ کر

کہا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں میں منطق کا علم پڑھکر آیا ہوں اسمیں اسکا حل موجود ہے' ماں باپ بڑے خوش ہوئے انہوں نے کہا کہ بتاؤ تو بیٹے نے کہا کہ دو تو روٹیں ہیں تیسرا ہے ان دونوں کا مجموعہ سو ہم میں سے دو تو کھائیں دو روٹیاں' تیسرا کھائے ان دونوں کا مجموعہ' ماں باپ بیٹے کی بات سنکر پریشان تو ہوئے لیکن انہوں نے اسے کہا کہ مجموعہ کو سمجھنے کا علم تو پڑھکر آیا اس لئے دو روٹی تو ہم کھالیتے ہیں مجموعہ تم ہی کھالو جناب نانوتوی صاحب کی اس کتاب میں بطور ضمیمہ جناب محمد ادریس کاندہلوی صاحب کا تکملہ لکھا ہوا ہے جسنے اپنا سارا زور تحریر' نانوتوی کی عبارت میں اس کے لفظ بالفرض پر لگایا ہے' صاحب موصوف کی شان اقدس میں کیا کہیں اگر مگر چونکہ چانچ تو ہم مولویوں کا دندھا ہے' ہمارے پڑھنے کے دنوں میں کچھ دوستوں نے مجھے اصرار کیا کہ چلیں مدرسہ جامعہ اشرفیہ لاہور چلکر پڑہیں وہاں کے شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندہلوی کا شرف تلمذ حاصل ہوجائیگا میں تو نہیں جاسکا لیکن جو دوست شرف تلمذ حاصل کرکے واپس آئے تو میں نے حضرت کے کمالات علمی کے بارے میں ان سے سوالات پوچھے تو حضرت کاندہلوی کی علمی بصیرت کا انہوں نے عجیب قصہ سنایا کہ حضرت نے ایک دن درس میں لوگوں کی حالت پر بڑے افسوس کا اظہار فرماتے ہوئے بتایا کہ لوگ بڑے بڑے اخراجات سے مھانگے قسم کے بورڈ لگوا کر جگہ جگہ چوک چوک پر تبت سنو کی تلقین تو کر رہے ہیں لیکن کوئی بھی انمیں سے قل ھواللہ سنو کا بورڈ نہیں لگواتا' یعنی حضرت جی کے عقل میں تبت سنو' کریم کے اشتہار کی جگہ بورڈوں پر کوئی سورت اللھب کا ابتدائی لفظ تھا' سو جناب قارئین کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا؟ مجھے افسوس ہے کہ جناب کاندہلوی صاحب نے نانوتوی صاحب کے اسی بحث میں جو اسنے دوسرے خاتم الانبیاء کے اوپر افضلیت محمد الرسول اللہ ثابت کی ہے' یا انکے بالفرض والے حوالے سے بھی جو بات ان دونوں بزرگوں کی ہے' یہ تو اصل مدعا سے باہر کی باتیں کر رہے ہیں' بات یہاں فضیلت سے بھی بڑھکر فلسفہ کی ہے ختم نبوت کا فلسفہ یہ ہے کہ اب قرآن کو چھوڑ کر قرآن کو ترک کر کے قرآن کو باء پاس کر کے کوئی بھی ماں کا لال ایسی بات نہیں کرسکیگا کہ مجھے ملا علیٰ سے یہ حکم ملا ہے' یا مجھے یہ الھام ہوا ہے' یا مجھے القاء کیا گیا ہے' جس طرح کہ ایسی باتیں ابن عربی اور مرزا

قادیانی نے کہی ہیں جس مرزا کو نانوتوی کے فرضی شخص زید کے سوال کے جواب سے اسکی دعوی نبوت کو ڈھارس ملی ہے' تو ایسے قسم کے سارے مدعیان الھام القاء اور فھمنی ربی وغیرہ منکرین ختم نبوت ہوئے' اور ایسے ساری مدعی' قرآن کے خاتم الکتب ہونے کے منکر ہوئے' سو اصل بحث یہ ہے کہ قرآن اور رسول اللہ کی ختم نبوت کا علمی فیض کامل مکمل اور خاتمیت والا ہے' یا انکے بعد بھی کوئی نبوت کے سورسز سے ملے ہوئے احکامات الاہی کے تسلسل کا قائل ہے؟ جس طرح اس چیز کے مدعی اہل تصوف ہیں اور ظلی بروزی اور غیر تشریعی نبی کی باتیں یہ سب شک میں ڈال رہی ہیں کہ انکی دال میں کالا تو کیا انکی ساری دال کالی ہے تو جناب نانوتوی صاحب کوئی معمولی عالم نہیں ہیں اس نے افضلیت کا مسئلہ بیچ میں لاکر اصل واقعات کی پردہ داری کی ہے' اگر یہ پردہ داری کا الزام غلط بہی ہو تو بھی بات اور بحث افضلیت کا نہیں ہے اصل بحث ہے کہ فیوضات بنوی یعنی احکامات الاھی قرآن کے اندر کامل مکمل ہوکر ختم ہوئے' یا قرآن اور رسول اللہ کے بعد بھی کسی محدث کہلانے والے طالع آزما مدعی کی دعوائیں درست مانی جائینگی جبکہ نانوتوی صاھب تو محدث سے بہی بڑہ کر مدعے نبوت کو بھی تسلیم کر رہا ہے ملت اسلامیہ صدیوں سے دشمنان قرآن سے ڈستی ہوئی آرہی ہے' ان ڈسنے والوں میں کوئی کھلا ہوا دشمن ہے کوئی روپوں میں چھپے ہوئے بہروپ ہیں' کوئی نادانستگی کی نادنیوں میں مستور ہے' اس لئے ہر شک شبہ کے موقعہ پر اگر تجزیاتی جستجو کسی بھی بڑی سے بڑی شخصیت یا فرشتہ صفت پر بھی کی جائے تو یہ اچھی بات ہوگی کیونکہ رسول اللہ کی ختم نبوت اور قرآن کے خاتم الکتب ہونے سے بڑھکر کوئی بھی ہستی بڑی نہیں ہوسکتی' ہم رسول اللہ کی رسالت یعنی قرآن کے چوکیدار ہیں کسی بھی خانوادہ یا حضرت جی یا اعلیٰ حضرت کے ہم چیلے نہیں ہیں' میں نے اوپر جناب نانوتوی صاحب کی خلاف قرآن حدیث پرستی کی شکایت کرتے ہوئے ان سے اپنی پہلی والی عقیدت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ میں اسے امام ابوحنیفہ اور شاہ ولی اللہ کا نیا جنم سمجھتا تھا تو جناب قارئین! میں نے یہ اپنی جاھلیت کے وقت کی بات کی ہے' اب جب قرآن کو قرآن حکیم کی تصریف آیات سے سیکھنا شروع کیا ہے مجھے اب آنکھیں مل گئی ہیں' میرے سامنے کئی بھاری بھرکم شخصیتیں ہیں کو اکب کچھ نظر آتے

ہیں کچھ، کی طرح نظر آنے لگی ہیں پہلے تو امام ابوحنیفہ پر بھی ضمنی طور پر کتاب فتنہ انکار قرآن کے دونوں حصوں میں کچھ لکھ کر آیا ہوں اب یہ کتابچہ افکار شاہ ولی اللہ قرآن کے آئینہ میں آپ کے ہاتھوں میں ہے جس کے اندر اسے اسی کی تحریروں کی آئینہ میں آپ پڑھیں گے اپنے بارے میں دعواؤں کے اندر جو شاہ نے پرواز دکھائے ہیں وہ تو آپ پڑھینگے لیکن کیا کریں کہ شاہ دہلوی سیاسیات میں بھی خود کو عقل کل سمجھے بیٹھے تھے جسکی سیاسی بے بصیرتی کا کیا کہیں جو افغانستان سے احمد شاہ ابدالی کو بلا کر دیسی مرہٹوں کی پٹائی کرانی چاہی تو احمد شاہ نے دہلی میں آپریشن کرتے وقت تو ایک لٹیرے اور ڈکو والا کردار ادا کیا' ڈاکٹر مبارک صاحب اپنی کتاب گمشدہ تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ابدالی کی لوٹ مار کے وقت شاہ ولی اپنے محلہ پر انکے حملے کے وقت چیخ رہے تھے کہ ہمارے گھروں اور محلے اور دوستوں کے گھروں کی شناخت کیلئے ابدالی فوج کے گن میں مقرر کرو نہیں تو بے خبری میں ہم مارے جائینگے' شاہ دہلوی سے ابدالی کو دہلی پر حملہ کرنے کیلئے خط لکھتے وقت قرآن کی اس آیت کی طرف توجہ نہیں تھی کہ **ان الملوك اذا دخلواقرية افسدواها و جعلوا اعزة اهلها اذله وكذالك يفعلون** (۳۴-۲۷)

سنبھل کر قدم رکھنا میکدہ میں پیر جی صاحب!
یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

شاہ ولی سیاست سے اتنا کورا تھا جسے اپنے دیسی بھائیوں مرہٹوں اور شیواجی کے مطالبات تو خراب لگ رہے تھے لیکن ابدالی کو خط لکھکر مرہٹوں کی بغاوت دبانے کیلئے دہلی پر حملہ کرانے کے وقت بنگال، اڑیسہ، سورت تک سات سمندر پار کا انگریز سامراج پہنچ چکا تھا وہ شاہ کے نظروں سے گویا اوجھل تھا یا شاہ کی سیاسی بصیرت اتنی مری ہوئی تھی جو اسے اپنی مٹی سے پیدا شدہ ہندو بھائی تو اچھے نہیں لگ رہے تھے شاہ میں اگر کچھ بصیرت ہوتی تو مغل حکمرانوں کو مشورہ دیتا کہ شیواجی کے، مرہٹوں کے، سارے مطالبے منظور کرو، شاہ نے اکبری سیاست کا بھی پوری طرح مطالعہ نہیں کیا تھا یہ تو اکبری سیکیولرازم کا کمال تھا جو شاہ جیسے تنگ نظر ملاؤں کو بھی ہندو برداشت کئے بیٹھے تھے، نہیں تو مسلم حکمرانوں کی ہندستان پر ایک ہزار سال حکمرانی

کی جگہ ایک سو سال بھی حکومت نہ چلتی، احمد شاہ ابدالی بھی ایرانی فارسی اماموں کی حدیثوں والا خلاف قرآن مذہب رکھتا تھا جو قرآن نے تو **ماكان لنبي ان يكون له اسرى** (۸-۶۷) کے حکم سے غلام سازی کے منبع لڑائیوں میں مخالفوں کو گرفتار کر کے قید کر کے غلام بنانے پر مکمل بندش لگادی تھی اور جو لوگ دوران لڑائی میں قید کرنے ضروری ہو جاتے تھے انکیلئے حکم دیا کہ **فاما منابعد واما فداء** (۴-۴۷) یعنی ان قیدیوں کو بطور احسان آزاد کرو یا فدیہ لیکر آزاد کردو کسی کو غلام بنائے نہ رکھو لیکن احمد شاہ ابدالی شاہ ولی اللہ کی آنکھوں کے سامنے دہلی میں مرہٹوں کو قید کر کے غلام بنا کر اپنے ساتھ افغانستان واپسی پر لے گیا اور راستہ میں واپسی پر انہیں خانگڑھ کے سرداروں کے ہاتھوں بیچ گیا آگے چلکر بگٹی سردار نے ان خرید شدہ غلاموں کو نیم آزادی دیکر مولی القوم منهم کی حدیث کی روشنی میں بگٹیوں کی سب کاسٹ کے طور پر قبول کیا' وہ مرہٹے آج بھی کشمور کندھ کوٹ جیکب آباد ڈیرہ بگٹی سبی بھاگ ناڑی کوئٹہ تک آباد ہیں' اور ہیں مسلمان اور اپنی کاسٹ مرہٹا ہی کہلواتے ہیں یہ سندھ اور بلوچستان کا سیکیولرازم ہے جو انکے ہاں کے مرہٹے بھی مسلمان ہیں' یعنی مسلمان بھی مرہٹے ہیں' شاہ نے احمد شاہ ابدالی کو خط لکھ کر ہندستان میں مرہٹوں کی پٹائی کرا کر اپنے خیال میں مغل حکومت کو مضبوط کرنے کے سوچی تھی لیکن اس طرح کی سوچ الٹی کھوپری کی سوچ ہوتی ہے' شاہ یہ فلسفہ نہیں سمجھتا تھا کہ ہم دیسی آبادی کے ہندو برادری کے لوگوں سے بھائی چارہ واتحاد اور حکمرانی میں حصہ داری سے کس طرح مسلم مرکزیت کو مضبوط بنا سکتے ہیں یہ سوچ تو عبیداللہ سندھی جیسی شخصیت کی کھوپری میں آسکتی تھی جسنے غلام ھندستان کی ملک سے جلاوطن باہر حکومت موقتہ ہند جو بنائی تھی اس کا صدر ہندو راجہ مھندر پرتاب کو بنایا تھا' یہ سوچ تو ابوالکلام آزاد اور شیخ الھند جیسی ہستیوں کا حصہ ہے جو آج مسلم اقلیت کا ہندو اکثریت کے سامنے سر اونچا ہے' اور آج جب پاکستانی قیادت لیگی نظریہ ہندو مسلم نفرتوں والے نظریہ قومیت پر نادم ہو کر دہلی کو سلوٹ کر رہے ہیں' تو بال ٹھاکرے بھی کہنے لگا ہے کہ مجھے مسلم لوگوں سے نفرت نہیں ہے کل اور بات تھی آج اور ہے' لیکن شاہ ولی دہلوی کی متعصبانہ اور صوفیانا تنگ نظری نے ایک طرف اپنی دیسی ہندو اکثریت کو مسلم آبادی سے نفرت دلائی

دوسری طرف اس دہرتی پر سات سمند پار سے آئے ہوئے گورے انگریز کو بھی ہندو مسلم نفرتوں سے مغل حکمرانوں کو کمزور بنا کر تخت دہلی ہتھیانے میں مدد ملی، جو ابدالی کے حملے اور شاہ ولی محدث دہلوی کے مرنے کے قریباں سو سال بعد مسلم مغل بادشاہ بھادر شاہ ظفر کو تخت سے معزول کر کے رنگوں میں لے جا کر وہاں قید کیا' کہاں بادشاہ کہاں قید با مشقت بھادر شاہ ظفر نوے سال کا عمر رسیدہ بوڑہا تھا ایک موقعہ پر بادشاہ کی مکمل طور پر جیل میں روٹی پانی بند کی گئی جسکو پورے تین دن گذر گئے چوتھے دن نحیف ولاغر مثل لاش کے بادشاہ کو جیل کے عملے نے بتایا کہ آج انگریز حاکم نے آپ کو کھانا کھلانے کا حکم دیا ہے' اور تھوڑی ہی دیر میں ایک دستر خوان کپڑے سے ڈہکا ہوا لایا گیا اور کمزور بادشاہ سہارے سے کھانے کیلئے بیٹھا اور دستر خوان سے جو کپڑا ہٹایا گیا تو اسپر بھادر شاہ ظفر کے تین فرزندوں کے کٹے ہوئے سر بالترتیب رکھے ہوئے تھے' یہ دیکھتے ہوئے بوڑہا باپ لرزتے لرزتے جوش میں اٹھ کھڑا ہوا اور بولا کہ مغل شہزادے اس شان سے سلام کو آتے ہیں یہاں میں ضرور یہ بات کہوں گا کہ اگر شاہ ولی محدث دہلوی ابدالی جیسے از بک پرشن اسپیکنگ خرکار کو بلا کر دہلی میں قتل عام نہ کراتا جس سے مسلم حکمرانوں سے ہندو اکثریت کو نفرت ہوگئی اور انگریز نے اسکا فائدہ لیکر مغل حاکموں کا جو حشر کیا وہ تاریخ کی آنکھ سے مخفی نہیں.

بھادر شاہ ظفر کو بالآخر وطن کی مٹی نصیب نہ ہوئی اور دیار غیر میں ہی قیدی ہو کر مر گیا زندگی میں ہی اس پر بڑی حسرت سے بولا کہ

کتنا ہے بدنصیب ظفر دفن کیلئے
دوگز زمین نہ مل سکی کوء یار میں
ان حسرتوں کو کہ دو کہ کہیں اور جا بسیں
اتنی جگہ کہاں ہے دل داغدار میں
لگتا نہیں ہے دل میرا اجڑے دیار میں.

شاہ ولی اللہ کی اپنے بارے میں دعوائیں

شاہ صاحب کی کتاب التفھیمات دو جلدوں پر مشتمل ہے میرے پاس جو یہ کتاب ہے وہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد سندھ کی شائع کردہ ہے جسکی تحقیق اور حاشیہ الاستاد غلام مصطفیٰ قاسمی کے نام سے لکھی ہوئی ہے پہلی جلد میں ۸۱ تفھیمات ہیں اور دوسری جلد میں ۲۴۷ تفھیمات ہیں پروفوں کے حوالہ سے نمبروں کے ترتیب میں تھوڑی سی گڑبڑ ہے تاہم بھی متعلقہ نمبر تلاش کرنا اتنا مشکل کام نہیں ہوگا.

میں اس مضمون میں شاہ صاحب کی دعواؤں کو انکی کتاب التفھیمات سے نقل کر رہا ہوں. شاہ صاحب اپنی ہر دعویٰ کیلئے' موقف کیلئے' علمی مسئلہ کیلئے' زیادہ تر فھمنی ربی کے جملہ سے لکھتا ہے اس وجہ سے کتاب کا نام بھی ایسا ہی رکھا ہے'

فھمنی ربی جملہ کی معنیٰ ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ جو میں لکھ رہا ہوں یہ مسئلہ مجھے میرے رب نے سمجھایا ہے' جناب قارئین! یہ جملہ خود ایک بہت بڑی دعویٰ ہے' پھر آگے جو مسئلہ شاہ صاحب لکھتا ہے گویا اسکیلئے اسنے دعویٰ کر دی کہ یہ بات میں اللہ کی طرف سے کہہ رہا ہوں' اسکی سمجھائی ہوئی بات آپکو بتا رہا ہوں' جناب قارئین! ویسے لفظ فھم کی معنیٰ سمجھ' اور ادارک ہے اور یہ ملکہ اللہ نے ہر انسان کو دے رکھا ہے لیکن یہ سمجھ فھم اور اداراک ایک تو انسان اپنے کسب سے ذہنی کھوج سے حاصل کرتا ہے' اس میں تو سب لوگ برابر ہیں اور یہ ملکہ بھی اللہ کی عطا اور دین ہے' لیکن انسان جب اپنی عقل اور سمجھ سے کوئی بات کرتا ہے تو اسمیں غلطی کا احتمال بھی رہتا ہے' انسانی فھم اور عقل کبھی غلط ہوتی ہے کبھی درست بھی ہوتی ہے' لیکن جب اس فھم کی نسبت اللہ کی طرف کی جائیگی تو یقین سے اسکا تعلق اور نسبت صرف اور صرف وحی کی حوالہ سے ہی ہوسکتا ہے میں اپنی اس دعویٰ کیلئے قارئین کی خدمت میں قرآن سے دلیل عرض کرتا ہوں کہ پورے قرآن کے اندر اس لفظ (یا شاہ صاحب کی مقبوضہ اصطلاح کا) استعمال اللہ نے صرف ایک بار ایک جگھ پر ذکر فرمایا ہے کہ **ففھمنا ھا سلیمان (۲۹-۲۱)** تو قرآن نے یہ اصطلاح یا لفظ جب جناب سلیمان علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ ہمنے

سلیمان کو سمجھایا' یا سمجھ عطا کی تو یہ والی تفہیم وحی کے علم سے متعلق ہے کیونکہ آگے جملہ ہے کہ وکلا آتینا حکما وعلما' یعنی ہم نے سب نبیوں کو حکومت اور علم (وحی) عطا کیا تھا تو دہلوی شاہ صاحب نے قرآن کی اس اصطلاح پر قبضہ کرتے ہوئے اپنے لئے سینکڑوں بار فرمایا کہ فہمنی ربی تو جناب قارئین ہمیں فہم لفظ کے استعمال پر کبھی بھی اعتراض نہیں کہ کوئی یہ کیوں کہے کہ میں یہ سمجھا ہوں' میری عقل میں اسطرح ہے وغیرہ' اور کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ قرآن سے میں یہ سمجھ سکا ہوں تو اس طرح کہنے سے قرآنی تفہیم کا اصل تو اللہ کی طرف منسوب ہو جائیگا سوا سکا حوالہ اور ریفرنس نام لیکر دینے سے کوئی حرج نہیں ہوگا سواء اس صورت کی کہ کوئی کہے کہ فہمنی ربی مجھے میرے رب نے یوں سمجھایا ہے' تو اس طرح سے ایک قسم کا اشتباہ ہو جاتا ہے وحی سے' بات خلط ملط ہونے کا شبہ آ سکتا ہے کہ اس طرح کہنے والا اللہ سے ہم کلامی کی دعویٰ کر رہا ہے' یا ایسا شخص وحی کے سوا بھی رب تعالے سے مفاھمت کی کوئی راہ رکھتا ہے' سو اگر مفاھمت کا معاملہ اللہ کے ساتھ بغیر وحی کے شاہ ولی اللہ یا اس قسم کے دوسرے لوگوں کے لئے ماننے کی بات ہے تو ہم اسکیلئے قرآن سے دلیل مانگینگے کہ اسمیں کسی غیر نبی کیلئے تفہیم کا لفظ کیوں نہیں لایا گیا' ہم یہاں یہ اضافی جواب قارئین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اللہ نے اس قسم کے لفظ کا بھی غیر نبی کیلئے استعمال اسلئے نہیں کیا کہ ایسے مشتبہ لفظ سے ختم نبوت میں لوگ دراڑیں ڈالدیتے بلکہ مسمار کر دیتے جیسے کہ امام بخاری نے اپنے مجموعہ کے جلد نمبر ایک میں نیک خواب کو نبوت کا چھیالیسواں دروازہ قرار دیا ہے' باب کیف کان بداء لوحی حدیث نمبر ۳ لیکن اتنا دور بخاری تک کیوں جائیں بخاری سے تو بڑھکر ختم نبوت پر بڑا ڈاکہ خود شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اسی کتاب کی تفہیم نمبر ۹ میں ایک جھوٹی حدیث من گھڑت روایت جو بنائی بھی شاید دھلی میں گئی ہے کے ذریعے لگانے کا موقعہ فراہم کیا ہے جسمیں فرمایا گیا ہے کہ اتندری ما لعصمۃ ؟ ہی التی جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **بطانطته واحدة من بطانا تها فی الحدیث الصحیح جزء من خمسته وعشرین جزء من النبوة الاوتلك البطانة هی**

السمت الصالح یعنی اے مخاطب تو جانتا ہے کہ عصمت کیا چیز ہے؟ یہ وہ بطانتہ ہے جسے رسول اللہ نے اپنی بطانتوں میں سے قرار دیا ہے (**بطانة** معنی داخلی اور اندرونی وصف اور مخفی راز) آگے شاہ محدث دھلوی فرماتے ہیں کہ صحیح حدیث میں ہے کہ یہ **بطانة** پچیسواں حصہ ہے نبوت کا' میں نے اس حدیث کے بارے میں جو لکھا ہے کہ یہ شاید دھلی میں بنائی گئی ہے' وہ اسلئے کہ اس کتاب کے محشی علامہ استاد غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب فارس کے اماموں کی بنائی ہوئی حدیثوں کے بہت بڑے عالم تھے وہ اس حدیث کے حاشیہ پر لکھتے ہیں یہ حدیث میں نے بڑی تلاش کی لیکن کہیں ملی نہیں تو علامہ قاسمی صاحب کی یہ تلاش فارسی ذخیرہ میں ہوئی ہوگی' ویسے قارئین اسطرح کی کئی حدیثیں شاہ صاحب کی کتابوں میں پائینگے تو جناب قارئین آپ ملاحظہ کیا کہ شاہ صاحب نے بخاری سے بھی قدم آگے بڑھادیا بخاری نے صالح خواب کو نبوت کا چھیالیسواں دروازہ قرار دیا تو محدث دہلوی نے عصمت والی بطانت کو نبوت کا پچیسواں حصہ قرار دیا' لیکن یہاں کوئی بھی شخص یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ دروازہ اور حصہ میں فرق ہے دروازہ سے تو کوئی شخص نبوت کے محل میں داخل ہو سکتا ہے جس سے ختم نبوت کی خلاف ورزی ہو سکتی ہے لیکن حصہ اور جزء تو ذات ہے یہ نبوت کا حصہ قرار دینے کے بعد بھی ہوا تو نبوت کا ہی خاصہ اسمیں تو کسے شبہ کرنے اور دخل دینے کی بات نہیں کی گئی' تو جواب میں عرض کیا جاتا ہے کہ جناب محدث دھلوی صاحب نے اپنی اس کتاب التفہیمات کے جلد دوم کی تفہیم نمبر ۵ میں رقم فرمایا ہے کہ **پس وارث آنحضرت** ہم بسہ قسم منقسم اند **فوراثه الذین اخذوالحکمة والعصمة والقطبیة الباطنیة هم اهل بیته و خاصته** یعنی رسول اللہ کی وارث تین قسم کے ہیں پھر وہ وارث جو جنھوں نے حکمت اور عصمت اور باطنی قطبیت کا ورثہ پایا وہ اھل بیت رسول ہیں اور رسول اللہ کے خاصوں میں سے خاص ہیں' جناب قارئین! یہ کتاب شاہ صاحب نے فارسی اور عربی کا مکسچر اور مجموعہ بنایا ہوا ہے' اسمیں آپنے ملاحظہ فرمایا کہ تفہیم کی شروع والی عبارت میں شاہ صاحب لکھتے ہیں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم **در اوائل حال قبل**

از نبوة حکمه وعصمته وقطبية باطنه اکتساب فرموده بودند وبعد هذا بوحی ورویة ملائکه و بعث الی الحق برمسند نبوت نشتند یعنی شاہ صاحب نے حکمت عصمت اور قطب بننے کے عھدوں کو کسی قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ رسول اللہ نے نبوت ملنے سے پہلے ان تین چیزون کا اکتساب کیا یعنی محنت اور جدوجھد کے کشالوں سے یہ حاصل کئے تو اسی تفھیم کے آخری حصہ میں ان تینوں اوصاف حکمت، عصمت اور قطبیت کو موروثی بنادیا اور قطبیت کے عھدہ کے ساتھ باطنیت کی وصف نتھی کر کے بجاء کسب اور جدوجھد کے کشالوں سے حاصل کرنے کی ان چیزوں کو موروثی بنادیا اور اس ورثہ بلامشقت کا حقدار اھل بیت اور خاصان خاص کو بنادیا' اب یہاں بطور جملہ معترضہ میں قارئین کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آج تک مسلم امت کے اندر کسی بھی نیک صالح شخص کی وفات کے بعد اسکی گدی نشینی کیلئے اسکے نسبی اھل خانہ سے موروثی بنیادوں پر سجادہ نشینی کا جو تصور ہے جسمیں اھلیت' لیاقت اور میرٹ کی جگہ فرزندیت اور رشتہ کی قرابت کو ترجیح دی جاتی ہے' اس فرضی اور جعلی رسم کو شاہ صاحب کی یہ والی عبارت تائید کرتی ہے جسکے خلاف قرآن حکیم نے بھی ایسے ناخلق جانشینوں کے بارے میں فرمایا کہ **فخلف من بعد هم خلف اضاعوا الصلوة واتبعو الشهوات فسوف یلقون غیا**(۵۹-۱۹) یعنی ان بڑے اکابرین کی جگھ بعد میں ایسے لوگ تو آئے جنہوں نے فریضہ صلوٰۃ کو ضائع کردیا اور شھوتوں کے پیچھے ایسے تو پڑ گئے جو اسکی نھایت گمراہی پر جا کر پہنچتی ہے اور سورت اعراف کی آیت نمبر ۱۶۹ میں فرمایا کہ **فخلف من بعد هم حلف ورثواالکتاب یا خذون عرض هذا الادنی ویقولون سیغفرلنا** یعنی یہ بعد میں آنیوالے جو خلف بنکر کتاب کے وارث بنگئے ہیں یہ ایسے تو ہیں جو انکو صرف دنیا کمانے کی لگی ہوئی ہے اور عوام سے مریدوں سے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ سیغفرلنا ہمارے گناہ تو جلد میں معاف کئے جائینگے' یہ لوگ تو اللہ کے کھاتے میں بھی جھوٹ کہنے میں نہیں ھچکچاتے' تو جناب قارئین! ان خلاف قرآن موروثی گدی نشینوں کو بھی

جناب شاہ ولی محدث دہلوی صاحب کا یہ فکر و فلسفہ تائید کرتا ہے کہ یہ حکمۃ' عصمت اور باطنی قطبیت ورثہ کے طور پر اھل بیت و اھل خانہ کے حصہ میں دی جاتی ہیں' جبکہ انکے اس فیصلہ کی قرآن سے کوئی بھی تائید نہیں ملتی اور یہ عھدے اور القاب غیر قرآنی ہیں انکی وجہ سے ختم نبوت کی بھی خلاف ورزی ہوتی ہے'

وصی محدث مفھم

جناب قارئین! یہ تینوں اصطلاحیں اھل شیعت کی ہیں انکے ہاں انکے امام وصی بھی ہیں معنے جسے وصیت کی گئی ہو محدث بھی ہیں جسکی معنے ہے کہ جس شخص سے جبرئیل بات کرے، ہم کلام ہو اور وہ شخص اسکی بات تو سنے لیکن اس فرشتہ کو دیکھ نہ سکے' اور مفھم کی معنی ہے جسے سمجھایا گیا ہو' اس بات کا حوالہ پڑھکر دیکھیں الشافی ترجمہ اصول کافی باب نمبر۳ جس میں کل چار حدیثیں ہیں جو صرف محدث کے باری میں ہیں اور باب نمبر۵۳ پڑہیں جس میں کل پانچ حدیثیں ہیں انمیں سے تیسری حدیث میں امام رضا علیہ السلام کی حدیث میں اماموں کیلئے محدث کے ساتھ مفھم کا لقب اور منصب بھی بتایا گیا ہے تو جناب قارئین! شاہ ولی اللہ صاحب بھی اپنے سے ان مین سے دو القاب کے مدعی وضاحت کے ساتھ ہیں اور وصی ہونے کے بھی تاویلا بالواسطہ مدعی ہیں' میری اس دعویٰ کو سمجھنے کیلئے ثبوت . . . لیلے ملاحظہ فرمایا جائے شاہ دہلوی کی کتاب تفھیمات کی تفھیم نمبر ۲۵۰ جلد دوم میں' جسمیں فرماتے ہیں **کنت البسنی الله سبحانه خلعة المجددیة** یعنی مجھے اللہ نے مجددیت کا خلعت لباس پہنایا تھا (اس تفھیم میں آگے شاہ جی کی ایک مزید نئی دعویٰ ہے جسے آگے اگر ضروری سمجھا گیا تو عبارۃ لائی جائیگی) اب قارئین اسی حوالہ سے تفھیم نمبر۱۴۴ کی عبارت ملاحظہ فرمائین شاہ دہلوی فرماتے ہیں **ولا بد لکل نبی من مجدد ینقح دینه عن انتحال المنتحلین**' **و هو محدث البس لباس السکینة فجعل یضع الوجوب والتحریم والکراهة والسنیة والاباحة محلها وینقح الشریعة عن الا حادیث الموضوعة واقیسة القائسین**'

وعن کل افراط وتفریط ولایکون الفقیہ مجددا فان کان المجدد بعینہ الوصی تم الامر ‘یعنی ہر نبی کیلئے مجدد ضروری ہے جو چھانٹے اور صاف کرے اسکے دین کو ضعیف روایتوں سے جو گھڑنے والوں نے ملادی ہوں‘ اور پھر یہ مجدد صاحب واجب چیزوں کو حرام چیزون کو مکروہ چیزوں کو مسنون چیزوں کو مباح چیزوں کو اپنے اپنے محل پر رکھے گا اور شریعت کو من گھڑت حدیثوں سے صاف کریگا اور قیاس کرنے والوں کی قیاس آرائیوں سے بھی صاف کریگا‘ اور ہر قسم کی افراط اور تفریط سے بھی صاف کریگا‘ اور کوئی بھی فقیہ مجدد نہیں بنسکتا اگر چہ مجدد بالکل وہی ہوتا ہے جو کچھ وصی ہوتا ہے‘ تم الامر تفھیم کی بات پوری ہوئی اب قارئین کرام غور فرمائین کی شاہ دہلوی نے ایک تیر سے کتنے توشکار کر لئے مجدد بھی بن گیا محدث بھی بنگیا اور وصی بھی بنگیا باقی رہا مفہم سو وہ تو کتاب تفہیمات نام سے لکھنے کے بعد ہر لحظہ کی منی فرمارہا ہے

تفھیم کی آڑ میں شاہ ولی اللہ کا قرآن کو باءپاس کرنا

شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب تفہیمات میں جو جا بجا فھمنی ربی‘ فھمنی ربی جملہ سے ارشادات فرمارہا ہے اور اپنی کتاب ہمعات میں جو خالص فارسی میں لکھی ہوئی ہے اسمیں فھمنی کا ترجمہ اور خلاصہ ... این فقیر را آگاہانیدہ اند‘ کے جملہ سے بار بار اپنی ہر بات کو پیش کرتا ہے‘ تو اپنی کتاب ہمعات (مطبوعہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد) میں مفہم اصطلاح کی معنی لکھتا ہے‘ کہ مفھمیت کہ نور نبوت و وراثت نیز نامند‘ صفحہ نمبر ۱۱ ھمعہ ۱۹‘ جناب قارئین! آپنے غور فرمایا کہ شاہ صاحب رسول اللہ سے ملے ہوئے علوم اور ورثہ نبوت کیلئے قرآن حکیم کا نام ہی نہیں لے رہا‘ اور اس ورثہ کو وصی‘ ابدال‘ قطب‘ محدث‘ اور مفھم و مجدد جیسے من گھڑت غیر قرآنی عہدوں کے حصہ میں لاکر لوگوں کو قرآن سے دور کر رہا ہے‘ اسی ھمعہ نمبر ۱۹ میں شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ لھذا در کلام مفھمین تشبیھات بسیار دارد میشود ممتزج بتنزیھات وحاصل میشود احکام نوامیس الھیہ وقضایائے متجددہ (صفحہ ۱۱۱) یعنی جو لوگ مفھم کے مقام پر فائز ہوتے ہیں انکے کلام میں تشبیھیں زیادہ ہوتی ہیں اور وہ تنزیھات کا ملغوبہ ہوتا ہے‘ مفھمین کے ایسے کلام

سے نوامیس خداوندی اور نئے نئے قضیے‘ (فیصلے) حاصل ہوتے ہیں‘ غور فرمائیں قارئین صاحبان! کہ شاہ صاحب اپنے مقام مفھمیت سے اپنے علوم کا ربط بجاء قرآن کے کہاں ملا رہا ہے اگر شاہ صاحب کے تفھیمی ارشادات اور ھمعہ نامی علمی شہپارے قرآن سے ماخوذ ہوتے تو وہ ضرور قرآن کا حوالہ دیتا‘ بلکہ شاہ صاحب تو خود فرما رہا ہے کہ وہ فرمودات قضایاء متجددہ ہیں یعنی یہ نئے قضیے ہیں جبکہ انکے یہاں قرآن قدیم ہے یہ ہوا شاہ صاحب کا قرآن حکیم سے آگے بڑھکر نئے غیر قرآنی علوم او قضایا دینے کا اقرار‘ میرے خیال اور میرے اس الزام کو شاہ صاحب کے اسی ھمعہ کی اگلی عبارت اور واضح کرتی ہے اور ثبوت ملتا ہے جسمیں فرماتا ہے کہ و نبوت از دو جانب تحقق مے پذیرد ز جانب قابل کہ نفس ناطقہ نبی است و شرط آن از یں جانب حصول مقام مفھمیت است یعنی نبوت دو طرف ... تحقق پاتی ہوتی ہے ایک طرف قبولیت کا‘ قبول کرنے کی لیاقت کا میرٹ کا جو کہ وہ نفس ناطقہ نبی ہے ... شرط اور نبوت پر فائز ہونا بھی مقام مفھمیت کے حصول کی وجہ سے ہے‘ اس عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ نبوت کیلئے مفھم ہونا شرط کی طرح لازم ہے‘ جناب قارئین! اب اس ھمعہ کی اگلی عبارت ملاحظہ فرمائین اور اس سے جو شاہ دہلوی کے دماغ کی اندر کی سوچ ہے اسکا بھی اندازہ لگائیں فرماتا ہے کہ بعد وجود حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم نبوت منقطع شد لیکن اجزائے نبوت باقی ماند از ان جہت کہ مفھمیت منقطع نشدہ وبطریق نیابت پیغامبر بعد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجدید دین وقیام بہ ارشاد سلوک ورفع منکرات میتواند بود‘ وبحقیقت منشاء قیام مردماں بایں امور ہماں است کہ مقتضی بعثت رسول شدہ بود‘ یعنی رسول اللہ کے بعد نبوت تو منقطع ہوگئی لیکن نبوت کے اجزاء (حصے‘ بخرے‘ ٹکڑے) باقی رہے اسی جہت سے مفھمیت نبوت کے بعد باقی رہی اور منقطع نہ ہوئی جو نیابت کی راہ سے دین کی تجدید کے لئے اور ارشاد و سلوک ونھی عن المنکر کو اس طرح ہوئی‘ جو کہ حقیقت میں لوگوں کے قیام بقا واستحکام کا ان امور سے وہ مقصد ہے جو کہ بعثت رسالت کی مقتضی تھی‘ جو کہ مقصود رسالت تھا (اب وہ مقاصد اور تقاضائین رسول کے بعد مفھم لوگ پوری کرینگے) اور اب ان منصبوں پر شاہ ولی

اللہ صاحب فائز وصی بھی ہیں مفھم بھی مجدد بھی ہیں' محدث بھی ہیں جسی کے ابدالیت اور قطبیت کے لطائف ستہ کی تعلیم میں خانقاہی تعلیم تو ہے لیکن قرآن کی تعلیم کا وجود ہی نہیں' اور جو قرآن کا ترجمہ شاہ صاحب نے فتح الرحمان کے نام سے کیا ہے وہ متعلقہ مضمون میں پڑھ کر دیکھیں کہ وہ فتح الرحمان ہے یا شکست الرحمان ہے فیصلہ خود کریں تفھیم (۱۸۱) **رات والدتی بارك الله فی عمر ها فی المنام کان طائراعجیب الشکل جاء الی ابی قدس سره یحمل فی منقاره کاغذة علیها اسم الله بالذهب ثم جاء طائر آخر الیه یحمل فی منقاره کاغذة اخری فیهما بسم اله الرحمان الرحیم ولو کان النبوة بعد محمد صلی الله علیه وسلم ممکنا لجعلناك بیا ولکنها انقطعت به هذه الا لفاظ او بمعناها' والطائرا الاول کان منقاره احمر وسائر جسده اغبر مثل الحمام' والثانی سائرجسده اخضر کا لطوطی فقال ابی قدس سره اشری بولدك اشار الی ماکنا اعلمناك انه سیکون ولیا قالت والدتی وکان علمی فی ذالك المنام ان البشارة فی حق ابیك وقوله قدس سره یشعر بانها فیك وکان الامر مشبها علیها'**

اقول و حق التعبیر کما نقتضیه قوانین الحکمة ان یقال الکا غذة الا ولی اشارة الی کمال ابی قدس سره فانه کان فانیا فی الله مستغر قا فیه واما غبرة حاملها فلانه کان غیر مشغول بذکرالمعارف وکذ الك الحمام الفاخته حسن الصوت غیر فصیحها و اما الکا غذة الاخری فاشارة الی الکمال الذی اوتیته من تلقاء تشریح کمالات الانبیاء علیهم الصلوات

والسلام واما خضرة حاملها فلا فصاحی بالمعارف کما ان الطوطی تفصح وتقطع صوتها و کان هذا حین فطمت عن اللبن والحمدلله رب العالمین الرحمان الرحیم خلاصہ میری ماں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عجیب شکل کا پرندہ میرے والد قدس سرہ کے پاس آیا جو اپنی چونچ میں کاغذ لئے ہوئے تھا جسپر سونے کے ساتھ اللہ کا لفظ لکھا ہوا تھا' پھر ایک دوسرا پرندہ میریے باپ کے پاس آیا جو اپنی چونچ میں دوسرا کاغذ لئے ہوئے تھا اور اسمیں لکھا ہوا تھا بسم اللہ الرحمان الرحیم' اگر نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ممکن ہوتی تو تجھے ہم نبی بناتے لیکن وہ اس کے ساتھ منقطع ہو چکی ہے' اس دوسرے پرندے کے کاغذ پر یہ الفاظ یا اسطرح کی معنی والے الفاظ تھے اور پہلے پرندے کی چونچ سرخ تھی اور باقی سارا جسم مٹیالہ حمام کی طرح کا تھا' اور دوسرے کا سارا جسم ہرا طوطے کی طرح کا تھا پھر میرے والد قدس سرہ نے فرمایا کہ تجھے خوش خبری ہو تیرے فرزند کی میری طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ فرمایا' ہم نے تجھے پہلے سمجھایا تھا کہ یہ بچہ جلد ولی ہونے والے ہیں' تو میری والدہ نے فرمایا کہ میں اپنے خواب کی یہ بشارت تیرے والد کے بارے میں سمجھتی تھی جبکہ تیرے والد کا فرماں تھا کہ یہ بشارت تیرے بارے میں ہے اس طرح والدہ اشتباہ میں رہی ہوئی تھی' لیکن خواب کی تعبیر میرے نقطہ نظر کے مطابق یہ ہے کہ صحیح حق والی تعبیر جسے **حکمة** کے قوانین کی تقاظا بھی تائید کریں وہ یہ ہے کہ پہلے کاغذ سے اشارہ ہے میرے والد کے کمال کا جسکا شان یہ تھا کہ وہ فنافی اللہ تھے اور اللہ کے حضور میں مستغرق رہتے تھے لیکن اس پرندہ کے مٹیالہ پن سے مراد یہ ہے کہ والد صاحب اللہ کے معارف کے عرفان میں غیر مشغول ہوتے تھے (یعنی استغراق کسی دوسرے شان میں تھی؟) اور حمام فاختہ کے آواز کا حسن بھی غیر فصیح قسم کا تھا' رہا دوسرے کاغذ کا اشارہ تو وہ میرے کمال کی طرف تھا جو مجھے کمالات انبیاء علیہم الصلوات کی جہت سے دیا گیا تھا' اور اس پرندے کی سبز رنگی یہ میری معارف کے سلسلے میں فصاحت کی وجہ سے تھی جس طرح کہ طوطی فصاجت سے اپنی آواز نکالتی ہے' اور یہ بشارت میری مدت رضاعتہ کے

پورے ہو جانے کے بعد تھی (یعنی تین سال کی عمر کا ہوا تھا) والحمدللہ رب العالمین الرحمان الرحیم

تبصرہ جناب قارئین! آپنے ملاحظہ فرمایا کہ شاہ محدث دہلوی صاحب اپنے والد کی تعبیر پر راضی نہ ہوا جسمیں وہ اپنے بیٹے کیلئے ولی بننے کی خوشخبری سمجھے ہوئے تھے' تو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب نے قوانین حکمت سے جو تعبیر فرمائی وہ یہ کہ خواب والا پہلا پرندہ جس سے ولایت کا عہدہ ثابت ہوتا ہے وہ اسکے والد کے بارے میں ہے' باقی دوسرے پرندہ کی بشارۃ کا مصداق اور مستحق صاحب موصوف بنفس نفیس خود ہیں' آپ شاہ کی اختراع کردہ اصطلاح نبی بغیر وحی' اسی کتاب میں بھی پڑھ سکتے ہیں اور اہل فارس نے جو ختم نبوت کو توڑنے کیلئے محدث (جس سے فرشتہ کی معرفت بات کی گئی ہو) کی اصطلاح اپنے اماموں کیلئے ایجاد کر کے ان سے منتھی کی ہوئی ہے جسے شاہ نے اپنے لئے بھی فرمایا ہے کہ میں بھی محدث ہوں شاہ اپنی ماں کی خواب کی تعبیر میں ولایت پر راضی نہیں نظر آتا' اسے باپ کے کھاتے میں دیکر خود اور ہی اپنی طوطی کے ذریعے بے پر کے اڑتا ہے اور فصیح بولیس بولتا ہے' یہاں شاہ دہلوی کی طوطی کیا بولتی ہے یہ کوئی اسکے نئی تدلی نئی دعوی نہیں ہے آپ اسکی دعواؤں کی ضمن میں محدث' وصی' معصوم' مفھم' قطب' ابدال' مجدد کی منزلوں پر فائز ہونے کے فرمودات پڑھکر آرہے ہیں' مجھے یہاں قارئین کی خدمت میں ولی اور ولایت کی اصطلاح اور عہدہ کے بارے میں ایک خاص وضاحت بلکہ اسکا حقیقی مفہوم اور مصداق قرآن حکیم کی روشنی میں عرض کرنی ہے.........وہ اس لئے بھی کہ ابن عربی نے اپنی کتاب فصوص الحکم کی فص نمبر ۱۴ میں ولی کی مرتبت کو نبوت سے برتر ثابت کیا ہے میں ابن عربی کی اس وضاحت کو سو فیصد درست قبول کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ ابن عربی خوش نہ ہوں کہ انسانوں میں سے کوئی انکی مفہوم معنی کا مصداق والا ولی بن سکتا ہے یا شاہ ولی کا باپ ولی بن سکتا ہے یا شاہ عبدالرحیم کے خیال اور تعبیر کے مطابق اسکا تین سال کا نومولود بیٹا شاہ ولی اللہ ولی بن سکتا ہے' بلکہ قرآن کے حوالہ سے صرف اللہ ہی ولی ہے اور اللہ کے سوا کوئی نبی بھی ولی نہیں بن سکتا جس کیلئے فرمان

ربی ملاحظہ فرمائیں کہ **وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر** (۱۰۷-۲) یعنی تمہارے لئے اللہ کے سواء کوئی ولی اور مددگار نہیں ہے' دوسری جگھ فرمایا کہ **مالك من اللہ من ولی ولا نصیر** (۱۲۰-۲) یعنی قرآن ملنے کے بعد اگر تو ان یہود و نصاریٰ کی اتباع کریگا تو تیرے لئے اللہ کی جانب سے کوئی ولی اور مددگار نہیں مل سکے گا' جناب قارئین! دیکھتے جائیں اللہ اپنے سواء کسی بھی اور کی ولایت کو تسلیم نہیں فرمارہا ہے' اوپر دو آیات میں غیر اللہ کی ولایت کا انکار ہے اور آیت (۶۸-۳) میں مثبت طریق پر ولایت اللہ نے صرف اپنے لئے مخصوص رکھی ہے' جس کیلئے فرمایا **اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور واللہ ولی المؤمنین** (۶۸-۳) یعنی اللہ مؤمنوں کا ولی ہے جو اپنی ولایت سے انہیں ظلمات سے نور کی طرف نکال لاتا ہے اور اللہ ہی ولی ہے مومنین کیلئے. اس کے بعد پھر سے رب تعالے منفی استدلال کے طور پر اپنی پہلی دعویٰ کو چوتھی بار دہراتا ہے کہ **لیس لھم من دونہ ولی ولا شفیع لعلھم یتقون** (۵۱-۶) یعنی ان لوگوں کیلئے اللہ کے سوا کوئی بھی اور ہستی نہ ولی بنسکتی ہے نہ شفاعت کرنے والی' اللہ نے پورے قرآن میں بیسویں بار مختلف طریقوں سے مثبت اور منفی صنفوں میں خالص اپنی ولایت کے اثبات اور دوسروں کی ولایت کی نفی کی ہے انکار کیا ہے بلکہ اس حد تک بھی فرمایا ہے کہ **واللہ اعلم باعدائکم وکفی باللہ ولیا وکفی باللہ نصیرا** (۴۵-۴) یعنی اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے اور اللہ ولی ہونے میں بہی کافی ہے تو تمہارا مددگار ہونے میں بہی کافی ہے' جناب قارئین! یہ جملہ کفی باللہ ولیا یعنی تمہارے لئے ولی ہونے میں ولی بننے میں اللہ کافی ہے یہ جملہ غیر اللہ کی ولایت اور من دون اللہ کی ولایت کے انکار کیلئے نھایت کھلا دلیل ہے اور واضح ثبوت ہے قرآن کے اس انداز تعلیم اور نصیحت پر غور کرنے کی ضرورت ہے' اور سورت مائدہ کی اس آیت کہ انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین آمنوا (۵۵-۵) یعنی جز این نیست سواء اسکے اور کوئی حقیقت نہیں کہ تمہارے دوست' سرپرست' ساتھی اللہ' رسول' اور انقلابی

مؤمن ہی ہیں اب اگر کوئی اس آیت سے ابن عربی اور شاہ محدث دہلوی اور دیگر صوفیوں کے ولی ہونے کے بابت نظریہ کیلئے استدلال کرے کہ اللہ کے سوا دیگر لوگ بھی ولی بن سکتے ہیں تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ ولی اور ولایت کی ایک معنی ہیں لغت کے لحاظ سے دوست اور ساتھ دینے کی' اور دوسری معنی ہے جو تم لوگوں نے ولی لفظ کو لفظ نبی کی طرح ایک منصب اور عہدہ کی طرح سے مشہور کیا ہوا ہے مانا ہوا ہے اور اصطلاح کے طور پر مامور قرار دیکر ایک منصب کے نمونہ سے طئہ کیا ہوا ہے تو اللہ نے تمھاری مشہور کردہ معانی کیلئے فرمایا کہ ولی میرے سوا اللہ کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا' اس تمھاری اصطلاحی ولایت کیلئے ابن عربی کی خرافات اور شاہ عبدالرحیم کی بیوی شاہ ولی اللہ کی ماں کا خواب کہ ایک پرندہ آیا جسکی چونچ میں کاغذ تھا اور کاغذ پر سونھری حروف میں اللہ لکھا ہوا تھا اسکی تعبیر شوہر نے نکالی بیٹے کے ولی بننے کی اور بیٹے نے باپ کے ولی ہونے کی تو یہ تعبیر غلط ہے ولی اور ولایت کوئی منصب کے طور پر کسی کیلئے عہدہ نہیں ہے اسلیئے تو قرآن نے دوستی رکھنے اور ایک دوسرے کا ساتھ دینے کے معنی سے اگلی آیت میں فرمایا کہ **ومن یتول اللّٰه ورسوله والذین آمنوا فان حزب اللّٰه هم الغالبون** (۵۶-۵) یعنی جو بھی شخص اللہ' رسول اور مؤمنین کو دوست بنائے گا انکا ساتھ دیگا تو جان لو کہ پھر یہ اللہ کی جماعت غالب ہونے والی ہے اب اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ ایک دوسرے سے دوستی رکھنے تعاون کرنے مدد کرنے سے حزب اللہ بنتی ہے یہ فوج میں بھرتی کی معنی میں یتول اور ولایت کا صیغہ استعمال ہوا ہے' اس سے مصطلح ولی بننے کی معنی نہیں ثابت ہوسکتی اصطلاحی ولایت اور ولی کے مفہوم کو صرف اور صرف اللہ کی ساتھ مخصوص مانا جائے سو یہاں ومن یتول کی معنی میں جو عموم ہے اس سے ثابت ہوگیا کہ صوفیوں کی اصطلاحی ولایت غلط ہے اب اگر کوئی ولایت کے لفظ سے ولی کے لفظ سے اپنی اختراعی خرافات کہ ولی' کتاب ما انزل کا محتاج نہیں ہوتا' ولی براہ راست ہر بات اللہ سے پوچھ کر کرتا ہے' اور بتاتا ہے اور ولی وحی کی تعلیم قرآن کا محتاج نہیں ہے' تو ولیوں کے نام سے اسطرح کی خلاف قرآن خرافات بکنے والوں اور نبوت ورسالت کے ادارے

کے خلاف خانقاہ کے نام سے نبوت کا مقابلہ کرنے والوں کے لئے قرآن فرماتا ہے کہ **تاللّٰه لقد ارسلنا الی امم من قبلك فزین لهم الشیطان اعمالهم فهو ولیهم الیوم لهم عذاب الیم'** (۶۳-۱۶) یعنی اللہ شاھد ہے کہ ہمنے تو جملہ امتوں کی طرف تم سے پہلے اپنا منشور رسالت کے پیکیج' رسالت کے روٹ سے' سسٹم سے بھیجا تھا' لیکن اس کے بعد ان امتوں کو شیطان نے ہماری ارسال کردہ تعلیمات سے بہکا دیا' اور انکے واہیات اور خلاف وحی نظریات کہ

انت بحردی خبر نہ کائی رنگی رنگ بنایا'
اللہ آدمی بن آیا'

اور

من نمے گویم اناالحق یار مے گوید بگو.

یا

چاچڑ وانگ مدینہ دے'
کوٹ منھن بیت اللہ ویکھن
دے وچ پیر فریدن باطن دے وچ اللہ

اس طرح کی شرکیہ دعواؤں اور کرتوتوں کو شیطان نے انکے عقل اور سوچ میں مزین بنا کر سمجھا دیا تو پھر آج سے ایسے نظریات رکھنے والوں کا ولی خود شیطان ہی ہے انکے لئے اب عذاب عظیم ہی ہوگا.

شاہ محدث دھلوی کی قرآن سے دشمنی

میرے سامنے شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب التفہیمات جلد نمبر ۲ موجود ہے اسمیں شاہ صاحب کی انداز ا (۲۴۸) تفہیمیں ہیں تفہیم ۲۴۶ میں آٹھ وصیتیں اور میں کچھ خطبات ہیں، تفہیم نمبر ۲۴۷ میں جناب رسول اللہ صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خواب کی حالت میں محدث دھلوی کی ۱۳ عدد ملاقاتیں ہیں جنہیں شاہ حاصب نے مبشرات النبی الکریم کا عنوان دیا ہوا ہے میں اپنے اس مضمون میں اس کتاب سے منتشر حوالوں سے شاہ صاحب کے ارشادات نقل کر رہا ہوں قارئین انہیں ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ عنوان میں لگایا ہوا میرا الزام غلط ہے یا صحیح" **ان ارشادات کا فوٹو اسٹیٹ صفحہ نمبر 84 پر ملاحضہ فرمائیں**

شاہ علم پڑہانے کا تعلیم دینے کا طریقہ بتاتے ہیں کہ تجربہ سے ثابت ہے پہلے صرف ونحو کے مختصر رسالے پڑہائے جائیں جو کہ طالب علموں کے ذہن کے موافق ہر فن سے تین تین یا چار چار ہوں، اس کے بعد کوئی کتاب تاریخ یا حکمت کا جو عربی زبان میں ہو وہ پڑہائیں انمیں لغت کی کتابوں کے تتبع کے طریق پر مشکلات حل کرنے سکھائیں جب عربی زبان پر عبور حاصل ہو جائے اس کے بعد مؤطا کتاب یحیٰ بن یحیٰ مصمودی روایت کردہ پڑہائیں اور اسے کسی بھی حال میں پڑھنے سے درگذر نہ کریں کیونکہ اصل علم، علم حدیث ہے جسکا پڑھنا بڑا فیض والا ہے جس کا ہم مسلسل سماع کرتے ہیں، اس کے بعد قرآن عظیم کا درس دیں اس طریقہ سے کہ صرف قرآن پڑہائیں جو کہ بغیر تفسیر اور ترجمہ کے ہو اور جو مشکل پیش آئے وہ نحو میں یا شان نزول میں تو توقف کیا جائے اور بحث کیا جائے اس درسی کورس کے بعد تفسیر جلالین بمقدار (نصاب) پڑہایا جائے اس طریقہ تعلیم میں بڑے فیوضات ہیں، اسکے بعد ایک ہی وقت میں حدیث کی کتابیں پڑہائی جانی چاہئیں جو کہ صحیحین اور انکے سواء ہوں اور فقہ اور عقائد کی کتابیں اور علم سلوک کی کتابیں بھی ایک وقت میں پڑہائی جائیں، اور معقولات سے شرح ملا، اور قطبی ازانسواء اور بھی الا ماشاء اللہ پڑہائے جائیں، اور اگر سھولت مل سکے تو ایک روز مشکوٰۃ پڑہیں تو دوسرے روز شرح طیبی پہلے روز کے سبق کے موافق پڑہیں یہ بھی کچھ نفع

بخش ہوگا۔

جناب قارئین! آپنے ملاحظہ فرمایا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے امت مسلمہ کیلئے جو نصاب تعلیم تجویز فرمایا اسمیں اہل فارس کے قرآن دشمن حدیثوں کے علم کا کتنا تو اهتمام سے پڑہنے کی سفارش کی ہے، اور اسکیلئے یہ سفارشی اور تاکیدی نوٹ بھی لکھا کہ ہرگز آنرا معطل نگذارند کہ اصل علم حدیث است وخواندن آں فیضها دارد یعنی علم حدیث کو کبھی بھی نہ چھوڑیں کیونکہ اصل علم تو علم حدیث ہے جسکے پڑہنے سے بڑے بڑے فیض ملتے ہیں، جناب قارئین علم حدیث کے فیوضات کس سے مخفی ہیں؟ مسلم امت میں جتنے بھی فرقے ہیں وہ سارے کے سارے ان حدیثوں کے طفیل تو ہیں ہر فرقہ کے پاس جدا جدا حدیثیں ہیں حدیثوں کے طفیل تو سارے فرقے آپس میں دست بگریبان ہیں ہر فرقہ والے اپنے مقابل سارے فرقہ جات کو کہتے ہیں کہ تمہارے ہاں کی حدیثیں جھوٹی ہیں ہماری والی سچی ہیں، ان سارے فرقوں کی اس طرح کی ایک دوسرے کو فتوے دینے پر ہم سکو سچا ماننے پر مجبور ہیں اس مخصوص مخمصہ میں ہمیں کیا پڑی ہے کہ کسی کو جھوٹا کہیں؟

جناب قارئین! نہ صرف یہ کہ شاہ صاحب نے علم حدیث میں فیوضات کا ذکر فرمایا لیکن ساتھ جب قرآن پڑھنے کیلئے فرمایا تو اس کی بھی وصیت اسطرح فرمائی کہ صرف قرآن بخوانند بغیر تفسیر و ترجمہ یعنی قرآن کو اس طرح پڑہیں کہ وہ بغیر تفسیر کے ہو بغیر ترجمہ کے ہو، اور شاہ صاحب نے قرآن پڑھنے میں فیض ملنے کا کوئی ذکر نہیں فرمایا میرا خیال ہے کہ شاہ کی اس وصیت پر اپنی طرف سے کچھ بھی تبصرہ نہ کروں کیوں کہ وصیت کی عبارت قارئین کے سامنے ہے جسمیں کوئی ابہام تو ہے ہی نہیں جو اس سے شاہ دھلوی کو پہچاننے اور اسکے اندر کو سمجھنے میں کوئی دشواری ہو کہ وہ قرآن کیلئے کیا سوچ رکھتا ہے"

شاہ کے نزدیک عقائد کا ماءخذ؟

یہ عبارت تفہیم نمبر ۲۴۴ سے کتاب کے صفحہ نمبر ۲۸۵ سے نقل کی جاتی ہے **ومن اجلها ما القى فى روعى انه من دعاة السنة السنية وانه الخليق بان**

یدعوالناس الی ثلا ثة اشیاء الی العقیدة الصحیحه المستنبط من السنة والعمل القویم الما خوذمن صحاح الحدیث ثم تفسیر ھاوشرحھا من ھوء لاء الفقھاء الکرام ماھو اوفق بالسنتی واقرب الی ظاھر الحدیث ومعروفا عند اھل ھذا الشان، اس تفہیم کے شروع میں شاہ صاحب نے ایک خطبہ لکھا ہے جسمیں اپنی اور اپنے والد کی اور اپنے دوسرے شیخ محمد عاقل بن ابی الفضل بھلتی کی تعریفیں لکھی ہیں پھر فرماتے ہیں کہ میرے روگ میں یہ بات ڈالی گئی ہے کہ سنت کے داعی لوگوں کو چاہیئے کہ وہ لوگوں کو تین چیزوں کی طرف بلائیں ایک صحیح عقیدہ کی طرف جو کہ استنباط کیا گیا ہو سنت سے اور پختہ عمل سے جو کہ ماخوذ ہو صحیح حدیثوں سے، پھر انکا تفسیر اور شرح بھی ان فقہاء کرام نے کیا ہو جو موافق ہو سنت کے اور اسکا مفہوم بھی حدیث کے ظاہری مفہوم کو زیادہ قریب ہو جو اس شان والے (فقہاء) کے نزدیک مسلم ہو اب قارئین کرام غور فرمائیں کہ شاہ صاحب عقیدہ صحیحہ کیلئے بھی قرآن حکیم کا نام ہی نہیں لیتا، شاہ کی ایسی سوچ کو کیا کہا جائے اگر کوئی کہے کہ حدیث کا علم قرآن کا شرح اور تفسیر ہے اسلئے شاہ دہلوی نے حدیث کا نام لیا ہے اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ اس طرح کہنا کہ قرآن جو کلام اللہ ہے وہ مجمل ہے مبھم اور محتاج تفسیر ہے تو اس سے قرآن کی یہ دعوی کہ **کتاب احکمت آیاته ثم فصلت من لدن حکیم خبیر** (۱-۱۱) یعنی یہ قرآن ایسا ہے جو اسکی جملہ آیات محکم ہیں پھر انہیں مفصل بھی بنا کر اتارا گیا ہے یہ تفصیل بھی ایسی ہستی کی جانب سے ہے جو حکمت والا بھی ہے اور باخبر بھی ہے، یہ دعوی تو جھوٹی ہو جائے گی معنے کہ خود قرآن کا اپنے بارے میں ایسا اعلان اور دعوی غلط ہو جائیگا' دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر یہ مانا جائے کہ کلام اللہ کی تعبیر اور تفسیر انسانوں کی حدیثوں اور فقہ سے ہوتی ہے تو پھر اس سے لازم بنے گا کہ خود اللہ محتاج ہوا اپنے بندوں کا اور اپنی مخلوق کا، وہ اس طرح کہ اللہ میں مفصل اور کامل اور جامع نمونہ سے مسائل سمجھانے اور بیان کرنے کی صلاحیت ہی نہیں تھی. سلیقہ ہی نہیں ہے نعوذ باللہ منھا. تیسرا جواب یہ ہے کہ

قرآن نے جو اپنے بارے میں اعلان کیا ہے جو کہ دنیا والے جملہ اماموں کیلئے محدثین کیلئے اپنے مونھ خود کو شاہ ولی اللہ کے طرح مفسر قرآن سمجھنے والوں کیلئے ایک چیلنج ہے کہ **ولا یاتونك بمثل الا جئناك بالحق واحسن تفسیرا** (۳۳-۲۵) یعنی کوئی بھی مائی کا لال کوئی بھی پھنے خان خود کو سمجھنے والے ایسا کوئی بھی مثال نہیں لاسکتے جسکا حق اور نہایت احسن طریقہ سے تفسیر پہلے ہی ہمنے آپ کو نہیں دیا ہو' آج پندرھویں صدی تک قرآن کی یہ چیلنج بر سر میدان دشمنان قرآن شیخ الحدیثوں کو للکار رہی ہے کہ **فاتو بسورة من مثله** (۲۳-۲) یعنی قرآن کی طرح مفصل کتاب کی طرح ایک سورة تو بنا کر دکھاؤ

شاہ کی نسل پرستی

شاہ محدث دہلوی کی طرف سے نسل پرستانہ سوچ کو امت پر مسلط کرنے کی قرآن دشمن چال (تفہیم نمبر ۲۶) **ھل انت ملتمس لای شی خص رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم العشرة من المبشرة اصحابه بالبشارة فی حدیث واحد وای امر جامع فیھم لایوجد فی غیرھم فا قول قرشی نجیب بنجابة نسبه بیضة الاسلام قدیم الاسلام اقدم علیه حین ادبرواعنه لم یزل ینصر رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ویکثر سواد جیشه الی آخر المشاھد والی ان علت کلمة اللہ، وظھر امراللہ فمجموع الثلاثه امریختص بھم لایوجد فی غیرھم اما حمزة رضی اللہ عنه فمع نجابة وقدمه لم یبق حتی یشھد المشاھد الی آخر ھاو اما عباس صلی اللہ علیه وسلم. فلم یکن قدیم الا سلام واما عمار و بلال رضی اللہ عنھما فمع قدمھما وشھود ھما المشاھد لم یحم السلام منھما نجابة** جناب قارئین اس تفہیم میں شاہ ولی اللہ صاحب سوال کر رہے ہیں پوچھ رہے ہیں اپنے زعم میں ایک طرح کا اعلان کر رہے ہیں

کہ آؤ اور سنو کہ جن دس صحابہ کو جنت کی خوشخبری کسی ایک حدیث میں دی گئی ہے وہ ایسی کونسی خصوصیت کی بناء پر دیگئی ہے جو کسی دوسرے صحابہ میں نہیں تھی پھر چھ عدد صحابہ کا نام لئے بغیر فرماتا ہے کہ میں (شاہ ولی اللہ) کہتا ہوں کہ قریش تھے اور عمدگی نسل کی بنیاد پر چنے گئے تھے انمیں ہر ایک کا نسل اسلام کیلئے حجت اور سہارے کی طرح تھا اور مرکز کی حیثیت رکھتا تھا یہ لوگ قدیم الاسلام تھے انہوں نے اس وقت پہل کی جب لوگ پیچھے ہٹ رہے تھے اور ہمیشہ رسول اللہ کی مدد کرتے رہے اور اس کے لشکر کو بڑہاتے رہے لڑائیوں کے اخیر تک اتنے تک جو اللہ کا کلمہ بلند ہوا اور اللہ کا دین غالب ہوا' پھر تین باتین ان کے ساتھ خاص ہوتی ہیں جو اوروں میں نہیں ملتیں' لیکن حمزہ رضہ میں نجابت اور قدیم الاسلام کی خوبی تھیں اور لڑائیوں میں بھی اخیر تک رہے لیکن عباس صلی اللہ علیہ وسلم قدیم الاسلام نہیں تھے ہاں عمار اور بلال قدیم الاسلام بھے تھے اور لڑائیوں میں بھی اخیر تک شریک تھے'.... اسلام کو ان دونوں کی نجابتہ نسل سے کوئی حمایت نہ مل سگی' یعنی یہ نسلی طور پر اعلیٰ درجہ کے نہیں تھے' جناب قارئین! شاہ ولی اللہ کی کھوپری میں جو نسل پرستی کی خوبیاں ہیں وہ آپ اس کی تفھیم سے نجوبی محسوس کر سکے ہونگے ویسے یہ حدیث بھی تو فارس کے قرآن دشمن اور صحابہ دشمن لوگوں کی اختراع ہے کہ رسول اللہ کے جملہ اصحاب میں سے دس اصحاب کو جنت کی خوش خبری رسول نے سنائی جناب قارئین! اللہ نے قرآن حکیم میں جملہ اصحاب رسول تو کیا بلکہ ان کے متبعین کیلئے بھے اعلان فرمایا ہوا ہے کہ **والسابقون الاولون من المهاجرون والانصار والذين اتبعو هم باحسان رضى الله عنهم ورضو عنه واعد لهم جنات تجرى تحتها الانهار خالدين فيها ابداذ الك الفوز العظيم** (۱۰۰-۹) دیکھا کہ اللہ نے قرآن میں کس طرح بغیر کسی نسلی مت بھید کے ھجرت' نصرت اور اتباع کی میرٹ پر سارے صحابہ اور تابعین کو جنت کی بشارت دیکر فوز عظیم کا بھی سٹرفکیٹ دیدیا تا کہ فارس کے ساتھ محدث دہلوی تک کے نسل پرست جلتے رہیں' اور عباس کے نام پر صلے اللہ علیہ وسلم لکھنا بھی معنیٰ دار د اصحاب رسول پر قرآن دشمن حدیثوں کی آڑ میں

محدث دہلوی کی الزام بازی. جناب قارئین! شاہ ولی اللہ کی قرآن سے دشمنی کی یہ انوکھی وصیت پڑہیں جو اسکی کتاب التفہیمات کی جلد دوم کے تفھیم نمبر ۲۴۶ کی وصیت نمبر ۵ میں واقع ہے فرماتے ہیں کہ'

آنکہ در حق اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتقاد نیک باید داشت وزبان را بجز مناقب ایشان جاری نباید ساخت درایں مسئلہ دو صنف خطا کردہ اند' قومی گمان میکنند کہ ایشان باہم سینہ صاف بودند و ہرگز مشاجرات میان نگذشتہ' واین وھم صرف است' زیرا کہ نقل مستفیض شاہد است بر مشاجرات ایشاں وانکار این نقل مستفیض نمے توان کرد' وقومی چوں ایں چیز ھا بدیشان منسوب دیدند زبان بطعن ولعن کشادند ودر وادی ھلاک افتادند (خلاصہ) یہ جو مسئلہ ہے کہ اصحاب رسول کے شان میں نیک اعتقاد رکھا جائے اور زبان کو انکی تعریف کے سواء جاری نہ کیا جائے' اس مسئلہ میں دو طرح کی غلطی کی گئی ہے' ایک تو کچھ لوگ گمان کئے ہوئے ہیں کہ انکا آپس کیلئے سینہ صاف تھا اور ان کے درمیان مشاجرات ہرگز نہیں ہوئے تو ایسا گمان تو صرف ایک قسم کا وہم ہے' کیونکہ نقل مستفیض (علم حدیث کی رواتیں) انکے جھگڑوں پر شاہد ہیں سو انکے جھگڑوں کا اور انپر شاھد حدیثوں کا انکار نہیں کیا جا سکتا' وقومے چوں این چیز ھا بدیشان منسوب دیدند زبان بہ طعن ولعن کشادند ودر وادی ھلاک افتادند اور دوسرے قسم کے لوگوں نے جب ان حدیثوں والے مشاجرات کو انکی طرف منسوب دیکھا تو لعن اور طعنوں کی زبان کھولی جسکی وجہ سے وہ ھلاکت کی وادی میں جا گرے' پھر شاہ فرماتا ہے بریں فقیر ریختہ اند کہ اگر چہ اصحاب معصوم نبودند واز بعضے عوام ایشان یمکن کہ چیز ھا بوجود آمدہ باشد کہ اگر از دیگران بمثل آن بوجود آید مورد طعن ولعن وجرح گردد واما ماموریم بکف لسان از مساوی ایشان' وممنوع از جرح وطعن ایشان تعبد ابراء مصلحتے وآں مصلحت آنست کہ اگر فتح باب جرح در ایشاں شود روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منقطع گردد ودر انقطاع روایت برھم خوردن ملت است' وچوں روایت از ہر صحابی برداشتہ شود اکثر احادیث مستفیض باشند وتکلیف امت بحجتے قائم گردد وجرح بعض در آن نقل خللے نکند شاہ محدث دہلوی فرماتے

ہیں کہ مجھ فقیر پر یہ حقیقت انڈیلی گئی ہے کہ اصحاب رسول اگرچہ معصوم نہیں ہیں اور انمیں کے بعضوں سے ممکن ہے کہ کچھ چیزوں کا ارتکاب ہوا ہو وہ ایسی چیزیں ہیں جو اگر ان جیسے دوسروں سے صادر ہوں تو وہ مستحق لعن وطعن وجرح ہو جائیں لیکن ہمیں حکم دیا ہوا ہے زبان کو اصحاب کی برائیون کے بارے میں روکے رکھنے کا اور انپر جرح اور طعن کرنے کی ممانعت کی ہوئی ہے یہ منع تعبد کے قسم سے ہے کسی مصلحت کی خاطر ہے اور وہ مصلحت یہ ہے کہ اگر انکے بارے میں جرح اور طعن کا دروازہ کھولا گیا تو آنحضرت کی روایت منقطع ہو جائینگی اور علم الروایات کے کٹ جانے سے ملت کے ختم ہوجانے کا مسئلہ ہو جائیگا' اور اگر ہر صحابی کی حدیث کو لیا جائیگا تو کئی ساری مستفیض ہو جائینگی' اس طرح سے امت کو حجت قائم کرنے میں بھی تکلیف ہوگی اسلیئے ان کے اندر بعضوں پر جرح کرنے سے نقل میں خلل نہیں ہوگا' جناب قارئین تفہیم میں اس وصیت کو غور سے پڑہیں بار بار پڑہیں شاہ ولی اللہ محدث دھلوی بہت برا پھنسا ہے شاہ کی یہ وصیت علم حدیث کے جعلی اور بوگس ہونے پر بھی کھلی دلیل ہے آپنے دیکھا کہ شاہ ایک جگھ اصحاب رسول کو غیر معصوم کہکر انکو جرائم کا مرتکب بھی قرار دیا ہے اور وہ جرائم بھی ایسے کہ اگر وہ کسی غیر صحابی سے سرزد ہوں تو وہ لوگ مستحق لعن طعن وجرح قرار دیئے جائیں' لیکن صحابہ کے بارے میں شاہ کہتا ہے کہ ہمیں تعبدی حکم دیا گیا ہے کہ چپ رہو اور یہ چپ رہنا ایک مصلحت سمجھو اور شاہ صاحب اس مصلحت کی بھی وضاحت کرتا ہے کہ یہ اسلیئے کہ اگر ہم اصحاب رسول پر جرح کا دروازہ کھولینگے تو حضور کی روایتوں کا ذخیرہ کٹ جائیگا جس سے ملت اسلام ہی کلٹی ہو جائیگی پھر شاہ صاحب یہ بھی اپنی پریشانی دکھاتا ہے کہ ہر صحابی کی روایت بھی قبول نہیں کرنی کیونکہ اس طرح سے پھر تضادات کے وقت حجت قائم کرنے میں خلل پڑ جائے گا (جناب قارئین دیکھا کہ شاہ صاحب بن کہے تقیہ کرنا سکھا رہا ہے) کیونکہ آگے خود فرماتا ہے کہ وجرح بعض درآں نقل خللے نکند یعنی بعض روی اصحاب پر جرح کرنے سے خلل نہیں ہوگا' محدث صاحب خوب جانتے ہیں کہ علم الروایات تضادوں سے بھرا ہوا ہے اسلیئے ان سے جان چھڑانے کیلئے مجبورا یا خوشی سے شاہ نے کہ دیا کہ بعض راوی اصحاب پر

جرح کرنے سے خلل نہیں ہوگا' اب اس صورت میں لازما دو گرہ پیدا ہونگے ایک کہیگا کہ ہماری حدیثوں والے پہلے راوی اصحاب اچھے ہیں اور مخالف فقہ والوں کی حدیثوں کے راوی اصحاب بھروسہ کے لائق نہیں' اس طرح سے بحث جا کر پہلے روایوں کے کھاتہ میں بھی پڑیگی بلکہ پڑ بھی چکا ہے' کیونکہ یہ حدیث پرست فارسی اور دہلوی گروہ اصحاب رسول کو اپنے طعنوں کا نشانہ بنانا تو قبول کرتا ہے لیکن بعد کے نیشاپوری سجستانی بخارا اور سمرقندی روایوں پر آنچ آنے نہیں دیتا' شاہ ولی اللہ محدث دہلوی خود کو شیعہ تو کہلاتا نہیں تصوف کا پیشوا بنا ہوا ہے' جبکہ یہاں آپنے دیکھا کہ اس صوفی شاہ نے متضاد روایتوں میں پھنس جانے کی صورت میں فرمایا کہ وجرح بعض درآں نقل خللے نہ کند یعنی اسے سوتی مذہب جو نہ فارسی حدیثوں کی پیداوار ہے اسپر کوئی مشکل آ جائے تو پھر صحابہ کو بھی جرح سے بدور رہے معاف نہ کرو کوئی خلل نہیں ہوگا جناب قارئین اس محدث دہلوی' صوفیاء کی پیشوا لو لوئی اچھی طرح پڑھکر دیکھیے اس کی کتابیں حجۃ اللہ البالغہ جو کہ حجۃ الفارس بالغہ نمی پڑی ہے تفھیمات ہمعات' لمعات' خیر کثیر سب کی سب قرآن کی باغی اور علوم فارس کی ترجمان بنی ہوئی ہیں جناب قارئین! تصوف شیعت کے محل کا رسپشن روم ہے شیعت کا خلاصہ قرآن سے مقابلہ کرنا ہے جس کیلئے انہوں حدیث کے نام اپنا مسخ کردہ زردشتی اور مجوسی فلسفہ اسلامائیز کیا ہوا ہے اور شاہ ولی اللہ قرآن دشمنی میں ان سب کا پیشوا ہے اور تصوف کی ترجمانی کی معنی ہر ایرانی علم کی وکالت ہے اور قرآن سے دشمنی.

شاہ ولی اللہ کا رسول اللہ پر بھتان

شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب التفھیمات کے جلد دوم کی تفھیم نمبر ۲۰۲ کے اندر فرمایا ہے کہ ان اول تقسیم یلحق لعلوم سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجعلھا اقسام یعنی جو اقسام رسول اللہ کے علوم کے ہیں وہ متعدد ہیں شاہ نے وہ کل اقسام اس تفھیم کے اندر سات عدد گنوائے ہیں جو سارے کے سارے غیر قرآنی ہیں' پہلی قسم کیلئے شاہ نے لکھا ہے کہ **الاول سنة الشريعة** اب قارئین اس قسم پر غور فرمائیں اس نام اور اصطلاح پر غور فرمائین! جناب

قارئین! اگر شاہ رسول اللہ کیلئے یہ کہتا کہ اس کے وہ سارے علوم ہیں جو قرآن کی شکل وصورت میں اسے دئے گئے ہیں اور رسول کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے کہ یعلمھم الکتاب والحکمۃ اس طرح کہنے اور لکھنے میں کیا' شاہ ولی اللہ کو سانپ ڈستا تھا؟ کیا شاہ کا رسول اللہ کے نام اپنی من گھڑت تعلیمات کی اختراع اور نسبت کیا کچھ شاہدی دے رہی ہے؟ شاہ نے جو سات عدد اقسام علم نبوت گنوائے ہیں' انمیں سے پہلے قسم کیلئے تعارف کراتے ہیں کہ وتاویل ہذا القسم ان تعلم علم التجدید' دیکھا جناب قارئین شاہ نے اپنے زعم کے مطابق اپنے مافی الضمیر کے مطابق علوم نبوت کے سات قسموں میں پہلا ہی قسم انکار قرآن پر مبنی پیش کردیا کیونکہ شاہ کے ذہنی پیشوا امام ابوحنیفہ نے اپنی کتاب فقہ اکبر میں قرآن کو قدیم کتاب قرار دیا ہے اس مفروضے کو پھر امام احمد بن حنبل نے آگے بڑھایا ہے' جس سے انکا مقصد یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ دنیا یہ کائنات جدید ہے' حادث ہے؟ اور قرآن کتاب قدیم ہے' اسلئے جدید اور حادث معاملوں کے لئے قدیم علم رہنمائی نہیں کرسکتا' سو جدید چیزوں کے لئے بھی علم التجدید چاہیئے' یہ ہے جناب قارئین! شاہ ولی اللہ کی چوری یہ ہے شاہ ولی اللہ کی قرآن سے دشمنی یہ ہے شاہ ولی اللہ کی قرآن سے روگردانی اور نفرت' اسلئے شاہ نے اس قسم اول کا نام رکھا ہے **علم سنة الشريعة**' یہاں غور کیا جائے کہ شاہ نے یہ نام رکھنے اور تجویز کرنے میں بھی کس طرح تو قرآن سے منہ موڑنے اور جان چھڑانے کی کوشش کی ہے شاہ اس نام **سنة الشريعة** سے فارسی علوم کیلئے دروازہ کھولنا چاہتے ہیں اور اپنی دہلوی ملاوٹیں بھی شامل کرنا چاہتے ہیں جناب قارئین! شاہ نے بھولے سے بھی اس پوری تفہیم (۲۰۲) میں علوم رسول اللہ کا ماخذ' قرآن کو تسلیم نہیں کیا ہے جبکہ اللہ نے **ثم جعلناك على شريعة من الامر فاتبعها** (۱۸-۴۵) یعنی اے میرے رسول! ہمنے دین کی راہ میں تجھے صاحب شریعت بنادیا ہے اب تو اسکی تابعداری کرنا' اب اس آیت میں رسول اللہ کو جو شریعت عطا کرنے کی بات کی گئی ہے تو جان لینا چاہیئے کہ قرآن کی نظر میں قرآن کے نظریہ کے مطابق شریعت کیا ہے؟ شریعت کا ماخذ علم وحی ہے یا اھل فارس کی امام مافیا کی روایات ہیں' جو کہ شاہ ولی اور

اسکے پیروکاروں کے ہاں علوم سنۃ کا ماخذ ہیں' سو آیئے کہ یہ بات بھی قرآن سے پوچھیں کہ اس کے نظر میں شریعت کا ماخذ علم وحی ہے یا فارس والونکی روایات تو جواب میں قرآن نے فرمایا کہ **شرع لكم من الدين ماوصى ابه نوحاوالذى اوحينا اليك** (۱۳-۴۲) یعنی دین کیلئے شریعت بنائی تمہارے لئے وہ چیز جسکی وصیت کی تھی نوح کو اور شریعت بنایا تمہارے لئے اس کلام کو' اس کتاب کو' اس قرآن کو' جو ہم نے تیری طرف وحی کیا' شرع لکم کی معنی شریعت کیلئے ڈکلیئر کیا' الذی اوحینا الیک کو یعنی علم وحی کو' شاہ نے اس تفہیم میں جو سات عدد علوم نبوی گنوائے ان میں کا پہلا گذر چکا' دوسرا اسم امواعظ واسم والترغیب والترھیب ہے تیسرا' علم الدعوات ہے' چوتھا علم مناقب ہے' پانچواں' علم الفتن والمعاد ومافیھا ہے' چھٹا علم السیر ہے ساتواں علم آثار کمالہ صلی اللہ علیہ وسلم من الاخلاق ہے' شاہ نے انکی جو تشریحات فرمائی ہیں وہ جملہ علم الروایات پر مبنی ہیں ساتھ ساتھ خلاف قرآن بھی ہیں ہر کوئی خود جاکر پڑھے اب غور فرمایا جائے کہ جس رسول کو اللہ حکم فرمائے کہ **وذكر بالقرآن من يخاف وعيد** (۴۵-۵) یعنی اے رسول تو قرآن سے ہی نصیحت کر ہر اس شخص کو جسے کوئی خوف خدا ہو' اب بتایا جائے کہ جس رسول کو بلغ ما انزل الیک کا حکم ہو تو وہ رسول حکم ربی کو چھوڑ کر شاہ دہلوی کی دہلوی تعلیمات پر کیونکر چلیگا' تو کیا رسول اللہ کے علوم کو قرآن کے سوا اور قرآن سے خارج قرار دینا یہ قرآن سے دشمنی نہیں ہے؟ اور کیا یہ رسول اللہ پر قرآنی علوم کے ترک کردینے اور قرآن سے روگردانی کا الزام نہیں ہے؟

شاہ محدث دہلوی کا موجودہ مروج قرآن کو مصحف عثمانی قرار دینا

شاہ دہلوی اپنے فارسی پیشواؤں کے اتباع میں **نزل القرآن على سبعة احرف** یعنی قرآن سات قرائتوں میں نازل ہوا ہے' والی جھوٹی حدیث کو تفہیم نمبر ۲۰۷ جلد دوم میں تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مفسرین کے اختلافات سے اور قاریوں کے اختلافات سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ خلافت عثمان میں جمع قرآن سے پہلے سات قرائتوں میں قرآن پڑھنا جائز تھا' شاہ اس کے جواز کیلئے مثال دیکر لکھتا ہے کہ **والمختاران الاحرف**

سبعه تعبيرات عن معنى واحد بجمل متقاربة مثل قل يا ايها الكافرون، قل للذين كفروا، وقل للكا فرين جناب قارئین! شاہ محدث فرماتے ہیں کہ اگر معنی ومفہوم قریب ہوں تو ایسے جملے بطور قرائت قرآن پڑھے جاسکتے تھے جس طرح **قل یا ایهالکافرون** کے بدلے میں قل للذین کفروا، اور قل للکافرین اب میں یہاں معزز قارئین کی خدمت میں شاہ دہلوی کے ان مثالوں کی غلطی عرض کرتا ہوں یعنی **قل یا ایها الکافرون** کے بدلے میں شاہ والے لائے ہوئے جملے بدلے میں پڑھنا وہ مفہوم ادا نہیں کرتے جو کہ **قل یا ایها الکافرون** کے اندر ہے، کیونکہ قل یاایها الکافرون سے وہ متعین کافر مراد ہیں جو رسول اللہ سے ٹکراء میں تھے، مقابلہ میں تھے، متصادم تھے، اور **ائت بقرآن غير هذا، اوبدله** کے مطالبہ پر اصرار کر رہے تھے، مناظرے کر رہے تھے، تو قرآن حکیم کا رسول کے ذریعہ یہ کہلوانا کہ لااعبد ماتعبدون، ان مخصوص محارب مخاطب کافروں سے تھا، سواگر اس جگہ، پرشاہ دہلوی کے کہنے پر قل للذین کفرو یاقل للکافرین کے جملے پڑھے جائینگے تو جس صورتحال کی عکاسی قل یاایها الکافرون کے جملہ سے ہوتی ہے وہ کیفیت اور صورتحال، قارئین کے ذھن میں نہ آسکتی اور نہ صرف اتنا بلکہ قل للذین کفروا کا جملہ کہنے والے کی دنیاء کفر کے سامنے خفت ہوتی کہ اس سے بات کون کررہا ہے جو یہ اس طرح فرماتے جارہے ہیں، جبکہ جملہ قل یاایها الکافرون میں رسول اللہ کے ساتھ فریق مخالف کا تنازع، ٹکراء، اور مقابلہ ثابت ہوتا ہے اور اس جملہ میں مخصوص صورتحال اور معروضی واقعہ کی عکاسی ہوتے ہے جو کہ شاہ دہلوی کے گھڑے ہوئے جملوں سے ثابت نہیں ہوتی اب میں ایک خاص بات قارئین کی خدمت میں عرض کروں کہ شاہ ولی اللہ دہلوی صاحب عزیز اللہ بوھیو سے نہایت بہت بڑے عالم ہیں عزیز اللہ اس کے مقابلہ میں مکمل زیرو ہے لیکن چونکہ اس مثال کے اندر شاہ قرآن دشمنی کی راہ پر جارہا ہے اس لیئے اسکی علمیت اسکا ساتھ نہیں دے رہی اور مجبوراً شاہ اپنی قرآن دشمنی کو جاہلانہ دلائل سے منوانے کی ناکام کوشش کررہا ہے، اور شاہ کی دوسری قرآن دشمنی کی یہ عبارت کہ یہ **سبعة احرف** کی

گنجائش جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جمع قرآن سے پہلے تھی، شاہ کا یہ موقف کہ قرآن سیدنا عثمان کے زمان میں جمع ہوا ہے یہ نظریہ خود غلط ہے خلاف قرآن ہے، اس نظریہ سے رسول اللہ پر الزام آتا ہے کہ اسنے رسالت کی مشن کا اہم میسیج اور منشور والا کتاب لکڑیوں ٹھکڑیوں پھتروں پر منتشر حالت میں بھکرا چھوڑ گئے، جبکہ اس دشمنانہ قران مخالف نظریہ کی تردید اللہ نے قرآن کے آغاز میں کی **الم ذالك الكتاب لاريب فيه** (۱-۲) فرماکر محدث دہلوی اور اس کے فارسی امامون کی قرآن دشمنی پر پلستر چڑھا کر کردی ہے، وہ اس طرح کہ لکڑیوں اور پتھروں اور ہڈیوں پر لکھی ہوئی چیزون کو کتاب نہیں کہا جاسکتا. شاہ دہلوی اپنے اس موقف کہ سات قرائتوں میں قرآن کے نازل ہونے کی صورت میں قل ھو اللہ احد کے بدلے میں انا لا احد الصمد الذی لم الد کہا جاسکتا تھا، سو شاہ دہلوی کا یہ علمی ڈھکوسلہ بھی غلط ہے وہ اسلیئے کہ شاہ کی عبارت یا جملہ کی صورت میں تو صرف اللہ کی اپنی دعوی کا اعلان ہوتا ہے اور موجودہ عبارت یعنی قل ھو اللہ احد میں جو قل کے اندر مفہوم ہے وہ یہ کہ اس احدیت اور توحیدی مشن کو رسول کے فرائض میں، رسول کی تبلیغی ذمہ داریوں میں رسول کی رسالت کا اہم رکن بنانا ہے جو کہ صرف انا کہدینے سے وہ مفہوم متصور نہیں ہوسکیگا اور جو لم یلد ولم یولد میں طرفین کی معنی کہ صرف میں تو کسی کو نہیں جنتا، لیکن یہ بھی لازم سمجھو کہ میں کسی اور کا جنا ہوا بھی نہیں ہوں تو شاہ کے جملہ لم الد میں یہ طرفیں والی معنیٰ متصور نہیں ہوسکتی شاہ نے خواہ مخواہ لفاظی کی ہے جھوٹ بولا ہے کہ لم یلد ولم یولد کی جگھ لم الد کہدینا بھی سات قرائتوں میں سے ایک قرائت ہے، یہ غلط ہے، یہ جھوٹ ہے، شاہ اور اسکے عقیدتمندوں کی خدمت میں عرض ہے کہ قرآن میں الفاظ اور جملے تو بڑی بات ہیں کوئی ایک حرف بھی زائد نہیں اور کوئی ایک حرف بھی کم نہیں ہے، جو بھی عبارت قرآن میں اس وقت ہے وہ نزول کے وقت والی ہی ہے، اس میں کسی بھی زمانہ میں محدث دہلوی والے متبادل الفاظ اور جملے قرآن کے طور پر استعمال نہیں ہوئے نہ ہی شاہ کے ان جملوں کو وحی کے الفاظ کہا جاسکیگا کسے گا شاہ کے جملے یہ قرآن میں تحریف کی سازش کے باب سے شمار کئے جائینگے یہ دہلوی ٹخ اور سازش ہے قرآن ان سے

بلند وبالا ہے اس تفہیم میں شاہ کا یہ کہنا کہ جمع قرآن جناب عثمان کے زمانہ خلافت میں ہوا ہے اس کے بعد تو پھر موجود قرآن مصحف عثمانی قرار ہوا یہ شاہ کا دہلوی الزام ہے اللہ کے اس فرمان کہ **ان علینا جمعه وقرآنه** کے مفہوم میں متصوفانہ اور محدثانہ خیانت ہے یہ دہلوی دست اندازی ہے اب شاہ محدث دہلوی کی ان غتربودیوں اور چکر بازیوں کے پیش نظر اس حقیقت کو سمجھنا چاہئے کہ شاہ نے اپنے پوری علمیت کا زور لگا کر تصوف کی فضیلت اور برتری کو ثابت کرنے کیلئے قرآنی علوم نبوت کو باء پاس کرنے کی کوشش کی ہے جسمیں وہ بری طرح سے ناکام بھی ہوا ہے اور اپنی قرآن دشمنی کو چھپا نہیں سکا ہے میں قارئیں کی خدمت میں عرض کرتا چلوں کہ ان اھل تصوف کے وکیل عالموں کی چال یہ ہے کہ یہ لوگ نبوت قرآن اور شریعت کی جو مخالفت کرتے ہیں وہ تعریف کے ضمن اور آڑ میں کرتے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کو دھوکا ہو کہ یہ لوگ تو ختم بنوت کے بڑی حامی ہیں یہ لوگ قرآن کے بڑے معتقد ہیں یہ لوگ شریعت کے مخالف نہیں ہیں جس طرح کہ اھل مطالعہ سب لوگ جانتے ہیں کہ فقہ اور علم الروایات گھڑنے والے جملہ اماموں نے یہ بات بڑے زور وشور سے مشہور کی ہوئی ہے کہ جو بھی ان کی حدیث یا فقھی قول اگر قرآن کے خلاف ہوگا تو وہ یقین سے غلط ہوگا' تو انکے ایسے اقوال کے مقابلہ میں قرآن کے پیچھے چلا جائے' جناب قارئین اس کے باوجود انکے جملہ روایت بازی والی مخالف قران حدیثوں اور خلاف قرآن فقھی اقوال غلامی کے جواز اور لونڈیوں سے بغیر نکاح کے عیاشی کرنے نابالغ بچوں کے نکاح اور سودی نظام اور بیع مضاربت والی قرآنی اقتصادیات کا مخالف فقہ دین واسلام کے نام سے قائم کئے ہوئے مدارس میں پڑھائے جارہے ہیں قرآنی اقتصادیات اور سماجیات' اسلامیات کے نام سے ترتیب دیئے ہوئے نصاب تعلیم سے خارج ہے مذہب کے نام سے اسلام کے نام سے سارے مفتیاں اسلام امت مسلمہ کو دین کے مسئلہ جات اماموں کے فقھی اقوال کی روشنی میں بتاتے ہیں اور امت کے نکاح وطلاق کے مسائل اور معاشی اقتصادی لین دین ساری کی ساری خلاف قرآن فقھی مسلکوں پر چلائی جارہی ہیں میں اس سلسلہ میں شاہ ولی کے تضادات

بھرے اقوال کون کون سے عرض رکھوں شاہ نے اپنی کتاب تفہیمات میں ۲۴۷ نمبر تفہیم جو لکھی ہے اسمیں رسول اللہ سلام علیہ کے ساتھ خوابوں میں تیرہ عدد ملاقاتوں کا مبشرات کے نام سے ذکر فرمایا ہے خواب اور مبشرہ نمبر ۹ نو میں فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے اھل شیعہ کے بارے میں پوچھا عبارت مبشرہ کی ملاحظہ ہو **سئلته صلی الله علیه وسلم سوالاروحانیاعن الشیعة فاوحی (وفی نسخته فاومی) الیٰ ان مذهبهم باطل وبطلان مذهبهم یعرف من لفظ امام ولما افقت عرفت ان امام عندهم هوالمعصوم المفترض طاعته الموحی الیه وحیا باطنا' وهذا هو معنی النبی فمذ هبهم یستلزم انکار ختم النبوة قبحهم الله تعالی** یعنی سوال کے جواب میں رسول اللہ نے فرمایا کہ انکا مذھب باطل ہے اور یہ بطلان انکی اصطلاح اور لفظ امام سے سمجھا جائے پھر میں جب جاگ پڑا تو میں سمجھا کہ انکے ہاں امام تو معصوم ہوتا ہے جسکی اطاعت فرض ہوتی ہے اور وہ وحی باطنی کے نمونے وحی کیا ہوا ہوتا ہے' اور نبوۃ کی بھی تو یہی معنے ہیں پھر انکا مذھب تو ختم نبوت کا انکاری ہوا اللہ انکو گندہ کرے' (ترجمہ ختم) اب جناب میں خلاف قرآن نصاب کی بات پر آتا ہوں پہلے دہلوی شاہ کی اپنے بارے میں دعواؤں کو ایک نظر دیکھیں پھر اندازہ لگائیں کہ شاہ کا اپنا نبوت اور ختم نبوت کے بارے میں عقیدہ کیا ہے اور شریعت اور قرآن کے بارے میں شاہ صاحب خود کتنے مکلف ہیں اور آپ یقین سے کہینگے کہ شاہ کا شیعوں کیلئے ختم نبوت کا منکر کہنا ایسے ہے جیسے کالی بھینس کہے ایسی سفید گائے کو جسکا صرف دم کالا ہے اور اسے کہے کہ چل چل کالے دم والی یعنی وہ اپنے سارے جسم کے کالے ہونے کی پرواہی نہیں کررہی اسے صرف سفید گائے کے کالے دم سے چڑ ہے' سو اسی جلد دوم کی تفہیم نمبر ۵ میں شاہ دہلوی فرماتے ہیں کہ پس وارث آنحضرت **هم بسه قسم منقسم اند فوراثه الذین اخذوالحکمة والعصمة والقطبیة الباطنیة هم اهل بیته وخاصته و وراثه الذین اخذوالحفظ**

والتلقین والقطبیته الظاهرة الارشادیة هم اصحابه الکبار کا **لخلفاء الاربعة وسائر العشرة** (الی آخرہ) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث تین قسم کے ہیں پھر وہ وارث جنھوں نے حکمت، عصمت اور قطبیت باطنی لی وہ اہل بیت رسول اور اسکے خواص تھے، اور جنھوں نے چوکیداری اور نصیحت اور قطبیت ظاہری جو کہ ارشادات پر مشتمل ہو وہ بڑے اصحاب اور خلفاء اربعہ اور جملہ عشرۃ المبشرہ صحابہ کے حصہ میں آئی، اور تیسرا حصہ عان ایات جزوی تقوی اور علم کا ان کو ورثہ میں ملا جو اصحاب بعد والے احسان کے طریقہ پر لاحق ہوئے جیسے انس وابوھریرہ اور متاخرین میں سے دیگر لوگ، اب قارئین، غور فرمائین کہ شاہ دہلوی نے اس تفہیم میں رسالت کو تین قسم کے وارثون میں بانٹا ہے تو رسول کی عصمت جو کہ ایک خاصہ ہے نبوت کا اور رسالت کا اسے بھی شاہ نے خود قابل تقسیم بنا دیا، اسے بھی شاہ نے ورثہ کے طور پر جائداد منقولہ کے نمونہ سے اہل بیت کو حصہ میں دیدیا اس کے بعد بھی، اس کے باوجود شاہ اپنے خواب میں رسول اللہ سے ملاقات میں شیعوں کے بارے میں سوال کر کے جو پوچھتے ہیں تو اس کی تعبیر میں خود فرماتے ہیں کہ شیعہ لوگ اسلئے باطل پر ہیں جو وہ اماموں کیلئے معصوم ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں، تو شاہ کے اس خواب اور تعبیہ کے مقابلہ میں اس تفہیم پنجم کے اندر جو خود شاہ نے رسالت کی وصف خصوصی یعنی عصمت کو اہل بیت کے حصہ میں بطور ورثہ کے حوالے کیا ہے تو کوئی بتائے کہ شاہ کے خواب اور اسکی تعبیر کو سچا مانیں یا اس تفہیم پنجم کی تقسیم ورثہ کو سچا مانیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ساری دہلوی اور محد ثانہ خرافات ہیں جن سے شاہ کی اپنی دماغی دیوالیہ پن کا ثبوت ملتا ہے یہ بات اگر قارئین کو اوکھی محسوس ہو تو وہ مہربانی کر کے شاہ کی تفہیم نمبر ۷۵ جلد دوم پڑھکر دیکھیں اسمیں شاہ فرماتے ہیں کہ انی لم ازل اعبر تجلیا بعد تجلی وسرا بعد سر و میدانا بعد میدان حتی وصلت الے اسم الرحمان اصل التجلیات وملاک امرھا فبلغت بہ مابلغت الیہ فلما انحدر فی معدنی رءیت کل مقام وکل علم وکل کمال حصل لاول الافراد الانسانیہ لست اقول ھذا الآدم بل الآ وآدم الی آخر جل یوجد عند انقضاء الزمان واندکاک الافلاک یعنی میں ہمیشہ سے ان تجلیوں کی تعبیریں جانتا

ہوں ان رازوں کو جانتا ہوں یہ سارے میدان میں نے عبور کئے ہوئے ہیں اتنے تک جو میں ان تجلیوں کی اصل اسم اعظم الرحمان تک پہنچ گیا ہوں جو سب کو محیط ہے میں نے ان کے حاصل کرنے میں جو منزل عبور کی اسکے بعد یہ سب میری معدن علم میں آ گئیں تو میں ہر مقام کو دیکھ چکا اور سارا علم حاصل کر لیا اور وہ سارا کمال بھی جو پہلے انسانوں سے لیکر سبکو حاصل ہوا، اور یہ بھی کہ یہ حصول کمال جملہ انسانوں کا اب تک کے انسانوں کا میرے خزانہ میں آیا بلکہ زمانہ کے ختم ہونے کے آخری انسان تک کے کمال میرے خزانہ میں آیا جبتک آسمان اور جملہ افلاک کے ٹوٹ جانے تک کے اور یہ حصول اس دنیا میں یا قبر میں یا میدان حساب میں یا جنت میں مطلب کہ **احطت بها کلها بحیث لاینازع امر امرا**، آگے چلکر شاہ نے اسی تفہیم میں بڑی بڑی دعواؤں کے بعد یہ بھی فرمایا ہے کہ **فانا اعرف ای التجلی یظهر فی القبر وای تجلی یظهر فی الحساب وای التجلی یظهر فی الجنة فتلك التجلیات حاضرة لدی بل فی صدری قد احطت بها احاطتة الکلی للجزئی وقد احطت بکمال الافلاك والمعادن والاشجار والبهائم والملائکة والجن واللوح والقلم واسرافیل وکل مادخل تحت الوجود احاطة تامة شاملة**، یعنی میں جانتا ہوں کہ کونسی تجلی قبر میں ظاہر ہوگی اور کونسی تجلی حساب کے وقت میں ظاہر ہوگی اور کونسی جنت میں سو یہ جملہ تجلیں میرے پاس حاضر ہیں بلکہ میرے سینے میں ہیں میں نے ان سب کا احاطہ کیا ہوا ہے جسطرح کہ کلی محیط ہوتی ہے اپنی ساری جزئیات کو، اور میں نے احاطہ کیا ہوا ہے افلاک کی کمالات کا اور معادن کا اشجار کا بھائم کا ملائکہ، جن لوح وقلم کا اسرافیل کا بلکہ جو بھی شی وجود میں آئی ہے ان سب موجودات کا ایسا احاطہ جو کامل مکمل اور شامل ہے جناب قارئین شاہ دہلوی کی اتنی محیط معلومات ہیں لیکن قرآن خود رسول اللہ کو فرماتا ہے کہ اے محمد **ذالك من انباء الغیب نوحیه الیك وماکنت لدیهم اذیلقون اقلامهم ایهم یکفل مریم وماکنت**

لدیھم اذیختصمون (۴۴-۳) یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں جو تیری طرف ہم وحی کر رہے ہیں تو تو انسے بے خبر تھا' اور سورۃ ھود میں فرمایا کہ **تلک من انباء الغیب نوحیھا الیك ماکنت تعلمھا انت ولا قومك من قبل ھذا** (۴۹-۱۱) یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تیری طرف وحی کر رہے ہیں تو ان خبروں کو نہیں جانتا تھا نہ تیری قوم پہلے وحی کو جانتی تھی' مطلب کہ رسول کی ہستی کیلئے بھی قرآن بتاتا ہے کہ جبتک اللہ اطلاع نہ کرے تو وہ نہیں جان سکتا لیکن یہ شاہ صاحب کی دعوائیں تو وحی کے سورس کو بھی لتاڑ گئیں' پاکستان نیا نیا معرض وجود میں آیا تھا صوبہ پنجاب کا گورنران دنوں نواب مشاق احمد صاحب گرمانی تھا' وہ ان دنوں لاھور کے پاگل خانہ (دماغی اسپتال) کا معائنہ کرنے تشریف لے گئے' احاطہ کے اندر ایک پاگل سامنے کھڑا اس وفد کو آتے دیکھ رہا تھا اسے پہلے کا معمول معلوم تھا کہ کئی دماغی مریض جب شروع میں داخل ہونے آتے ہیں تو اسکے عزیز قریب اسے یہاں پہنچانے ساتھ آتے تھے تو اسنے اندازہ لگایا کہ یہ جو سب سے آگے آگے ہے (گورنر صاحب) یہ کوئی مریض ہے باقی سب پیچھے والے جو ہیں اسکے دوست وعزیز ہیں جو اسے یہاں داخل کرانے آرہے ہیں تو اس پاگل نے آگے بڑھکر (اپنے زعم میں اپنے پاگل بھائی) گورنر صاحب سے بوچھا کہ آپ اپنا تعارف کرائین تو صاحب موصوف نے کہا کہ میں پنجاپ کا گورنر ہوں' تو سوال کرنے والے پاگل نے کہا کہ بیٹے بات سنو یہاں جو شخص نیا نیا داخل ہونے آتا ہے وہ شروع شروع میں خود کو بادشاہ وزیر گورنر خبر نہیں کیا کیا کہتا ہے سو کوئی بات نہیں آپ بھی جب ہمارے ساتھ رہ کر پتری گھونٹوں سے پی جانے والی چاولوں کی کھچڑی پیئیں گے تو یہ گورنری آپ سے بھول جائے گی اسکی طرح شاہ ولی اللہ کا اپنے بارے میں اتنا زعم کہ نبی اور رسول بھی اس سے پیچھے رہ جائیں یہ سارا کچھ حقیقت سے دور نھایت دور مینٹل کیس دماغی مریض کا ساخبط معلوم ہوتا ہے' میرے اس رمارک کو کوئی بھی شخص اس صورت میں زیادہ قبول کرسکتا ہے جب وہ بنفس بنفس شاہ دہلوی کی تفھیمات کو خود پڑھے' پھر وہ بتائے کہ شاہ نے قرآن حکیم کی تعلیمات کو اپنی اصلاح کیلئے

اجتماع انسانیت کی اصلاح کیلئے کائنات کی قیادت کیلئے کہاں کہاں اور کس طرح کوڈ کیا ہے اور اسکے مقابلہ میں اپنی متصوفانہ تعلیمات کو کتنا تو بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے جو ایسے معلوم ہوتا ہے جو جسطرح ھدایت کیلئے صرف شاہ کی غیر قرآنی خرافات ہی ہماری تعلیمی واصلاحی نصاب کا سلیبس ہیں اور قرآن سے تعلیم وتعلم کے استفادہ کی بات شاہ نے بھولے سے بھی نہیں بتائی بلکہ اللہ نے جو شریعت کا منشور قرآن کو قرار دیکر خود رسول اللہ کو حکم دیا ہے کہ **ثم جعلنا ك علی شریعة من الامر فاتبعھا** (۱۸-۴۵) یعنی اے محمد! ہمنے دین کے معاملہ میں تجھے جو شریعت عطا کی ہے' تو اسکے تابعداری کر' کیونکہ اسی شریعت کا منشور یہ اللہ کا وحی والا نازل کردہ علم ھدایت ہے **شرع لکم من الدین ما وصیٰ به نوحا والذی اوحینا الیك** (۱۳-۴۲) تو اب قارئین ملاحظہ فرمائین کہ شاہ محدث نے اپنی کتاب تفھیمات ج ۲ میں تفھیم نمبر ۵۳ جو کہ دس صفحوں پر مشتمل لکھی ہے اسمیں صفحہ نمبر ۷۷ پر فرماتے ہیں کہ ولما اقمنا ھذا المقام انکشف لنا علم السماء وعلم التکوین وعلم القرب باللہ وعلم الشرع وعلم المعاد وعلم عجائب الانسان واوتینا کاسادھاقا من لذۃ ما کنا علیھا ازلاً شاہ صاحب تفھیم میں شروع کے حصوں میں اللہ کے ساتھ قرب اور حلول کے مشاھدوں کی دعوائیں کرچکا ہے اور ایک جھوٹی حدیث کہ کمل من الرجال کثیر کے حوالہ سے اپنی کمالیت کی تلمیحات بھی دی ہیں اور اپنے شرح صدر اور علم حکمت سے اپنی ابدال والی منزلت کی بھی دعوی کرتا آتا ہے' اب یہاں فرماتا ہے کہ جب ہم اس مقام پر قائم ہوئے تو ہمارے لئے منکشف ہوا علم الاسماء اور علم تکوین اور انسانی عجائبات کا علم جس کے جام بھر بھر کے ہمیں عطا کئے گئے ایسے وہ لذیذ تھے جسپر ہم ازل سے فائز تھے اور وجعلنا قانونا لشیء ینافی التشرع یعنی ہمنے ایسی چیز کو قانون بنا دیا جو جس سے شریعت کی نفی ہوتی ہو' اور ہم **نجول فی میدان مایؤدی الیه طباعنا لا اناتجشمنا اتباع التشرع** یعنی ہم پھرتے تھے ایسے میدان میں جدھر بھی ہماری طبیعت چاہے' ہمنے اپنے اوپر شریعت کی تابعداری کی مشقت کو اٹھانا اور جھلینا گوارا نہیں کیا کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی

رضی اللہ عنہ اللھم ادر الحق معہ حیث دار ولم یقل ادرہ مع الحق حیث دار یعنی جسطرح کہ فرمایا رسول اللہ نے علی کے بارے میں کہ اے اللہ پھیرتا رہ حق کو علی کے ساتھ جس طرح بھی وہ پھرے اور اسطرح رسول نے نہیں کہا کہ علی کو پھیرتا رہ جدہر جدہر بھی حق ہو یعنی حق علی کا تابع رہے نہ علی حق کا **ولما انتھت بنا ھذہ الدورۃ امرنا بلسانھا ان ندعوا الخلق الی اللہ سبحانہ وننصح لھم** یعنی جب ہم اس مقام پر فائز ہوئے تو ہم کو اس مرتبت کی زبان میں دعوت الی الخالق دینے اور نصیحت کرنے کیلئے حکم دیا گیا' جناب قارئین شاہ کی اس عبارت میں غور فرمائیں جو شاہ دہلوی یہاں اتباع شریعت کا بھی منکر بنا ہے اور دعوت الی اللہ کیلئے قرآن کو بھی ذریعہ ماننے کا منکر بنا ہے اور ترمذی کی جھوٹی حدیث کو سہارا بنایا ہے کہ جسطرح حق علی کا تابع تھا اسطرح ہم بھی شریعت کے اتباع کی مشقت سے بلند بالا ہوگئے ہیں' اب جو بھی ہم کہیں گے وہ شریعت ہوگی جس طرح جو بھی کچھ علی کہیگا وہی حق کو ہونا ہے' جناب قارئین! اسی تفہیم ۵۳ ج ۲ کے آخری صفحہ ۸۲ پر ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ دیں کہ عزیز اللہ بھنگ چھان رہا ہے یا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی؟ فرماتا ہے کہ **ولما ابتدات بنا ھذہ الدورۃ رءیت وانا جالس بعد العصر کا نہ یسلب عنی لباس حتی صرت مجردا عریا ناثم حضر تجلی من تجلیات رسول اللہ صلی اللہ وسلم فقام علی یساری والبست لباس الحقانیہ فساحت النسمتہ وقالت حق' حق' حق فاطمئننت** 'یعنی ہمیں جب اس اوپر کے دورہ میں آنے اور فائز ہونے کی شروعات تھی تو ایک دن عصر کے بعد میں بیٹھا ہوا تھا دیکھا کہ جیسے مجھ سے میرا لباس چھینا گیا ہے اتنی حد تک جو ہو گیا ہوں میں ننگا بندن' پھر دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلی حاضر ہوئی ہے اور میری دائیں جانب کھڑے ہیں اور مجھے حقانیت کا لباس پہنایا گیا ہے پھر میرے (کلوننگ جین) نسمہ نے نعرہ لگایا حق حق حق اس کے بعد مجھے اطمینان ہوا جناب قارئین میں نے اس تفہیم ۵۳ کے ضمن میں شاہ کی لائی ہوئی دو عدد حدیثوں

کو غلط اور جھوٹ قرار دیا ہے' ایک یہ کہ مردوں میں سے بہت لوگ کامل ہوئے' تو جناب عالی اس حدیث کو شاہ نے اپنی اس ایک تفہیم میں دوبار لایا ہے ایک دفعہ لکھتا ہے عورتوں میں سے کامل ہونے والی عورتیں آسیہ زوجہ فرعون کی اور دوسری مریم بنت عمران اور تیسری عائشہ پھر یہی حدیث دوسری جگہ لایا ہے اسمیں کامل عورتوں کی لسٹ میں آسیہ' مریم' خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ کے نام ہیں اس حدیث کے حاشیہ پر کتاب کے محشی استاد قاسمی صاحب خود لکھتے ہیں کہ یہ اضافی ناموں والی حدیث کا کہیں بھی وجود نہیں ہے (اسلئے کہ شاید یہ حدیث ائمہ فارس کے بجاء دہلوی امام نے بنائی ہو) اور قرآن میں **الیوم اکملت لکم دینکم** (۳-۵) سے اللہ نے دین کی تکمیل کی توبات کی ہے لیکن انسانی اوصاف کے سلسلہ میں جو صفیں قرآن نے بیان کی ہیں وہ مثال کے طور پر اسطرح ہیں' اواہ' منیب' صدیق' وجیہ' سید' حصور' حلیم' حنیف' اور بھی اوصاف کئی ہونگے لیکن کمالیت والی وصف غیر قرآنی ہے' اور عورتوں میں اختلاف روایات سے علیحدہ علیحدہ نام یہ شاہ دہلوی کا کمال ہے جس سے وہ شیعوں اور سنیوں سب میں مقبول بننے کی ناکام کوشش فرمار ہے ہیں اور دوسری حدیث جسے میں نے جھوٹ قرار دیا کہ اللہ حق کو ادھر ادھر پھیرتا رہ جدھر جدھر علی پھرتا رہے یہ حدیث بھی خلاف قرآن ہونے کی وجہ سے جھوٹی ہے کیونکہ قرآن فرماتا ہے کہ **والو اتبع الحق اھوائھم لفسدت السماوات والارض ومن فیھن** (۷۱-۲۳) یعنی اگر حق لوگوں کی خواھشات کا تابع ہو جائے تو سارے آسمانوں اور زمین اور انکی اندر کی سب چیزیں بگڑ جائینگی' سوجان لینا چاہیئے کہ حق کسی کے پیچھے نہیں چلتا ہر ایک کو حق کے پیچھے چلنا ہوگا' اور اوپر کی حدیث ائمہ فارس نے قرآن کے خلاف بنائی اور دہلوی امام بھی انکی اتباع میں بہک رہا ہے ان لوگوں کو جان لینا چاہیئے کہ حق اللہ کا نام ہے یہ قرآن دشمن لوگ ایسی جھوٹی حدیثیں بناتے وقت قرآن کا بھی خوف اور شرم نہیں کرتے کہ وہ انکی کذب بیانی کا بھانڈا پھوڑنے کیلئے ہر وقت چوکس ہے اور اسکا فرمان ہے کہ **ذالک بان اللہ ھو الحق وان مایدعون من دونہ الباطل** (۶۲-۲۲) یعنی اللہ ہی تو حق ہے

اور جو لوگ اللہ کے سوا غیروں کو پکار رہے ہیں وہ سب کچھ باطل ہے' تو غور فرمایا جائے کہ یہ حدیث ساز یہ روایت باز فارسی اور دہلوی امام مافیا اللہ کو بھی لوگوں کا دم چھلا بنانے سے نہیں شرماتے (نعوذ باللہ) اور فکر قرآن کے خلاف اپنے من گھڑت بنڈلوں کو رسول کے نام سے منسوب کرتے ہوئے بھی نہیں شرماتے.

تفہیمات الهیة (۲۹۵) ج: ۲

این فقیر را معلوم شده است که ائمه اثنا عشر رضی الله عنهم اقطاب نسبتی بودند از نسبتها و رواج تصوف مقارن انقراض ایشان پیدا شد، اما عقیده شرع را بجز از حدیث پیغمبر ﷺ نتوان گرفت.

قطبیة ایشان امری است باطنی؛ بتکلیف شرعی کار ندارد و نص و اشارهٔ هر یکی بر متأخر باعتبار همان قطبیة است؛ و رموز امامت که می گفتند راجع بهمان است که بعض خلّص یاران خود را بران مطلع می‌ساختند، پس از زمانی قومی تعمق کردند و قول ایشان را بر محلی دیگر فرود آوردند. والله المستعان.

(۶) وصیت دیگر: طریق تعلیم علم چنانکه بتجربه محقق شده آنست که نخست رسائل مختصر صرف و نحو درس گویند سه سه نسخه از هر یکی یا چهار چهار بقدر ذهن طالب بعد ازان کتابی از تاریخ یا حکمت عملی که بزبان عربی باشد آموزند و دران میان بر طریق تتبع کتب لغت و برآوردن مشکلی از جای آن مطلع سازند. چون قدرت بر زبان عربی یافت مؤطا بروایت یحیی بن یحیی مصمودی بخوانانند و هرگز آنرا معطل نگذارند که اصل علم حدیث است و خواندن آن فیضها دارد. و مارا استماع جمیع آن مسلسل است، بعد ازان قرآن عظیم درس گویند بآن صفت که صرف قرآن بخوانند بغیر تفسیر و ترجمه گوید و هر آنچه مشکل باشد در نحو یا در شان نزول متوقف شود و بحث نماید بعد فراغ از درس تفسیر جلالین را بقدر درس بخواند درین طریق فیضها است، بعد ازان در یک وقت کتب حدیث می خوانده باشد از صحیحین وغیر آنها و کتب فقه و عقاید و سلوک، و در یک وقت کتب دانشمندی مثل شرح ملا و قطبی

شاہ ولی اللہ کی کتاب فیوض الحرمین میں اسکی قرآن دشمنی

شاہ ولی اللہ کی پیدائش اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں ہوئی' شاہ نومولود کی عمر کے چوتھے سال اورنگ زیب کا انتقال ہوا ہے اسکے بعد دہلی کے تخت نشینوں کا سیاسی استحکام قائم نہ رہ سکا سرور صاحب کے لکھنے کے مطابق گیارہ سالوں کے عرصہ میں پانچ بادشاہ تخت سے معزول ہوئے شاہ صاحب اسی اثنا میں تعلیم مکمل کر کے اپنے والد شاہ عبدالرحیم کے مدرسہ میں استاد بنکر پڑہانے شروع ہو گئے تھے چھٹے بادشاہ محمد شاہ رنگیلے کے دور میں آپ حج پر چلے گئے ہیں یہ آپکی عمر کا انیسواں سال گنا گیا ہے' اور یہ سارا عرصہ دہلی کی سیاست نہایت ڈانواں ڈول رہی ہے اور بالخصوص ہندستان پر مسلم ملت کی حاکمانہ پوزیشن زوال پذیر رہی ہے مسلم امت کا ہندستانی حصہ ہندستان کی ہندو مذہب والوں کے مقابلہ میں عددی لحاظ سے اقلیت میں تھا' تاریخی تجربہ کے لحاظ سے اقلیت والے لوگ آپسمیں اتحاد اور دیگر مذہبوں اور نسل کے لوگوں سے مفاہمت اور رواداری سے رہکر ہی اپنا استحکام اور وجود بچا سکتے ہیں' جو یہ سلیقہ مسلم حکمرانوں میں سے شہنشاہ اکبر میں اتم درجہ پر تھا' لیکن افسوس کہ دور اکبری کی مذہبی شخصیت شیخ احمد سرہندی ملقب بہ مجدد الف ثانی ایک ایسا تو ناکارہ مذہبی اپوزیشن لیڈر بنتا ہے جسے اکبر بادشاہ کے سیکیولرازم میں ایسا تو کفر اور الحاد نظر آیا جسے مٹانے کیلئے مسجد کے محراب اور خانقاہ سے جو اسنے نیو اٹھائی تو اسکی متعصّبانہ مذھبی تنگ نظری نے وہ دن دکھائے جو ہندستانی مسلمانوں کی دینی صلاحیتوں کو فرقہ واریت کی صلیب پر چڑہا دیا' جس سے کہ آئندہ دور میں آنیوالی انگریز سیاست ڈوائیڈ اینڈ رول کی نیت سے قائم کی جانے والی مسلم لیگ کے لئے بھی نظریاتی پیکیج مہیا کر دیا' جبکہ حقیقت یہ ہے کہ شیخ احمد سرھندی خود بھی ابن عربی کے وحدت الوجود والے نظریے کا پیروکار تھا اور صرف عارضی طور پر اکبر دشمنی کیلئے وحدت الشھود کے نظریہ سے اکبری سیکیولرازم کو کاٹنا چاہا تھا' تو شاہ ولی اللہ جو اشرافیہ خاندان کی پیداوار تھا' انکا والد شاہ عبدالرحیم' اورنگ زیب عالمگیر کے مذھبی مشاورتی بورڈ کا ممبر بھی تھا جسے اورنگ زیب نے اسکی متعصّبانہ تنگ نظری کی وجہ سے معزول بھی کر دیا تھا' تو یقین سے شاہ ولی

ہندستان کی سیاست میں حکمران مسلم اقلیت کی اس ڈگمگاتی ہوئی کشتی کو اپنی حیاتی کے انتیس سال میں ناقدانہ انداز سے دیکھتے رہے ہونگے اور ملی سیاست کے جنازہ کا ہونے والا کیا کرم بھی اس سے مخفی نہ ہوگا اسکے باوجود وہ حج کرنے اور اعلیٰ تعلیم کیلئے علم حدیث اور فقہ میں مہارت حاصل کرنے کیلئے حجاز تشریف لے جاتے ہیں' اور وہاں تو کبھی سے قرآنی علوم کی درس وتدریس ختم ہو چکی تھی، یعنی وہیں بھی اہل فارس کے ایجاد کردہ علوم بنام حدیث رسول اور امامی ناموں کے وہ فقہی علوم جنمیں خلاف قرآن غلامی کو پھر سے جائز بنایا گیا تھا' اور نابالغ بچوں کی شادیوں کو پھر سے جائز بنایا گیا تھا مسجدوں کا عدالتی مصرف اور کانسپٹ ختم کر کے انہیں پوجا گھر بنایا گیا تھا' تو شاہ محدث دہلوی نے بھی حجاز مین جا کر انہی ایرانی و یونانی اور دہلوی علوم میں اسپشلائیزیشن کی اور وہاں مسجد الحرام کعبۃ اللہ اور مسجد نبوی روضہ رسول جیسے محترم ومشرف مقامات کے حوالوں سے اپنے جو جھوٹے کشف اور مکاشفے اپنی کتاب فیوض الحرمین نامی میں قلمبند کئے ہیں' انمیں سے کچھ میڈ ان دہلی اکاذیب ہیں جو میں اس مضمون میں قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں' میرے سامنے شاہ کی اس کتاب فیوض الحرمین کا ترجمہ مشاہدات ومعارف کے نام کا موجود ہے جو جناب محمد سرور صاحب مرحوم نے لکھا ہے اور اپنی قائم کردہ اکیڈمی سندھ ساگرا کادمی لاہور سے شائع کی ہے'

پہلا مشاہدہ

ان مشاہدات میں سے پہلا مشاہدہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ اللہ والوں کی ایک بہت بڑی جماعت ہے۔ اور اُن میں ایک گروہ ذکر واذکار کرنے والوں اور نسبتِ یاد داشت[1] کے حاملوں کا ہے۔ ان کے دلوں پر انوار جلوہ گر ہیں۔ ان کے چہروں پر تروتازگی اور حُسن وجمال کے آثار نمایاں ہیں اور یہ لوگ عقیدۂ وحدت الوجود کے قائل نہیں۔

میں نے دیکھا کہ اللہ والوں کی ایک جماعت میں ایک دوسرا گروہ بھی ہے جو عقیدۂ وحدت الوجود کو مانتا ہے۔ اس کائنات میں ذاتِ باری کے وجود کے جاری وساری ہونے کے متعلق وہ کسی نہ کسی شکل میں غور وفکر کرنے میں مشغول بھی ہے:

---

[1] یاد داشت عبارت ہے ذاتِ واجب الوجود کی طرف خالص توجہ کرنے سے، یعنی توجہ جو الفاظ اور تخیلات سے مجرد ہو۔

اور چونکہ اس غور وفکر کے ضمن میں ان سے ذاتِ حق کے بارے میں جو کل عالم کے انتظام میں بالعموم اور نفوسِ انسانی کی تدبیر میں بالخصوص مصروف کار ہے، کچھ تقصیر ہوئی ہے۔ اس لیے میں نے دیکھا کہ ان لوگوں کے دلوں میں ایک طرح کی ندامت ہے۔ ان کے چہرے سیاہ ہیں اور ان پر خاک اُڑ رہی ہے۔

میں نے ان دونوں گروہوں کو آپس میں بحث کرتے پایا۔ ذکر واذکار والے کہہ رہے تھے کہ کیا تم ان انوار اور اس حُسن وتازگی کو نہیں دیکھتے، جن سے ہم بہرہ یاب ہیں اور کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ ہمارا طریقہ تم سے زیادہ ہدایت یافتہ ہے۔ ان کے برخلاف عقیدۂ وحدت الوجود کے قائل کہہ رہے تھے کہ کیا ذاتِ حق میں کُل موجودات کا سما جانا یا گُم ہو جانا امر واقعہ نہیں؟۔ اب صورت یہ ہے کہ ہم نے اس راز کو پالیا ہے جس سے تم بے خبر رہے۔ ظاہر ہے کہ اس معاملے میں تم پر ہمیں فضیلت حاصل ہے۔

ان دونوں گروہوں میں اس بحث نے جب ایک طویل نزاع کی شکل اختیار کرلی تو اُنہوں نے مجھے اپنا حَکم بنایا، اور اس مسئلہ کو فیصلے کے لیے میرے سامنے پیش کیا۔ میں نے ان کا حَکم بننا منظور کیا۔ اور اس ضمن میں میں نے یوں گفتگو کی۔

بات یہ ہے کہ علومِ حقّہ کی دو قسمیں ہیں:۔ ایک وہ علوم جن سے نفوس کی تہذیب واصلاح ہوتی ہے۔ اور دوسرے وہ علوم جن سے نفوس کی اصلاح نہیں ہوتی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نفوسِ انسانی میں الگ الگ استعدادیں ودیعت فرمائی ہیں۔ اور ان نفوس میں سے ہر ہر نفس اپنی اپنی استعداد کے مطابق علومِ حقہ کا ذوق رکھتا ہے۔ چنانچہ جب کوئی نفس علومِ حقہ میں سے ان علوم میں، جو خاص اس کے ذوق کے مطابق ہوتے ہیں اور ان سے اس کی طبیعت کو مناسبت ہوتی ہے، پوری طرح مستغرق ہو جاتا ہے تو اس کی وجہ سے اس نفس کی تہذیب واصلاح ہو جاتی ہے بے شک وحدت الوجود کا یہ مسئلہ جو اس وقت مابہ النزاع ہے، واقعہ یہ ہے کہ علومِ حقہ میں سے ہے۔ لیکن بات دراصل یہ ہے کہ تم دونوں کے دونوں گروہ نہ تو اس کے اہل تھے۔ اور نہ یہ چیز تمہارے ذوق اور

مشرب کے مطابق تھی۔ اس لیے تمہارا مسلک یہ ہونا چاہیے کہ جس طرح ملاءِ اعلیٰ کے فرشتے بارگاہِ حق میں تضرع و نیازمندی کرتے ہیں۔ تم بھی ان کی طرح وجودِ باری کی اس حقیقت کی طرف، جو سب کو جامع ہے، یکسر متوجہ ہو جاتے۔

اب رہا ذکر و اذکار والے اصحابِ انوار کا معاملہ ——— سو بات یہ ہے کہ گو وہ مسئلہ وحدت الوجود سے تو بے خبر رہے، لیکن علومِ حقہ میں سے وہ علوم جو خود ان کے ذوق اور مشرب کے مطابق تھے، وہ انہیں حاصل تھے اور ان کی وجہ سے ہی ان کے نفوس کی تہذیب و اصلاح ہو گئی۔ چنانچہ جس درجۂ کمال تک پہنچنے کی استعداد لے کر وہ پیدا ہوئے تھے، اس طرح وہ اس درجہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ باقی رہا وحدت الوجود پر اعتقاد رکھنے والوں کا معاملہ، تو گو اس مسئلہ میں اصل حقیقت تک تو اُن کی رسائی ہو گئی، لیکن علومِ حقہ میں سے وہ علم جن سے ان کی طبیعت کو قدرتی مناسبت تھی، وہ انہیں نصیب نہ ہوئے۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب انہوں نے اپنے خیالات کو فکر کی اس وادی میں، جہاں کہ یہ سوال درپیش ہوتا ہے کہ موجوداتِ عالم میں وجودِ حق کس طرح جاری و ساری ہے، بے عنان چھوڑا تو ان کے ہاتھ سے ذاتِ حق کی تعظیم، اس سے محبت اور موجودات سے اس کے ماوراء اور منزہ ہونے کا سررشتہ چھوٹ گیا۔ اور دراصل یہی وہ سررشتہ ہے جس کے ذریعے ملاءِ اعلیٰ کے فرشتوں نے اپنے رب کو پہچانا۔ ان سے افلاک کی قوتوں نے اپنی فطری استعداد کی بنا پر عرفانِ الٰہی کے اس سررشتہ کی وراثت پائی۔ اور پھر آگے چل کر اس عالم کی یہ ساری فضا ان کی معرفت سے بھر گئی۔ اب جو نفوس ذاتِ حق کی تعظیم، اُس کے ساتھ محبت اور موجودات سے اُسے منزہ ماننے کی اس معرفت کے وارث نہ ہوتے تو اس کی وجہ سے نہ تو ان کی تہذیب و اصلاح ہو سکی اور نہ وہ اپنے مقصدِ حیات ہی کو پا سکے۔

الغرض، اے وحدت الوجود کو ماننے والو! اور وجودِ حق کو موجوداتِ عالم

[illegible] فلسفہ میں افلاک کو اس دنیا میں [illegible] مانا جاتا تھا۔ انہیں سے یہ خیال مسلمانوں میں بھی پہنچا ——— مترجم

۸۴

میں جاری و ساری جاننے والو! تم میں سے اس گروہ نے اس راز کو زبان سے نکالا جو اس کا اہل نہ تھا۔ اور وہ گروہ جس کے مشرب اور ذوق کے مطابق یہ علم تھا، وہ خاموش رہا۔ اب تم میں بعض ایسے مسخ شدہ لوگ ہیں جو اس راز سے بالکل بے خبر ہیں اور اس ضمن میں حصولِ کمال کے لیے عقل و خرد کی جن صلاحیتوں کی ضرورت ہے اور وہ نتیجہ ہوتی ہیں فلکی عناصر کی تاثیرات کا، وہ تم میں سرے سے غائب ہیں۔ ان حالات میں قدرتی بات تھی کہ وحدت الوجود کے اس مسئلے کی وجہ سے تمہارے دلوں میں ندامت اور تمہارے چہروں پر سیاہی ہوتی۔ حقیقت میں اس راز کا اہل تو وہ شخص ہے، جس میں عقل و خرد کی یہ صلاحیتیں برومند اور تروتازہ ہوں۔ اور اس عالم میں مظاہر و اشکال کے جو تہ بہ تہ حجابات ہیں، اُنہوں نے اس کی ان صلاحیتوں کو بے اثر نہ کر دیا ہو۔

میں نے اتنا کہا تھا کہ وہ اس مسئلے کو سمجھ گئے۔ اور اُنہوں نے اس کا اعتراف بھی کر لیا۔ پھر میں نے اُن کو بتایا کہ یہ وہ اسرار ہیں جو خاص طور پر مجھے رب کی طرف سے عطا فرمائے گئے۔ تاکہ میں اس معاملے میں تمہارے ان اختلافات کو حل کر سکوں۔ باقی تعریف تو ساری کی ساری اللہ ہی کے لیے ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔

میں یہ کہہ چکا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی اور میں بیدار ہو گیا۔

---

[2] قدیم حکمت میں انسانوں کی بعض خصوصیات اور استعدادات کو فلکی عناصر یعنی نجوم و کواکب کی تاثیر کا نتیجہ مانا جاتا ہے ——— (مترجم)

پہلے مشاہدہ پر تبصرہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے نیند کے اندر خواب کا جو قصہ لکھا ہے اسمیں مسئلہ وحدۃ الوجود کے حق میں جو انداز اختیار کیا ہے اسمیں جو شاطرانہ چالاکی مضمر ہے وہ قارئین کے سامنے ہے آپنے شاہ کی عبارت کا فوٹو اسٹیٹ پڑھ کر دیکھا کہ پہلے تو وحدت الوجود کے انکاری گروہ کی تعریف کرتا ہے اور انکے چہروں کو تروتازہ بتایا ہے اور انکے مقابلہ میں وحدۃ الوجود کے ماننے اور اقرار کرنے والونکی علمی وفکری پہنچ میں نقص نکالتا ہے اور کہتا ہے کہ ذات حق جو تدبیر عالم کے انتظام اور نفوس انسانی کی تدبیر میں بالخصوص مصروف کار ہے اسے سمجھنے میں ان سے کچھ تقصیر ہوئی ہے' شاہ نے لکھا ہے کہ اسوجہ سے میں نے دیکھا کہ ان لوگوں کے دلوں میں ایک طرح کی ندامت ہے' انکے چہرے سیاہ ہیں' اور انپر خاک اڑ رہی ہے' جناب قارئین! آپنے مشاہدہ کی عبارت کے اخیر میں پڑھا کہ شاہ صاحب جب ان دونوں گروہوں کو لیکچر دیتے ہیں اسمیں وحدت الوجود نظریہ کی تائید وتصدیق کر کے پھر بتاتے ہیں کہ اس عظیم فکر کے حاملین جس معیار اور کوالٹی کے ہونے چاہئیں یہ وہ اسرار ہیں جو خاص طور پر مجھے رب کی طرف سے عطا فرمائے گئے' تاکہ میں اس معاملے میں تمھارے ان اختلافات کو حل کر سکوں' شاہ اس ٹکنک سے وحدت الوجود کو تسلیم کر کے نہ صرف اپنے آپکو اسکا اھل اور لائق دکھایا ہے اور اپنے سواء اسکے سامنے خواب میں موجود وحدت الوجود ماننے والوں کا مونھ کالا دکھایا ہے' یہ ایک قسم کا دہلوی دھوکا ہے جس سے وحدت الوجود کے نظریہ کو تو لوگ بدرست تسلیم کریں' لیکن اسکی دعوی کرنے والونکو شاہ ولی کے سواء کالے منہ والا تصور کریں' جناب قارئین! شاہ نے اس ٹرمنالاجی سے اپنی قرآن سے دشمنی کو عامۃ الناس اور عام مولوی لوگوں سے چھپانے کی چال کھیلی ہے کیونکہ قرآن تو واضح اعلان کرتا ہے کہ وحدت الوجود کا نظریہ اللہ کی شان **لیس کمثله شیء وهو السمیع البصیر** (۱۱-۴۲) کے خلاف ہے' یعنی اللہ کو کل قرار دیکر کائنات کو اسکا جز قرار دینے والے بقول شاہ ولی سارے کالے منہ والے ہیں اللہ کا کوئی بھی مثل اور مثال نہیں بن سکتا اسلئے قرآن کے اس اعلان سے شاہ ولی کے خود

ساختہ معیار جسکا مصداق وہ صرف اپنے آپکو قرار دیتا ہے وہ بھی اور دیگر مدعیوں کے صف میں آجاتا ہے فرماں ہے کہ **فلا تضربو الله الامثال ان الله یعلم وانتم لا تعلمون** (۷۴-۱۶) یعنی اللہ کیلئے کل اور دیگر کائنات کو اسکا جز قرار دینے کے قسم کی امثال بیان نہ کرو' تو قرآن حکیم کے وحدت الوجود کے خلاف اس طرح کے واضح موقف اور کھلے ہوئے اعلان کو کیا شاہ ولی نے نہیں پڑھا ہوگا؟ لیکن اسکے باوجود بھی جب وہ اس نظریہ وحدۃ الوجود کو ماننے کا اہل صرف خود کو قرار دیتا ہے تو بات واضح ہوگئی کہ وہ قرآن کی اوپر کی آیتوں کا منکر ہوا' اور جن دوسروں کو اس نظریہ کے ماننے کی وجہ سے مونہہ کالا قرار دیتا ہے تو فیصلہ سناتے وقت انکو غلط قرار دینے کے بجاء انکے مونہہ پر کالک کا سبب صرف انکا علمی نقص بتاتا ہے' اور وحدۃ الوجودی گروہ کے ماننے والے اعلیٰ منصب کا صرف اور صرف خود کو اہل پیش کرتا ہے اور وحدۃ وجود کے نظریہ کا رد نہیں کرتا' اور میرے ایک ممدوح جو تضادات عالم میں تطبیق دینے والونکو راسخون فی العلم میں سے شمار کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ وحدۃ الوجود کی معنی اللہ بھی موجود اور کائنات بھی موجود تو اس موجودیت میں وحدت یہ معنی ہوئی وحدت الوجود کی سو یہ توجیہہ بھی القول مالا یرضی بہ القائل کے باب سے ہوا لیکن جب افکار ونظریات کی دنیا میں ہر محاذ پر ہمارا قائد اور رہنما قرآن ہے تو کیا اس یونانی اور فارسی دانشوروں کے قرآن دشمن دام ہمرنگ جیسی چکر بازی اور ابن عربی اور شاہ ولی دہلوی کی فلسفیانہ غتربودیوں کو قرآنی علم کی عقابی پیش بندیوں نے ایسے بے مہار اور بے لغام چلنے دیا ہوگا؟ ایسے ہرگز نہیں ہو سکتا' لیکن افسوس ہے کہ اھل فارس کی امام مافیا نے پہلے پہل قرآن میں غور' فکر' تدبر اور اجتھاد کے دروازے بند کئے ہیں' اور یہ ڈہکوسلہ منوایا ہے کہ قرآن کو صرف امام لوگوں نے سمجھنے میں کمال کی منزل تک رسائی حاصل کرلی ہے' اب آگے امت کے لوگ ان اماموں کی روایات اور فقہی مسلکوں کی پیروی کریں براہ راست قرآن سے مسائل حیات کی رہنمائی کسی کے بس میں نہیں' اس طرح سے گویا ایسا عقیدہ رکھنے والے جملہ لوگ قرآن کے اس اعلان کہ **ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر** (۱۷-۵۴) یعنی ہمنے فہم اور

ادراک کیلئے قرآن کو آسان اسلوب میں نازل کیا ہے' ہے کوئی شخص جو اس کتاب سے نصیحت اور علم حاصل کرنے سے منکر ہو گئے' اس آیت سے ایسے لوگوں نے گویا کہ کفر کر دیا' تاہم بھی مسئلہ وحدۃ الوجود پر قرآنی ریمارک اور ڈیمیشن نہایت ہی واضح اور کھلے ہوئے ہیں' جناب قارئین! وجودیت اور اس مادہ سے پیدا ہونے میں کائنات کے ساتھ اللہ کا اشتراک اور وحدت اس تصور کو لیس کمثلہ شئی کی آیت نے تو مکمل طور پر رد کر دیا ہے' لیکن اسکے بعد اس قرآنی حدیث کا بھی اپنا ایک نرالا مقام ہے اور اس مسئلہ میں بڑی اہمیت والی حیثیت ہے جسمیں رسول اللہ عالی مقام و مرتبت سے رب تعالی اعلان کرواتے ہیں کہ **قل انما انا بشر مثلکم یو حی الی انما الھکم الہٰ واحد' فاستقیموا الیه واستغفروہ' و ویل للمشرکین** (٦-٤١) جناب قارئین! اس آیت میں رسول اللہ سے پہلے تو اعلان کرایا جار ہا ہے کہ آپ اگر چہ کائنات میں بہت بڑے مرتبہ پر فائز ہیں' آپ ختم نبوت کا تاج پہنے ہوئے ہیں اسلئے پہلے تو آپ اپنے مخاطبین سے اپنے تعلق اور واسطہ کی وضاحت کریں' پھر انہیں بتائیں کہ انکا انکے معبود سے کس طرح کا تعلق ہے تو رسول کی زبانی یہ فرمان آیا کہ میں محمد تم لوگوں سے بشر ہونے میں تمھاری طرح ہوں اور یہ اٹل حقیقت ہے' یہ ماجرا طئے ہے کہ تمھارا معبود تمھارا الہٰ ایک ہے' منفرد ہے' یکتا ہے' اسلئے اسکی وحدانیت میں اسکی توحید میں استقامت والا مضبوط نظریہ رکھو' اور اس کی وحدانیت سے ادہر ادہر جکر دینے والے نظریوں (یعنی وحدۃ الوجود جیسے ہیرا پھیری والے نظریوں) سے بچنے کیلئے اسکی پناہ میں آؤ کیونکہ ایسے نظریہ سے اللہ کے ساتھ شرک کا تصور قائم ہوتا ہے' اسلئے سن لو کہ ویل للمشرکین' یعنی اللہ کے ساتھ وحدت وجودیت کی آڑ میں توحید دشمن شرکیہ افکار پھیلانے والوں کیلئے ایسا تو ویل کا سمان قائم کرو کہ انکا جینا دوبھر ہو جائے اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ وحدۃ الوجود کا نظریہ اللہ کے ساتھ شرک ہے اور توحید کے خلاف ہے'

مشاہدہ نمبر ۴ سے نبوت اور وحی کی حقیقت مرزا قادیانی کیلئے شاہ کی ایڈوانس گفٹ

۱۰۳

نبوت کی حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں جب لوگ آپس میں مل کر رہتے ہیں تو ان میں جو کامل تر، عاقل تر اور قابل تر ہوتا ہے، وہ ان لوگوں پر جو اس سے تدبیرِ منزل اور سیاستِ اجتماعی میں کم درجے کے ہوتے ہیں، حکومت کرتا ہے یہ رجحان انسانوں کی طبیعت میں داخل ہے۔ اور یہ گویا ان کی عادت سی بن گئی ہے چنانچہ جس طرح لوگوں کو کھانے، پینے، اوڑھنے، پہننے، گھر بنانے اور مل جل کر رہنے کی اجتماعی ضرورتوں کا احساس ہوتا ہے، اسی طرح وہ اس فطری رجحان کو بھی اپنے دلوں میں بغیر کسی تکلف کے موجود پاتے ہیں۔ اور یہ چیز مرنے کے بعد برزخ اور معاد میں بھی ان کے ساتھ رہتی ہے۔ چنانچہ انسانوں کی یہی وہ فطری خصوصیت ہے، جو تدلّی الٰہی کو ایک جسمانی صورت دینے کا باعث بنتی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ لوگوں میں سے ایک شخص آگے بڑھتا ہے۔ وہ ان کا پیشوا بنتا ہے۔ سب اس کی رائے پر چلتے ہیں۔ اور یہ جو تدلّی کی جسمانی صورت ہوتی ہے اس میں روحِ الٰہی پھونکی جاتی ہے۔ اور اس سے خیر و برکت کا ظہور ہوتا ہے۔ الغرض یہ ہے شکل نبوت اور رسالت کی۔

نبوت سے یہاں میری مراد اس نبوت سے ہے، جو لوگوں کی قیادت، ان کی رہنمائی، ان سے بحث و جدل اور ان کو مسخر کرنے کے متعلق ہے۔ نہ کہ وہ نبوت جس سے فقط علوم کا فیضان ہوتا ہو۔ اور گو بالواسطہ اس سے لوگ مطیع بھی ہو جاتے ہیں۔ اس نبوت سے میری مراد یہاں وہ نبوت کلی نہیں جو سب پر جامع اور سب لوگوں کے لیے بطور شاہد کے ہوتی ہے جیسے کہ ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تھی۔

تدلّی الٰہی کی ایک صورت نماز ہے۔ اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ انسان کے اندر اخلاق و اطوار کی جو نفسی کیفیات پیدا ہوتی ہیں، ان میں سے ہر نفسی کیفیت کا خارج میں کوئی نہ کوئی عملی مظہر ہوتا ہے اور یہ عملی مظہر ہی اس عالم محسوس میں اس خلق کی نفسی کیفیت کا مادی قائم مقام بن جاتا ہے۔ اب اخلاق انسانی کے یہ عملی مظاہر بن جاتے ہیں نفس میں ان اخلاق کی باطنی کیفیات کی تربیت کا۔ چنانچہ

جناب قارئین! آپنے غور فرمایا کہ مشاہدہ نمبر ۴ میں جو کہ شاہ جی بجاء نیند میں خواب دیکھنے کے عالم بیداری میں تشریف فرمائی کے دوران فرما رہے ہیں کہ ایک نبوت ہوتی ہے جو لوگوں کی قیادت انکی رہنمائی ان سے بحث وجدل اور انکو مسخر کرنے کے متعلق ہے

دوسرا قسم:

نہ کہ وہ نبوت جس سے فقط علوم کا فیضان ہوتا ہو اور گو بالواسطہ اس سے لوگ مطیع بھی ہو جاتے ہیں

تیسرا قسم:

اس نبوت سے میری مراد یہاں وہ نبوت بھی نہیں جو سب پر جامع اور سب لوگوں کے لئے بطور شاہد کے ہوتی ہے' جیسے کہ ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تھی جناب قارئین! نبوت کے ان تین اقسام میں جو تیسرا قسم ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت کا ہے' قرآن حکیم کی بتائی ہوئی نبوت کی اصطلاح کے مصداق جملہ انبیاء علیہم السلام تو یقیناً جناب محمد الرسول اللہ والی نبوت کے قبیل اور قسم سے ہونگے اور ہیں تو بتایا جائے کہ شاہ محدث دہلوی کے اوپر کے دو قسم کی نبوت کے مصداق اور سمبال کون صاحبان ہونگے' یہاں کوئی تاویل باز لوگ کہہ سکتے ہیں کہ شاہ کے بیان کردہ پہلے دو اقسام کے نبی بھی وہی قرآن والے انبیاء ہیں کوئی اور نا تو جواباً عرض ہے کہ دوسرے قسم میں شاہ نے صرف علمی فیضان سے نبوت کو محدود قرار دیا ہے نبوت کی عظیم اور لازمی ذمہ داری ابلاغ کو شاہ صاحب نے نہیں لایا' باقی شاہ نے جو لفظ فیضان کا استعمال کیا ہے تو یہ خانقاہی کوڈ ورڈ ہے اور اس فیضان سے بھی شاہ محدث اطاعت نبی کو براءاست نبی کی دعوت کے نتیجہ کے طور پر نہیں لا رہا بلکہ وضاحت سے کہہ رہا ہے وہ اطاعت بھی تبعاً ہے واسطہ سے ہے جسمیں براہ راست نبی کی کوئی انوالمنٹ نہیں ہے جس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ شاہ کا بیان کردہ اس قسم والا نبی مکمل نکما اور پیر جی صاحبوں کی طرح چیلوں اور خلیفوں کے رحم وکرم پر چلنے والا ہے آپنے شاہ کے اس مشاہدہ کی عبارت میں دیکھا کہ شاہ نبوت کے اقسام بتا رہا ہے جبکہ قرآن انبیاء ورسل کیلئے تو

فرماتا ہے کہ **تلك الرسلُ فضلنبا بعضهم علی بعض** (۲-۲۳) یعنی انبیاء کے شخصی مدارج میں تو فرق ضرور ہے ہی لیکن جو چیز کہ نبوت اور رسالت ہے اسکیلئے قرآن کا فرمان ہے **وماأوتی النبیون من ربهم لانفرق بين احد منهم** (۲-۱۳۶) یعنی انہیں جو نبوت عطا کی گئی ہے اس عطا کردہ نبوت کے مبیج اور ذمہ داری میں لانفرق بین احد منہم یعنی منصب نبوت میں تفریق وتقسیم خلاف قرآن عمل ہوگا' جو کہ آپنے دیکھا کہ اس مشاہدہ میں شاہ ولی اسکے مرتکب ہوئے ہیں اور قرآن کی مخالفت ہی' شاہ جیسے صوفی لوگوں کا مقصود تصوف ہے' جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ انبیاء کے شخصی مدارج میں تو فرق ضرور ہے لیکن نبوت کا عہدہ اور منصب یہ تقسیم اور تفریق کا متحمل نہیں ہو سکتا سو جو بھی شخص نبوت کے حصے بخرے کریگا تو اسکیلئے یقین کرو کہ اسکے اندر میں کوئی چور ہے' (جو چور ہمنے شاہ کی اپنے بارے میں دعواؤں کے مضمون میں پکڑ کر دکھایا ہے)

شاہ ولی کی طرف سے شریعت اور وحی کی خلاف قرآن تشریح

۱۰۷

اس ضمن میں تجھے یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ شریعتوں کے احکام وقواعد کی تشکیل لوگوں کی عادات کے مطابق ہوتی ہے۔ اور اس بات میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی حکمت پوشیدہ ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ جب کسی شریعت کی تشکیل ہونے لگتی ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ لوگوں کی عادات پر نظر ڈالتا ہے۔ اب جو عادتیں بُری ہوتی ہیں، اُن کو تو ترک کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور جو عادتیں اچھی ہوتی ہیں، اُن کو اپنے حال پر رہنے دیا جاتا ہے۔ یہی کیفیت" وحی متلو" یعنی وہ وحی جس کے الفاظ کی تلاوت کی جاتی ہے، کی ہے۔ یہ وحی ان الفاظ، کلمات اور اسالیب میں جو خود صاحب وحی کے ذہن میں پہلے سے محفوظ ہوتے ہیں صورت پذیر ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ عربوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے عربی زبان میں وحی کی۔ اور سریانی بولنے والوں کے لیے سریانی میں۔ اور اسی قبیل سے رؤیائے صالحہ اور سچے خواب ہیں۔

رؤیائے صالحہ اور سچے خوابوں کی کیفیت یہ ہے کہ خواب دیکھنے والے کے ذہن میں جو جو صورتیں اور خیالات پہلے سے محفوظ ہوتے ہیں، وہ انہیں کے لباس میں خوابیں دیکھتا ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر جب مادر زاد اندھا خواب دیکھتا ہے تو اُس کو خواب میں رنگ اور شکلیں دکھائی نہیں دیتیں، بلکہ وہ خواب

جناب قارئین یہ فوٹو اسٹیٹ کی عبارت کتاب فیوض الحرمین کی مشاہدہ نمبر۴ کا دوسرا ٹکڑا ہے اسمیں آپنے دیکھا کہ شاہ محدث اور صوفی صاحب شریعت کی تشریح وتعبیر کیلئے کیا تو گل کھلاتا ہے' سو پہلے آپ شریعت کے بارے میں قرآن حکیم کا انٹروڈکشن ملاحظہ فرمائیں اسکے بعد شاہ کی تعبیر پر تبصرہ آسانی سے سمجھ میں آئیگا' قرآن کا فرمان ہے کہ **شرع لکم من الدین ماوصی به نوحا والذی اوحینا الیك وما وصینا به ابراهیم وموسیٰ و عیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفر قوافیه کبر علی المشرکین ماتدعوهم الیه الله یجتبی الیه من یشاء ویهدی الیه من ینیب** (۱۳-۴۲) آیت کا خلاصہ شریعت بنایا دین میں سے تمھارے لئے اس نصاب اور سلیبس کو جسکی وصیت کی تھی نوح کو اور (اے محمد!) جو ہمنے تیری طرف وحی کی ہے اور جسکی وصیت کی ہمنے ابراہیم کو' موسیٰ کو' اور عیسیٰ کو' اس تاکید کے ساتھ کہ اس قانون شریعت کو قائم (نافذ) بھی کر کے دکھاؤ! یعنی تم سب نبیوں کی شریعت کا نصاب اور سلیبس ایک ہی ہے تم سب نبیوں نوح سے لیکر محمد تک **(علیھم صلواۃ اللہ)** کی شریعت ایک ہے اسلئے خیال رہے کہ ولا تتفر قوا فیہ اس اکائی میں' اس دین میں اس وحدت ادیان مع شریعت میں تفریق نہ ڈالیں' کیونکہ وحدت دین اور انبیاء کی تحریکوں اور مشن مین اتحاد اور یکجہتی یہ ان مشرکوں کو مشکل لگتی ہے' ان پر بوجھ بنتی ہے جنہیں تو ایسی شریعت کی طرف بلا رہا ہے' سو اللہ کی اس شریعت میں بھرتی کا چناء اسکے قانون مشیت سے ہوگا اور وہ قانون مشیت یہ ہے کہ ایسی اتحاد عالم والی شریعت ایسی وحدت ادیان والی شریعت کی طرف اس شخص کو ھدایت ملیگی جسکی دل میں انابت الی اللہ کا جذبہ ہوگا' جناب قارئین! اب شاہ ولی کی اس عبارت پر غور کریں کہ (شریعتوں کے احکام وقواعد کی تشکیل لوگوں کی عادات کے مطابق ہوتی ہے) قرآن فرماتا ہے کہ نوح سے لیکر محمد علیہ السلام تک کے جملہ انبیاء کی شریعت ایک رہی ہے خیال رہے کہ اسمیں کوئی تفریق نہ ڈالی جائے تو یہ دہلوی محدث اور صوفی' جسکو خود

کیلئے نبی کہلوانے کا بھی پیٹ میں مروڑ ہے' لیکن اسکی دعواؤں کو دیکھتے ہیں تو نبوت تو کیا خود خدا کی خدائی پر قبضہ کرنے کیلئے آنکھیں ڈالے بیٹھا ہے. میرے اس الزام کا ثبوت یہ ہے کہ شاہ محدث دہلوی وحدۃ الوجود نظریہ کا قائل اور حامی ہے اور آپ ابھی پڑھکر آئے کہ قرآن نے اس نظریہ کو شرک قرار دیا ہے یہ نظریہ اللہ کی شان لیس کمثلہ شیء کے خلاف ہے اسلئے شریعت کیلئے شاہ نے جو اپنے' مشاہدہ کی عبارت میں جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے یہ غلط ہے از روئے قرآن وحدت ادیان کی صورت میں شریعت بھی ایک ہوگی.

وحدت ادیان

جناب قارئین! بر سبیل تذکرہ وحدت ادیان کے حوالہ سے میں قرآن حکیم کا موقف آپکی خدمت میں پیش کرتا چلوں تو یہ مناسب ہوگا' پڑھنے والے اسی سورۃ شوریٰ کی آیت نمبر۱۳ پر غور کریں کہ اللہ عزوجل جب پہلے نبی جناب نوح علیہ السلام سے شریعت کا ڈکلریشن جاری کرنے کی بات کرتے ہیں تو سلسلہ تشریع کے آخری نبی محمد علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ وہ شریعت جسکی وصیت ہمنے نوح کو کی تھی وہ وہی ہے جو تیری طرف بھی وحی کر رہے ہیں تو پہلے نبی اور آخری نبی کی شریعت کی وحدت بنا کر قرآن نے بیچ کے انبیاء کا ذکر بعد میں کر کے فرمایا کہ انکی طرف بھی اسی شریعت کی ہی وصیت کی اور اسکے بعد اس شریعت کے قیام یعنی نفاذ کا حکم دیکر فرمایا کہ اسمیں تفریق نہ کرو یعنی دنیا بھر کے ہر دور کے انقلابیوں کو حکم دیا کہ اس کائناتی منشور میں فرقہ بازی نہ کرو یہ سب کیلئے ہے یہ انسان ذات کیلئے ہر دور کیلئے ہے اسے متفقہ طور پر اپنا قبلہ قرار دیتے ہوئے قائم کرو' قرآن کی اس آیت والی ترتیب پر غور کرو تو ثابت ہوتا ہے کہ نوح ابراہیم' اسماعیل' اسحاق' الیاس' حضرت شعیب' حضرت موسیٰ' اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو دی گئی کتابوں کی شریعت ایک ہی تھی اور اسی ایک ہی شریعت کا صحف حضرت ابراہیم' حضرت عیسیٰ' وحضرت موسی کا لیٹسٹ ایڈیشن آخری اور خاتم الکتب قرآن کے طور پر خاتم الانبیاء محمد علیہ السلام کو دیا جاتا ہے' اور اس سے یہ اعلان بھی کروایا جاتا ہے **قل ماکنت بدعامن الرسل** (۹-۴۶) یعنی میں سلسلہ انبیاء میں کوئی نئی اور

انوکھی بات کے ساتھ نہیں آیا میں کوئی نووارد نہیں یہ سلسلہ صدیوں کا پرانا ہے' میں اگلے سارے انبیاء کی تحریکوں کی صداء بازگشت ہوں میرا یہ مشن میرا یہ مینی فیسٹو وہی حضرت نوح' حضرت ابرھیم' حضرت موسیٰ' حضرت عیسیٰ والا ہے' وماادری مایفعل بی ولا بکم اور تمھارے ساتھ میری جنگ اور مقابلہ کے انجام کی مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ اسکا انجام میرے حق میں کیا ہوگا اور تمھارے ساتھ کیا ہوگا میں نتائج سے بے پرواہ ہوکر اس حق و باطل کی رزمگاہ میں برسر بام آیا ہوں میں اس مقابلہ کے وقت بھی بتاتا چلوں کہ **ان اتبع الامایوحی الی** میں تو اپنی طرف آئی ہوئی وحی کی پیروی کر رہا ہوں' **ان انا الانذیر مبین** (۹-۴۶) میں تو تمھارے سامنے حقائق کھول کھول کر ڈرانے آیا ہوں' اس مسئلہ وحدت ادیان پر یہ آیت (۱۳-۴۲) نہایت واضح ہے اور اسی آیت کی روشنی میں تفصیل مزید بھی ہے جو موضوع کتاب نہیں اسلیئے اتنے پر اکتفا کرتا ہوں.

شاہ کی نظر میں وحی کی حقیقت

جناب قارئین! آپنے شروع میں شاہ کے اس مشاھدہ نمبر چار کے اس حصہ کو پڑھکر دیکھ لیا کہ شریعت کی تشریح کے بعد وحی کیلیئے بھی لکھتا ہے کہ یہی کیفیت وحی متلو یعنی وہ وحی جسکے الفاظ کی تلاوت کی جاتی ہے' یہ وحی ان الفاظ کلمات اور اسالیب میں جو خود صاحب وحی کے ذہن میں پہلے سے محفوظ ہوتے ہیں صورت پذیر ہوتی ہے' (شاہ کی عبارت ختم) جناب قارئین! شاہ نے وحی متلو کی معنیٰ ناقص لکھی ہے' ادھوری لکھی ہے اس سے شاہ کی نیت میں رولا ثابت ہوتا ہے یہ نہیں کہا جائیگا کہ شاہ یہ معنے جانتا نہیں ہوگا بلکہ شاہ علم کے لحاظ سے عربی دانی کے لحاظ سے بہت قدآور ہے اسنے وحی متلو کی ناقص معنیٰ اسلیئے کی ہے کہ وہ لوگوں کو قرآن کے بجاء اپنے پیچھے چلانا چاہتا ہے جسکا ثبوت اسی کتاب کے مضمون شاہ کی اپنی بارے میں دعواؤں کے اندر لکھا گیا ہے' بہرحال لفظ تلا' یتلو' متلو کی معنی پڑھنے اور تلاوت کرنے کے ساتھ ساتھ اتباع کرنے' پیروی کرنے اور پیچھے چلنے کی بھی ہے جسے شاہ نے ذکر نہیں کیا' اس معنیٰ کی تصدیق وتائید قرآن حکیم سے ہی ملاحظہ فرمائیں فرمان ہے کہ **والشمس وضحیٰ**

ھا والقمر اذاتلٰھا (۲-۱-۱۹) یعنی سورج کی جلوہ نمائی شاھد ہے اور چاند کا اس سے روشنی حاصل کرنے کیلیئے پیچھے پیچھے چلنا بھی شاھد ہے' یہاں تلاھا کی معنی پیچھے چلنے کی معنی میں آئی ہے لفظ تلا اور تتلیٰ کی معنیٰ اور اسکی لازمی اقتضا اور مطالبہ سورۃ مؤمنون کی آیت سے بھی اور نکھر کر سامنے آتی ہے فرمان ہے کہ **قد کانت آیاتی تتلیٰ علیکم فکنتم علی اعقابکم تنکصون** (۶۶-۲۳) یعنی جب تمھارے اوپر ہماری آیات تلاوت کی جاتی تھیں تو تمھارا یہ حال ہوتا تھا کہ تم بجاء تابعداری کے الٹے پاؤں واپس ہٹ جاتے تھے' اس آیت میں لفظ تلاوت تتلیٰ سے یہ مفہوم اور معنیٰ ثابت ہوئی کہ جو بھی کلام وحی متلو کا ہے اسکی اتباع لازم ہے وہ ہے ہی اسلیئے کہ اسکے پیچھے چلا جائے' تو جناب قارئین وحی متلو کے لفظ تلاوت کی اتنی ساری عظیم اور واضح معنی اھل فارس کی امام مافیا اور تصوف کے چوغوں میں چھپے ہوئے قرآن دشمنوں نے بلیک آؤٹ کی ہوئی ہے لیکن علم کی روشنی کے دن آرہے ہیں انکے خود ساختہ مذھبوں سے علمی اختلاف رکھنے والوں کو قتل کرنے کے دن بیت گیئے اگلے مقتولوں کا خون انسانوں کو غلام بنانے والے سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے مافیائی قسم کے ایجنٹ دانشوروں سے انکی جھوٹی حدیثوں اور انسے بنائے ہوئے فقہ کا قرآنی علوم کے ذریعے آپریشن کریگا انکی سرجری کریگا انکی عبائیں قبائیں تارتار کرکے انکو انکی کاسہ لیسی والی اصلی شکلوں میں واشگاف کریگا'

آگے وحی کی حقیقت اور تعریف شاہ دہلوی صاحب لکھتے ہیں کہ یہ وحی ان الفاظ کلمات اور اسالیب میں جو خود صاحب وحی کے ذھن میں پہلے سے محفوظ ہوتے ہیں' صورت پذیر ہوتی ہے' (شاہ کی عبارت ختم) جناب قارئین وحی کے کلام کے بارے میں آپنے شاہ محدث دہلوی کی تعبیر پڑہی اب آئیں کہ خود قرآن سے یہ معلوم کریں کہ یہ دہلوی صاحب جو کہتا ہے کہ وحی ان الفاظ کلمات' اور اسالیب جو خود صاحب وحی کے ذہن میں پہلے سے محفوظ ہوتے ہیں صورت پذیر ہوتے ہے' کیا یہ درست ہے؟ تو قرآن جواب میں فرماتا ہے کہ **وکذلک اوحینا الیک روحامن امرنا ماکنت تدری ماالکتاب**

ولاالایمان (۵۲-۴۲) اے نبی ہمنے یہ کلام یہ قرآن تیری طرف عالم امر سے اسطرح تمہا
وحی کیا ہے جسکے بارے میں تیرے ذہن میں اسکے متعلق پیشگی طور پر کوئی درایت اور فھم نہیں تھی
کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کسے کہتے ہیں' اب بتایا جائے کہ محدث دہلوی کی خلاف قرآن
زٹلیات اور جھوٹوں کے بنڈلوں کی کیا علمی ویلیو طے کی جائے میں قارئین کی خدمت میں شاہ
کی علمی تجاہل عارفانہ کا پول بھی کھولنا مناسب سمجھتا ہوں وہ اس طرح کہ شاہ نے اپنے
ترجمة القرآن بنام فتح الرحمان میں اسی آیت کی جو معنی کی ہے وہ تو صحیح انداز میں ہے
کہ ہمچنین وحی فرستادیم بسوء تو قرآن را از کلام خود نمی دانستی کہ چیست کتاب ونمی دانستی کہ
چیست ایمان تو جناب قارئین اب کوئی من □□ بنے کہ شاہ نے اس آیت کے اپنے درست
ترجمہ کے خلاف اپنی کتاب فیوض الحرمین میں کیوں گھپلا کیا ہے کہ صاحب وحی کے ذہن میں
وحی کے الفاظ اور کلمات اور اسالیب پہلے سے موجود ہوتے ہیں' میں منصف کے ججمنٹ سے
پہلے الزام لگاتا ہوں کہ یہ تصوف کے متصوفین وحی کے منکر ہیں انکی اپنے لئے دعوائیں ہیں کہ
وہ لوگ خود خدا سے براہ راست قرآنی وحی کو باء پاس کرتے ہوئے اپنی دل میں پہلے ہی سے
وہ سب کچھ جانتے ہیں جو وحی لے آتی ہے یہ لوگ ختم نبوت کے منکر ہیں یہ اپنے تیئں میاں
مٹھو ہیں قرآن سے انکو نفرت ہے یہ لوگ اسی لئے قرآن کو بھی اپنی موروثی روایات کا تابع
بنانے کے درپے رہتے ہیں' اسلئے اپنی تصوف والی کتاب میں بہروپ اتار کر اپنے اصلی
روپ میں نظر آئے ہیں. اگر میرا یہ الزام کسی شاہ پرست کو ناگوار گذرے تو میں اس محترم اور
دیگر دلچسپی رکھنے والوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ شاہ کے مشاہدہ نمبر ۵ کی شروع والی
عبارت پڑہیں جسمیں محدث دہلوی صاحب فرماتے ہیں کہ ملاء اعلی کی طرف سے میرے دل
میں بڑے بڑے اسرار القا کئے گئے' چنانچہ ان اسرار سے میرا نفس اور نسمہ بھرپور ہوگیا' اب
میں یہاں ان اسرار کو تمھارے لئے بیان کرتا ہوں تمھیں چاہیئے کہ ان اسرار کو خوب مضبوط
پکڑو جیسے کوئی چیز دانتوں سے پکڑی جاتی ہے جناب قارئین یہ شاہ بڑا چالاک صوفی لگتا ہے

علوم ملاء اعلیٰ سے القاء کئے گئے ہیں تو شاہ پرست قرآن پڑھنے کی زحمت کریں جسمیں فرمایا گیا
ہے کہ **لایسمعون الی الملاء الاعلیٰ ویقذفون من کل جانب**
دحورا ولهم عذاب واصب (۹-۸-۳۷) یعنی ملاء اعلیٰ کی خبروں کی کوئی بھی جا
سوسی نہیں کرسکتا وہاں کے حوالوں سے باتیں کرنے والے جھوٹ بولتے ہیں اب ایسے
کذابوں کو علمی کنکریوں سے سنگسار کیا جائے گا یہ علمی وحی کے نور اور روشنی کا دور ہے ان کا
ہنوں اور پروہتوں کو ہر طرف سے دھکے دیکر دائمی عذاب کی جانب دھتکار دو (تاکہ انکی پیری
مریدی والی خانقاہیں مریدوں اور مریدنیوں کیلئے ترستی رہیں) یہ وحی الاھی کے کلام کے منکر
لوگ ختم نبوت کے منکر لوگ' قران حکم کے منکر لوگ القاء کے اصطلاح گھڑ کر قرآن کا مقابلہ
کرنا چاہتے ہیں اس اصطلاح سے ختم نبوت کا انکار کر کے اپنے لئے براہ راست ملأ علیٰ اور
عالم امر سے رابطوں کی لاف زنی کرتے ہیں' انکے لئے قرآن نے ٹھوس قسم کا اعلان کیا ہے
کہ یہ شیاطین ملاء اعلیٰ تک رسائی نہیں کرسکتے' اب علم کے آسمان سے انکے اوپر علمی القاء یا
وحی کے بدلے میں شھاب رصدا' ایسے شعلے برسینگے جو بل نقذف **بالحق علی الباطل**
فید مغه فاذا هوزاهق (۱۸-۲۱) یعنی حقانی علوم کے دلائل سے انکے وحی دشمن
باطل القاؤں کے خلاف ایسے شعلے برسائینگے جو انکے دماغوں کا بھیجا نکل آئیگا جو پھر انکی
ساری لاف زنیاں ختم ہوجائینگی اور یہ علم وحی کے مخالفین ملاء اعلیٰ سے القاء کی دعوائیں کرنے
والے چیخ اٹھینگے کہ **وانا لمسنا السماء فوجدنا هاملئت حرساشدیدا**
و شهبا (۸-۷۲) یعنی اب ملاء اعلیٰ سخت قسم کے پھریداروں سے بھرا ہوا ہے' ہم جس ملاء
اعلیٰ سے القاء کی جھوٹی دعوائیں کرتے تھے اب وہاں سے بجاء القاء کے علم کے وہ شعلے برستے
ہیں جنکی وجہ سے ہماری مکاری ظاہر ہوجاتی ہے' جناب قارئین آئیں اور ملاحظہ فرمائیں کہ
ملاء اعلیٰ سے القا کی دعوائیں کرنے والوں پر علم کے آسمان قرآن سے شھابی رصدگاہ کا شعلہ
کسطرح گرتا ہے' قرآن فرماتا ہے کہ **ومآارسلنا من قبلك من رسول**

ولانبی الا اذاتمنی القی الشیطان فی امنیته فینسخ الله مایلقی الشیطان ثم یحکم الله آیاته والله علیم حکیم (۲۲-۵۲) یعنی یہ کوئی نئی بات نہیں ہے' اے محمد! جنے تجھ سے پہلے کوئی بھی نبی مرسل ایسا نہیں بھیجا جسنے اپنے اپنے دور میں لوگوں تک ہمارا پیغام نہ پہنچایا ہو پھر انکے چلے جانے کے بعد اسکے وحی والے پیغام میں شیطان قسم کے مفاد پرست جاہ پرست لوگوں نے القا کا بہانہ بنا کر ملاوٹ کرڈالی ایسی حالت میں اللہ کسی اور نبی کو بھیج کر ان شیطانی قسم کے القا کے نام کے فلسفوں کو منسوخ کردیتا تھا' تاکہ پھر سے آیات اللہ محکم ہو کر لوگوں کو ملیں اللہ کا یہ معاملہ بڑی علمیت اور حکمت پر مبنی ہوتا آیا ہے' یہ سب انتظام اسلئے ہے کہ **لیجعل مایلقی الشیطان فتنته للذین فی قلوبهم مرض والقاسیته قلو بهم وان الظالمین لفی شقاق بعید** (۲۲-۵۳) یعنی جو لوگ شیطانی قسم کے القاؤں کے ڈرامے رچائے ہوئے ہیں انکے ان فتنہ بازیوں کو آزمائش بنادیں ایسے لوگوں کیلئے جنکی دلوں میں کھوٹ ہے اور یہ خود ساختہ شریعتوں کے بنانے والے بڑے ظالم ہیں اور بدبختی کی گہرائیوں میں رہنے والے ہیں اسلئے یہ اس آخری امت کیلئے ختم نبوت کے بعد اسطرح کی خلاف قرآن شیطانی القاؤں کے سدباب کیلئے اگلے نبیوں کی جوابی کارروائیوں کی طرح کا انتظام آخری کتاب قرآن حکیم میں کردیا گیا ہے' اس کیلئے فرمایا کہ **ولیعلم الذین اوتو العلم انه الحق من ربك فیؤمنوا به فتخبت له قلوبهم وان الله لهادالذین آمنوا الی صراط مستقیم** (۲۲-۵۴) یعنی اس حقیقت کو اهل علم لوگ جان لیں کہ یہ کتاب تیرے پالنے والے کی طرف سے ایک قسم کی پختہ حقیقت ہی' اسکے بعد اس حقیقت کو انکی دلیں تسلیم بھی کرلیں اور علوم وحی پر ایمان لانے والوں کو اللہ صراط مستقیم کی طرف ہدایت فرمائے گا' تو اس آیت کا مفهوم مخالف یہ ہوگا کہ اہل علم لوگ قرآنی صداقتوں کو جان لیں کہ یہ اس کمال کی حقیقتیں ہیں جو

انکے مقابلہ میں انکے القا نامی خرافات کی دال ہی نہیں گلیگی اور ملاء اعلیٰ کے نام کو ایکسپلائٹ کرنے سے بھی ایسی اٹکل پچو سے دم مارنے والونکو نکلنے ہی نہ دیگا یہ قرآنی حقائق ایسے تو مبرھن اور پختہ ہیں جو انکے رد کیلئے جو لوگ ملاء اعلیٰ کے نام سے فلسفے جھاڑینگے انکے لئے قرآن فرماتا ہے کہ **ولایزال الذین کفروا فی مریته من حتی تاتیهم الساعته بغته اویا تیهم عذاب یوم عقیم** (۲۲-۵۵) جناب قارئین! اس آیت میں غور فرمائیں کہ یہ قرآن جو فی الواقع رسول اللہ کو ملاء اعلیٰ سے وحی کے ذریعے ملا ہے اسکے باوجود کئی لوگ اس میں شک کریں گے (اور اس شک کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ وہ اپنے خوابوں تک کو ملاء اعلیٰ کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو کہتے پھرینگے کہ ہماری ان فیوضات کو میڈ ان حرمین سمجھو اور انکو اپنے دانتوں سے مضبوطی سے پکڑے رکھو) تو قرآن حکیم انہی کیلئے فرماتا ہے کہ یہ لوگ اگر سچے ملاء اعلیٰ والے علم کی طرف سے شک میں رہینگے تو ہماری گرفت والی وہ گھڑی آن کر انہیں اچانک دبوچ لیگی یا ایسا عذاب انپر آجائیگا جو اسدن انکو بہانہ بازیوں کیلئے کوئی مہلت ہی نہ مل سکے گی' جناب قارئین غور فرمائیں کہ ایک طرف سے ملاء اعلیٰ کے علم وحی کا نمائندہ محمد الرسول اللہ ہے اسے تو قرآن حکیم ہدایت دیتا ہے کہ تکمیل علم کیلئے **وقل رب زدنی علما** (۲۰-۱۱۴) یعنی اپنے علم کے زیادہ مانگنے کی طلب میں رہ' جبکہ اسکے مقابلہ میں دوسری طرف محدث دہلوی ہے جو مشاہدہ نمبر ۵ کے شروع میں کہتا ہے کہ ملاء اعلیٰ کی طرف سے میرے دل میں بڑے بڑے اسرار القا کیئے گئے چنانچہ ان اسرار سے میرا نفس اور نسمہ بھرپور ہوگیا' اب فرق ہر ایک خود سمجھے

شریعت کو الوداع:

یہاں ہم کتاب مشاہدات و معارف کے صفحے ساتویں مشاہدہ کے اخیر سے کی فوٹو اسٹیٹ دے رہے ہیں

تحقیق حالی ——— جماعتِ اولیا میں سے ایک بڑی تعداد ایسے اولیا، کی بھی ہوتی ہے، جن کو الہام کے ذریعے یہ القا کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں سے شرع کی قید اُٹھا دی ہے، اور تمہیں اس بات کا اختیار دیا گیا ہے کہ چاہو تو عبادات اور طاعات بجا لاؤ اور چاہو تو بجا نہ لاؤ۔ اس سلسلے میں والد بزرگوار رضی اللہ عنہ نے اپنے متعلق یہ فرمایا کہ خود مجھے ایک دفعہ یہ الہام ہوا کہ تم سے شرع کی قید اُٹھائی جاتی ہے۔ اور تمہیں اب اختیار ہے کہ چاہو تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور چاہو تو نہ کرو۔ لیکن والدِ بزرگوار فرماتے ہیں کہ اس الہام کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ التماس کی کہ وہ مجھ سے شریعت کی قیود نہ اُٹھائیے۔ چنانچہ آپ نے اس معاملہ میں کہ ان کا جی چاہے تو عبادت کریں اور جی چاہے تو نہ کریں، اول الذکر چیز کو اپنے لیے پسند فرمایا۔ اس ضمن میں والدِ بزرگوار کا مسلک یہ تھا کہ اللہ کی مخلوق میں سے کسی شخص سے بھی اگر وہ عاقل و بالغ ہے، شرع کی قیود نہیں اُٹھ سکتیں۔ اور اس معاملہ میں جانے انہیں دیکھا کہ اس الہام کو بھی کہ "تمہیں اختیار ہے کہ چاہو تو عبادت کرو اور چاہو تو نہ کرو ———" اور اپنے اس مسلک کو بھی کہ کسی بشر سے کسی حال میں اگر وہ عاقل و بالغ ہے، شرع کی قیود اُٹھ نہیں سکتیں، برحق مانتے تھے اور وہ حیران تھے کہ ان دو متضاد باتوں کو باہم کیسے تطبیق دیں۔

والد بزرگوار کی طرح عمِّ بزرگوار کے متعلق بھی مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ انہیں بھی اپنے آپ سے شرع کی قید کو اُٹھا لینے کا الہام ہوا تھا۔ اور ان سے بھی یہ کہا گیا تھا کہ اگر تم دوزخ کے ڈر سے عبادت کرتے ہو تو جاؤ ہم نے تمہیں دوزخ سے امان دے دی۔ اور اگر تمہاری یہ عبادت جنت کو حاصل کرنے کے لیے ہے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تمہیں جنت میں ضرور داخل کریں گے۔ اور اگر اس عبادت سے تمہیں ہماری خوشنودی مطلوب ہے تو جاؤ ہم تم سے ایسے راضی ہوئے کہ اس کے بعد کبھی ناراضگی کی نوبت نہ آئے گی۔ اس کے جواب میں عمِّ بزرگوار قدس سرہٗ کا بھی

اس معاملہ میں یہی میلان تھا کہ کاملوں سے شریعت کی قیود تو اُٹھ جاتی ہیں لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ ان کاملوں کو خود اپنی طرف سے شرع کا مکلف بنا دیتا ہے۔ اور اس صورت میں ان قیود کے متعلق ان کے اختیار یا عدمِ اختیار کا کوئی سوال نہیں رہتا۔

اس طرح کے الہام کا یہ واقعہ بہت سے اور اولیا کے بارے میں بھی بیان کیا جاتا ہے۔ میرے نزدیک اس الہام کی اصل حقیقت یہ ہے کہ قوانینِ شریعت کو ماننے کے ضمن میں جب کوئی شخص "ایمان بالغیب" سے اس قسم میں آتا ہے جہاں کہ روشن اور واضح دلیل کے ذریعہ ان چیزوں کا ایمان حاصل ہوتا ہے تو اس کی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ شرعی قیود کو کہیں باہر سے اپنے اوپر عائد کی ہوئی نہیں جانتا بلکہ وہ اپنے اندر شریعت کی مقرر کی ہوئی طاعات و عبادات کی ضرورت کو اس طرح محسوس کرتا ہے، جیسے کوئی شخص بھوک اور پیاس کو محسوس کرے۔ اور اس میں ان طاعات و عبادات کو ترک کرنے کی استطاعت نہیں رہتی۔ چنانچہ اس حالت میں اُس شخص کے لیے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ یہ طاعات و عبادات اس پر شریعت کی طرف سے عائد کی گئی ہیں یا نہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ چیزیں خود اس شخص کی اصل جبلت میں اس طرح داخل ہو جاتی ہیں کہ گویا وہ ان چیزوں کو اپنی جبلت میں ساتھ لے کر پیدا ہوا تھا۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ یہ حقیقت اس شخص پر کھلے طور پر منکشف ہو جائے۔ یا اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجمالی طور پر یہ خیال ڈال دیا جائے۔ بہرحال اس شخص پر اس حقیقت کے انکشاف کا کوئی بھی ذریعہ ہو، اصل مقصود تو صرف اتنا ہے کہ اس شخص کے اندر اجمالی طور پر یا تفصیل سے یہ کیفیت پیدا ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے شریعت کی قید اُٹھا دی ہے۔ اور اس کے بعد خود اس نے اپنی مرضی اور اختیار سے شریعت کے قواعد کو اپنے اوپر عائد کر لیا ہے۔

میرے نزدیک اس طرح کے الہامات میں ضرورت ہوتی ہے کہ خوابوں کی طرح ان کی تعبیر کی جائے۔ اور ان کی تعبیر کے لیے ضروری ہے کہ آدمی اس مقام کو

حاصل کرلے، جس کا اقتضا یہ الہامات ہیں۔ اس مسئلے میں اگر تم مجھ سے اصل حقیقت پوچھتے ہو تو وہ یہ ہے کہ اس طرح کے جو بھی الہامات ہوتے ہیں، وہ سب اپنی جگہ صحیح اور برحق ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں سے ایک قسم تو ان الہامات کی ہوتی ہے، جن کا خاص زمان اور خاص مقام سے فیضان ہوتا ہے۔ اور بعض الہامات نتیجہ ہوتے ہیں اس قضاو قدر کا جو ہر زمانے پر نافذ ہے۔ جہاں تک پہلی قسم کے الہامات کا تعلق ہے، ان کا دائرۂ اثر محدود ہوتا ہے کہ ایک مقام پر ان کی اطاعت ضروری ہے اور دوسرے مقام پر نہیں۔ لیکن اس قبیل کے الہامات کی جو دوسری قسم ہے، ان کی ہر حال میں اطاعت ضروری ہے۔ نیز اس قسم کے بعض الہامات میں تعبیر کی ضرورت پڑتی ہے اور بعض میں نہیں۔ ان الہامات کی تعبیر وہ آدمی کرے جو تام المعرفت ہو۔ ان معاملات میں اب تم خوب غور و تدبر کرو۔

جناب قارئین! اس کتاب کی جو ڈہائی تین صفحے آپنے پڑھے ہیں، ساری کتاب اسی نہج کی ہے آپ شاہ کی جملہ کتابیں پڑھکر دیکھیں جنکے لئے شاہ نے ایک خواب کتاب کے چھٹے مشاہدہ میں لکھا ہے کہ صفر کی دسویں تاریخ ۱۱۴۴ھ مکہ معظمہ میں دیکھتے ہیں کہ انکے گھر حسن حسین رضی اللہ عنھما تشریف لائے ہیں، اور حضرت حسین نے رسول اللہ کا قلم جسکی نوک ٹوٹی ہوئی تھی اور وہ حضرت حسین نے وہیں کے وہیں نوک درست کرکے دی یہ شاہ دہلوی کو تحفہ میں دی اور اپنے نانا رسول کی چادر اسکی علاوہ مزید براں عنایت کی جسکی دھاریاں سبز اور سفید تھیں، تو یہ خواب شاہ صاحب کی ساری تصنیفات کیلئے ایک قسم کا انڈیکیشن ہے کہ انکو رسول کے قلم کی پراڈکشن سمجھا جائے اس سے میرے عرض کرنے کا مطلب ہے کہ آپ کہیں بھی نہیں دیکھینگے کہ شاہ ولی نے قرآن حکیم کی آیات کے حوالوں سے تعلیم و تعلم کی کوئی بات کی ہو شاہ کی ساری کتابیں اھل فارس کے قرآن دشمن علم الروایات سے بھری ہوئی ہیں، میں یہاں مختصر کتاب کے اقتباس سے متعلق عرض گذار ہوں کہ شاہ نے جو اصطلاح القا اور الھام کی استعمال کی ہے انکا مفہوم یہ ہے کہ یہ انکے نام نھاد صوفیا اور اولیا کا اللہ سے براہ راست رابطے کے کوڈ ورڈ ہیں جبکہ نبوت کے رابطہ وحی کے خلاف ہیں وحی کے ضد اور نکر میں یہ اہل

تصوف کی ایجاد ہے آج رسول اللہ خاتم الانبیاء کے بعد ان اصطلاحوں کو ماننا ختم نبوت کے انکار کے مترادف ہوگا، قرآنی علوم کے دوام اور افادیت کا انکار ہوگا یہی وجہ ہے کہ شاہ نے کہیں بھی اپنی کتابوں میں قرآنی آیات سے مسائل کو اخذ کرنے کی تلقین نہیں کی کہیں کہیں صرف تلاوت کرنے کی بات لکھی ہے، اور کہیں ترجمہ سے پڑہنے کے سفارش کی ہے تو ترجمہ پڑہنے سے منع بھی فرمائی ہے یہ اس قسم کے حربے اپنے اندر کے چور کو چھپانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ جناب قارئین! شاہ کی عبارت میں شریعت پر چلنے کو قید سے تعبیر کیا گیا ہے، جبکہ شریعت اللہ کی نظر میں قرآن کی نظر میں ایک منھاج ہے سلامتی والا راستہ ہے شریعت لفظ دین کے مفہوم کا مماثل ہے اللہ نے دین کو قید قرار دینے کے بجاء فرمایا کہ **وما جعل علیکم فی الدین من حرج** (۷۸-۲۲) یعنی تمھارے اوپر دین پر چلنے میں کوئی حرج نہیں ہے تو محترم قارئین! یہ تو سب لوگ جانتے ہیں کہ جو چیز قید کے معنیٰ و مفہوم میں ہوگی وہ تو یقین سے حرج ہی ہوئی تو شاہ ولی نے اسکے باپ نے اور اسکے چچانے اگر شریعت کو قیودات کا مجموعہ سمجھا ہوا ہے تو وہ شریعت ان کی اپنی بنائی ہوئی تو قید ہوسکتی ہے۔ لیکن اللہ کی دی ہوئی شریعت تو امن اور سلامتی کا راستہ ہے صوفیاء کی شریعت شاہ دہلوی اور اسکے والد اور چاچا کی شریعت اگر قیدوں سے بھری ہے اور ان قیدوں سے انکے قبیلہ کے نام نھاد اولیاء کو اگر پیروی کرنے کی چھٹی ملتی ہے تو ہم اسپر کوئی تبصرہ نہیں کرینگے صرف اتنا عرض کرینگے کہ جناب رسول اللہ جیسی ہستی کو اللہ نے شریعت کی پیروی کا پابند بنایا ہے فرمایا کہ **ثم جعلناك علیٰ شریعة من الامر فاتبعھا** (۱۸-۴۵) یعنی محمد الرسول اللہ کو تو اللہ اتباع شریعت کا حکم دین اور شاہ دہلوی اور اسکے والد اور چاچا سے قیود شریعت کی پابندی اٹھائی جائے، فیصلہ اہل مطالعہ خود فرمائیں، رہا معاملہ خاتم الانبیاء کو ملے ہوئے دین اور شریعت کا تو اسے اللہ نے بجاء قیود کے نعمتوں میں سے شمار کیا ہے فرمایا کہ **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی** (۳-۵) یعنی دینی احکامات جملہ کے جملہ اللہ کی نعمتوں میں سے ہیں قیود اور پابندیں نہیں ہیں۔

تاویل احادیث زکریا، مریم و یحیٰ و عیسیٰ علیہم السلام

شاہ محدث دہلوی نے جناب مریم کی پیدائش کا قصہ قرآن کے اسلوب اور بیان کے خلاف اپنے انداز سے اپنی کتاب تاویل الاحادیث میں لکھا ہے کہ ایک حنہ نامی عورت جو عاقر بانجھ تھی اور بوڑھی بھی تھی اسنے کبوتری کو اپنے نر سے جفتی ہوتے دیکھا تو اسے اولاد کی خواہش ہوئی اور اللہ سے رو رو کر گڑگڑانے لگی **فی تلک المشاھدۃ وتلک الھمۃ** اس کبوتری کے جفتی ہونے اور مشق کے حوالہ سے **فازال عقمھا واعاداالیھا شبابھا** پھر اللہ نے اسکی بانجھپن کو دور کر دیا اور اسکی جوانی لوٹا دی **نحوما ذکر الاطباء من ان رؤیه مصادفة الحیوانات قدتنبه النفس لاقامته القوی النسلیته فیصیر العنین صحیحا فکذالك لمارات الحنة الحماسه تزق الفرخ تذکرت امرالولد، وحنت الیه اشد تحنن فاستقام منها ما کان فاسدا،** جس طرح کہ طبیب لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ حیوانوں کے جفتی ہونے کو دیکھنے سے اعضاء تناسل جاگ پڑتے ہیں، پھر آلہ تناسل کے حوالہ سے کمزور لوگ بھی صحیح ہو جاتے ہیں، تو جب حنہ نے کبوتری کو ایسے حال میں دیکھا تو اسے اپنے لئے اولاد کی خواہش ہوئی پھر اس شدید جھکاء اور توجہ سے اسکی بانجھ پن دور ہو گئی، جناب قارئین! دیکھا آپنے شاہ دہلوی کی علیت کا قرآن دشمن جلوہ، قرآن نے تو مریم کی ماں کی کبرسنی یعنی بڑھاپے کا ذکر کیا ہی نہیں ہے بلکہ اسکا تعارف نام لئے بغیر یہ فرمایا کہ عمران کے خاندان کی ایک عورت نے دعا کی کہ اے میرے رب میرے پیٹ میں جو بچہ ہے میں اسے تیرے حضور میں نذر کرتی ہوں اپنی حاجتوں اور ذمہ داریوں سے آزاد کر کے اتنی سی بات کو شاہ ولی نے جوبات کا بتنگڑ بنایا ہے، اور اس عورت یعنی مریم کی ماں کیلئے بڑھاپے اور کبرسنی کی بات بھی گھڑی ہے پھر اسکا کبوتری کو اپنے نر سے جفتی ہونے کی مشق سے اپنے ہاں اولاد کے ہونے کی بھی خواہش پیدا ہونے کی بات گھڑی ہے جبکہ قرآن ام مریم کیلئے بتاتا ہے کہ اسے حمل ہوا جب اسنے اسکیلئے نذر مانی، یہ صوفی لوگ اور خانقاھی دنیا

کرامات باز پیر ہمیشہ اپنی باتوں میں کرامات کا رنگ بھرنے کیلئے عقل کے خلاف قصے گھڑتے ہیں اسلیئے شاہ دہلوی نے ام مریم کا جعلی نام حنہ رکھا جسکی معنوی مناسبت سے اسے بوڑھی کبڑی قرار دینا لوگوں کو قبول کرایا جاسکے اور اس قصہ کی پہلے زمانہ میں ایسی حدیثیں گھڑنے والے لوگ بھی اس قماش کے تھے کہ وہ حدیث سازی سے قرآن کی حقائق کو بگاڑ دیں، پھر شاہ اپنے جھوٹ کو علم طب اور حکیموں کے جعلی دلیلوں سے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ جانوروں کے جفتی ہونے کو دیکھنے سے اولاد ہونے سے جو طبی رکاوٹ ہوتی ہے وہ دور ہو جاتی ہے اس سے ام مریم بھی **حنت الیه اشد تحنن فاستقام منها ماکان فاسدا** یعنی ام مریم بھی اس (جفت ہونی والی) مشق کی طرف زیادہ مائل ہوئیں جس سے اسکا بانجھ ہونے والا عارضہ ختم ہوگیا، جناب قارئین میں شاہ کی عبارت کی زیادہ تشریح اسکے ادب کے دائرہ میں نہیں کر سکتا، اسلیئے صرف قرآنی عبارت اس واقعہ سے متعلق پیش کئے دیتا ہوں کہ **اذقالت امراة عمران رب انی نذرت لك مافی بطنی محررا** (۳۵-۳) اب ہر کوئی سوچ کر فیصلہ دے کہ شاہ کے دماغ میں قرآن سے باہر جانے کی اسے ہر وقت کیوں سوجھی رہتی ہے، پھر شاہ دہلوی لکھتے ہیں کہ **ثم انها القی فی قلبها رغبته فی الولد الذکر فاثرت متخیلها وتاکد عزیمتها وصحة رجائها تاثیرا مافی الجنین فصارت مریم مبارکة فیها مزاج من امزجة الفحول،** یعنی پھر اسکے دل میں نرینہ ولد کی رغبت ڈالی گئی جسکے تخیل سے اور ارادے کی پختگی سے اور امید کی درستی سے پیٹ کے بچہ میں وہ اثرات ہوئے پھر وہ بچہ مریم بابرکت ہوگئیں، آگے شاہ لکھتا ہے کہ اسمیں مردانہ مزاج پیدا کی گئی تھی، شاہ کی یہ دہلویات ساری کی ساری غیر قرآنی ہیں میں نے اسرائیلی مؤقف کیلئے انجیل کھنگالا لیکن اسمیں شاہ کی یہ باتیں نہیں تھیں سو حدیثوں کے جو اقسام ہیں ایک اسرائیلیات اور دوسری مجوسیات تو شاہ کی فرمودات میں ان سے بھی بڑھکر کچھ ایسی روایات ہوتی ہیں جنہیں ان ذخیروں میں تلاش نہیں کیا جاسکتا سوانہیں دہلویات کہنے کے سوا

کوئی چارہ نہیں ہے' جناب قارئین' شاہ کی عبارت کو غور سے پڑہیں اس عبارت میں کھلا ہوا ترشح مل رہا ہے کہ مریم کی ماں کو جو حمل مریم کا ہوا ہے شاہ نے اپنی لفاظی سے بڑی کوشش کی ہے کہ مریم کا بھی بن باپ کے پیدا ہونا ثابت کرے قارئین! شاہ کے اوپر دیئے ہوئے الفاظ کو غور سے پڑہیں جسمیں واضح انڈیکشن ہے کہ ام مریم کو جو حمل ہوا ہے وہ قوت تخیل سے کبوتروں کی جفت بازی دیکھنے سے ہوا ہے شاہ کی اس ساری عبارت میں فطری قانون کا شائبہ تک نہیں ہے شاہ کا یہ تفنن دہلوی مکمل طور پر قانون فطرت کو پائمال کر رہا ہے' اس میرے الزام کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ شاہ نے حسب دستور سابق اپنی عادت کی مطابق قرآن کا اس مسلہ میں کوئی حوالہ نہیں دیا ہے' جبکہ قرآن نے اس مسئلہ کی پوری معلومات دی ہوئی ہے اسکے باوجود محدث دہلوی اپنے پیشواؤں کی قرآن دشمنی والی حدیثوں کو لایا ہے نیز مزید براں محدث صاحب نے فارسی اکابرین کی جگ مشہور قرآن دشمن حدیث بھی ساتھ میں لکھی ہے کہ **ولذالک قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الاآسیة امرء ة فرعون ومریم بنت عمران وان فضل عائشه علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام** 'یعنی مردوں میں سے تو بہت سارے انسان کامل ہوئے ہیں لیکن عورتوں میں سے سواء آسیہ زوجہ فرعون اور مریم بنت عمران اور عائشہ جسکی فضیلت عورتوں پر ثرید کی فضیلت دوسرے طعاموں پر کی طرح ہے' یہ صرف تین عورتیں مکمل ہو سکی ہیں جناب قارئین! میں نے اس حدیث کو قرآن مخالف اور قرآن دشمن کہا ہے' اسکے لئے دلیل عرض ہے کہ **یاایها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة** (۴-۱) یعنی اے انسانو! ڈرو اپنے پالنہار سے جسنے پیدا کیا تمھیں ایک ہی نفس سے' جناب قارئین! آپنے غور فرمایا کہ اللہ نے مرد اور عورت کو یکساں طور پر ایک ہی نفس سے علی سبیل الاستقلال پیدا فرمانے کی بات کی ہے' اور یہ اہل مجوس ہیں کہ میڈان فارس حدیثوں کے ذریعے اسرائیلی گھڑاوت کے مطابق عورت کو آدم کی بائیں پسلی میں سے پیدا کئے ہوئے ہیں

سو عورت کی تکمیل میں انکی والی یہ حدیث رکاوٹ ہے تو یہ دہلوی شاہ بھی جو محدث کے نام سے زیادہ مشہور ہے آپنے دیکھا کہ اسکا بھی قرآن کے حکم خلقکم من نفس واحدہ' پر ایمان نہیں ہے' جناب قارئین! آگے شاہ دہلوی بی بی مریم کو ہیکل میں پہنچنے کے بعد اسکی کفالت جناب زکریا علیہ السلام کے حصہ میں آنے کی بات لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ زکریا کی زوجہ بی بی مریم کی خالہ لگتی تھیں' آگے شاہ محدث لکھتے ہیں کہ **ومنها انه اظهر الآیات علی مریم وخلق لها الفواکه بقول کن من غیر سبب عنصری کا لذی یخلقه اللہ لاهل الجنة فی الجنة** یعنی مریم جب ہیکل میں رہنے لگیں تو اسپر آیات ظاہر کی گئیں اسکے لئے میوہ جات پیدا کئے گئے کن کے حکم سے (یعنی عناصر کے زرعی اسباب کو باء پاس کرتے ہوئے) جس طرح کہ اللہ اہل جنت کیلئے جنت میں پیدا فرمائینگے' جناب قارئین! یہاں شاہ کے اس غیر قرآنی بلکہ مخالف قرآن فلسفہ پر کیا کہیں؟ قرآن میں ہے کہ **کلما دخل علیها زکریا المحراب وجد عندها رزقا** (۳-۳۷) یعنی زکریا جب بھی مریم کے پاس آتے تو اسکے پاس رزق کے وہ انواع دیکھتے جو زکریا کے گھر میں تیار نہیں ہوئے ہوتے تو سوال کرتے کہ انی لک هذا یہ طعام کہاں سے آئے (سوال اسلئے کہ مریم کی کفالت زکریا کے ذمے تھی کھانا اسکے گھر سے آتا تھا اور جو طعام مریم کے کمرے میں دیکھتے تھے وہ تو اسدن اسکے گھر میں پکے ہوئے نہیں ہوتے تھے اسلئے سوال معقول اور بجا ہوتا تھا) تو جواب میں بی بی مریم کہتیں تھی کہ هو من عنداللہ (آخر کار مریم ھیکل میں رہائش پذیر تھیں اس عبادت گاہ اور تربیت گاہ میں مریم کی پارسائی کا چرچا ہو گیا تھا تو لوگ اللہ کے نام کا کھانا اشیاء خورد و نوش ہیکل میں مریم کو بھی پہنچا دیتے تھے) تو مریم زکریا علیہ السلام کو جواب میں کہتیں کہ یہ سب کچھ اللہ کے نام پر ملا ہوا ہے' اب یہ معمولات جہان کی بات ہے لیکن اسے دہلی کے محدث نے کرامتی رنگ چڑہانے کیلئے یہ بات گھڑی کہ وہ رزق بغیر اسباب کے بغیر مقتضیات ترکیب عناصر کے صرف کن کے حکم سے بغیر کسی پراسیس کے مریم کے کمرہ میں دہڑام سے آموجود ہو جاتے تھے صرف اتنا ہی

نہیں بلکہ شاہ اسپر یہ بھی اپنا علم جھاڑتا ہے کہ **کالذی یخلقه الله لاهل الجنة فی الجنة** یعنی جس طرح یہ رزق جنتیوں کیلئے اللہ جنت کے اندر پیدا کریگا' بغیر اسباب عنصری سے' یہاں میں شاہ کو کورا جاہل کہہ تو سکتا ہوں لیکن اس سے بہتر ہوگا کہ اسے جاہل کسی اور موقعہ پر قرار دوں یہاں اسکو جواب اسکے علم سے دوں حسکہ جنت کے اندر سامان رزق بھی آج کی دنیا میں جس اریگیشن سسٹم سے کھیتی باڑی اور ترکیب عناصر کے پراسیس سے ہوتا ہے بہشت کے اندر بھی اس طرح ہوگا' لیکن ترقی یافتہ بیجوں اور آلات زراعت سے قرآن تو شاہ نے ضرور پڑھا ہوا ہے لیکن پڑھتے وقت اسکی نیت صرف قرآن میں تحریف کرنے کی ہوتی ہے' قرآن میں اللہ نے جنت کے فارموں پارکوں میں باغات میں اٹھائیس بار سے بھی زیادہ تکرار سے فرمایا ہے کہ وہاں انکے نیچے ہر وقت نہریں جاری وساری رہتی ہونگی' لیکن تجری من تحتها الانهار کی شاہ یا شاہ پرست لوگ کوئی تاویل کر جائیں تو ان کو کون چپ کرائیگا' سو اچھا رہیگا کہ الابلا بر گردن ملا کے مطابق شاہ کا اپنا ترجمہ قرآن اسے پیش کیا جائے' جسمیں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہاں جنت میں بغیر اسباب عناصر کے رزق کے ذخیرے کن کے حکم سے پیدا نہیں کئے جائینگے' اسباب کی پراسیس کن کے حکم میں وہاں بھی لازم ہوگی سو شاہ اپنا لکھا آپ پڑھیں جو وہ اپنے ترجمہ القرآن بنام فتح الرحمان میں سورۃ الرحمان کی آیت نمبر ۵۴ میں لکھتے **(وجنا الجنتين دان)** (۵۴-۵۵) ومیوہ آن دو بستان نزدیک بود یعنی ان دونوں باغوں کے میوجات قریب ہونگے' شاہ اپنے اس ترجمہ پر حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ یعنی: سہولت توان گرفت' یعنی میوہ چننے کی سہولت کیلئے اب قارئین کرام! خود فیصلہ کریں کہ یہ کراماتی صوفی دہلوی محدث شاہ ایک جگہ لکھتا ہے کہ جنت میں اشیاء رزق بغیر اسباب عناصر کے صرف کن کے حکم سے وجود میں آئینگے دوسری جگہ لکھتا ہے کہ وہاں کے میوہ جات باغوں میں لٹکے ہوئے ہونگے اور چننے کیلئے وہ قریب بھی ہونگے' اگر کوئی کہے کہ یہ باغات بھی کن سے وجود میں آئے ہونگے تو انکی خدمت میں عرض ہے کہ باغات سے مقصد جب میوے ہیں تو وہ بھی انکے بقول بغیر باغوں کے جس طرح مریم کے کمرے میں آموجود ہوتے تھے تو

جنتیوں کے کمروں میں بھی اس طرح 'کن' کی ٹرالی میں میسر ہونے چاہئیں' باغات کے فارموں کا تکلف کیوں؟ جناب قارئین آگے شاہ دہلوی فرماتے ہیں کہ **وكان زكريا عليه السلام عارفا با لله عالما بسنته فی خلقه فعرف ان لقوی الروحانيات ظهور ا عجيبا فی تلك الا يام وان التكوين يو مئذ لايتو قف علی سبب عنصری كا لايام التی كانت عند خلق آدم عليه السلام فرغب الی الله فی ولديخلفه من بعده**' یعنی زکریا نے جب کن کے حکم سے انواع رزق مریم کے ہاں دیکھے تو اس سے اسے اللہ کے بارے میں عرفان ہوا کہ آجکل اللہ کا تخلیقی سسٹم اس نہج پر آچکا ہے جسمیں تکوین ان دنوں عناصر کے اسباب کو باء پاس کئے جارہی ہے جس طرح آدم علیہ السلام کی تخلیق کے وقت پراسیس موقوف تھا بس سب کچھ (چھومنتر) سے ہو رہا تھا تو زکریا نے بھی اپنی بانجھ بیوی سے بیٹا دینے کے اپیل کردی جناب قارئین شاہ دہلوی کی عقلمندی دیکھو جو وہ جناب زکریا علیہ السلام کو بھی اپنے جیسا ثابت کر رہا ہے کہ زکریا اللہ کی تخلیقی سنت سے اسکی طرح واقف کار تھا اور سیزن ٹاڑ کر اسنے اپنے لئے بیٹے کا مطالبہ کردیا' سو جناب قارئین اس دہلوی خرافات کو کوئی بھی اہمیت نہ دے اسلئے کہ زکریا علیہ السلام شاہ محدث کی طرح کا شاٹ کٹ نہیں تھا' شاہ تو قرآن کا سرے سے منکر ہے جو اسنے اللہ کیلئے انداز تخلیق کی موسمیں بنا رکھی ہیں' شاہ کے اس نظریے کہ تکوین کبھی کبھی اسباب عناصر پر موقوف نہیں رہتی قرآن اسکے رد میں فرماتا ہے کہ **فطرت الله التی فطرالناس عليها لاتبديل لخلق الله ذالك الدين القيم ولاكن اكثر الناس لايعلمون** (۳۰-۳۰) یعنی اللہ کا قانون تخلیق وہی ہے جس طرح لوگ شروع سے انا خلقنا کم من ذکر وانثی کے سسٹم پر پیدا ہوتے ہوئے آرہے ہیں سو ہمارے تخلیقی قانون میں کوئی تبدیلی نہیں آتی' اور یہ ہمارا قانون اٹل ہے لیکن بہت سارے (کرامت پسند لوگ) ہماری اس بات کو نہیں سمجھتے' قرآن کے اس واضح حکم کے بعد یہ ثابت ہوگیا کہ شاہ کا تکوین کائنات کے بارے میں اللہ کے ہاں

کوئی سینز نہیں ہوتی ہیں یہ سراسر غلط نظریہ اور مخالف قرآن نظریہ ہے' آگے شاہ لکھتا ہے کہ **فاجاب اللّٰہ تعالی دعائه وجعله شاباوازال عقم امرائته فتولد یحییٰ علیه السلام حکیما متوجها الی اللّٰہ ولم یکن یصل الی النساء لان کل شی لم ینعقد علیه الاسباب الا رضیة یکون فیه ضعف بحسب الاخلاق الحیو انیة ویکون محروما من مرافق الدنیا وان کان مبارکا فیما یرجع الی الا قترابات الاهیه فکان زهد یحییٰ وعیسیٰ علیهما السلام وحبهما الخمول واعراضهما عن الریاسات والملاذ من هذا القبیل** 'اس عبارت کے پہلے حصہ میں شاہ لکھتا ہے کہ اللہ نے زکریا کی دعا قبول کی اور اسے جوان بنایا اور بیوی کی بانجھپن ختم کی' تو جناب زکرے علیہ السلام نے اپنی دعا میں واقعتاً بیوی کی بانجھپن کا ذکر کیا ہے اور جواب میں بھی رب نے فرمایا کہ **واصلحنا زوجه** (۹۰-۲۱) یعنی ہمنے زکریا کی بیوی کی بانجھپن والے عارضہ کا اصلاح (بذریعہ علاج) کر کے اسے درست کر دیا لیکن شاہ کا یہ کہنا کہ وجعلہ شابا یعنی زکریا کو جوان بھی بنایا یہ شاہ کی قرآن پر زیادتی ہے یہ دہلوی پیوند کاری ہے یہ ضروری نہیں ہے کہ جس کسی کے سر کے بال سفید ہو جائیں تو اسکی قوت مردانہ بھی ختم ہو جائے' اور اسطرح کی شکایت تو زکریا نے اپنی اپیل میں کی ہی نہیں ہے'

آگے ہے کہ فتولد یحییٰ علیہ السلام حکیما متوجها الی اللہ یعنی دعا کے جواب میں یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے. جو حکیم بھی تھے اور اللہ کے جانب متوجہ رہنے والے بھی تھے' اسکے بعد شاہ لکھتا ہے کہ یحییٰ کی عورتوں تک پہنچ نہیں ہو سکتی تھی' وہ اسلئے کہ جس کسی کے اوپر زمینی اسباب منعقد نہیں ہوئے ہوں اسمیں حیوانی (شھوانی) اخلاق کی کمزوری ہوگی اور وہ دنیاوی رفاقتوں سے محروم ہوگا چہ جائیکہ وہ بابرکت ہو ان چیزوں میں جن سے اللہ کے مواقع قرب اسے میسر ہوں یہاں میں قارئین کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ شاہ دہلوی نھایت ڈہٹائی سے

آنکھیں بند کر کے ایک نبی اور رسول کے شان میں ہذیاں بک رہا ہے اسے نعوذ باللہ تیسری جنس سے گن رہا ہے' اسنے یہ معنے یحییٰ علیہ السلام کی اوصاف سیدا و حصورا کے ذیل میں حصور کی معنیٰ ایسی قرار دی ہوئی ہے جبکہ حصور کی معنیٰ ہے کہ وہ اپنے نفس پر عورتوں کے معاملہ میں کنٹرول کرنے پر قادر تھا کوئی بھی حسینہ عورت اسے بہکا نہیں سکتی تھی اور جاننا چاہتے کہ اللہ نے یہ وصف خصوصیت سے یحییٰ علیہ السلام کی کیوں گنوائی جبکہ سارے انبیاء انک باعیننا کے مقام پر فائز اللہ کی حفاظت اور نگرانی میں ہوتے تھے' وہ اسلئے کہ ہیکل کے احبار اکابرین میں جناب زکریا علیہ السلام بڑے مرتبہ کے اوپر فائز تھے یحییٰ علیہ السلام کا انکا صاحبزادہ ہونا پھر ایسے مرکزوں کے مکین جو مرجع الانام ہوں ان مراکز پر صاحبزادوں اور شھزادوں کے اردگرد زائرین مریدوں اور مریدنیوں کے لشکر ہوتے ہیں' وہاں کسی نوجوان صاحبزادہ ولیعھد کا محفوظ رہنا نہایت ہی مشکل مسئلہ ہوتا ہے اور جبکہ قرآن نے اس ہیکل کے پوجاریوں کے کلچر کی تو عکاسی کر دی ہے کہ جب مریم جیسی پر کشش حسینہ ہیکل میں رہنے کو اور تربیت پانے کو آئی تو **وما کنت لدیهم اذیلقوں اقلامهم ایهم یکفل مریم وماکنت لدیهم اذیختصمون** (۴۴-۳) یعنی اے مخاطب قرآن! اے محمد علیہ السلام تو انکے پاس موجود نہیں تھا جب وہ مریم کی کفالت کے لئے قرعہ اندازی کر رہے تھے (اور بوکھے بھیڑیوں کی طرح) آپس میں مریم کو اپنے اپنے پاس رکھنے کیلئے لڑ رہے تھے' تو اس طرح کے ماحول میں زکریا جیسی ہستی کے صاحبزادے یحییٰ علیہ السلام کے عظیم کردار کی شاہدی قرآن دے رہا ہے کہ **سید ا وحصورا ونبیا من الصالحین** (۳۹-۳) یعنی وہ سردار صفت پاکیزہ کردار آنیسٹ اور ایک رفارمر نبی تھے' یہ ضرورت قرآن نے شاید اسلئے محسوس کی کہ کہیں یہ ابن عربی، رومی، جامی اور دہلوی محدث جیسے صوفی اونٹ پٹانگ نہ کریں لیکن اسکے باوجود تم لوگوں نے دیکھا کہ جناب یحییٰ علیہ السلام جب حسیناؤں کے دام تزویر سے انکے جمگھٹوں میں رہتے ہوئے بھی بچ گئے' تو ٹھک سے شاہ محدث دہلوی نے کہدیا کہ وہ نعوذ باللہ لم یکن یصل الی النساء اسمیں عورتوں کے استعمال کی طاقت ہی نہیں تھی اور شاہ نے

اسکیلئے ایسی واہیات قسم کی جھوٹی دلیل دی کہ **لان کل شی لم ینعقد علیه الاسباب الارضیه یکون فیه ضعف بحسب الاخلاق الحیوانیه** یعنی ہر وہ شخص جس پر زمینی اسباب لاگو نہ ہوئے ہوں تو اسمیں جنسی ضرورت کی قوت باہ نہیں ہوتی' اب کوئی شاہ پرست بتائے کہ یہ گالی محدث دہلوی کی کسکے کھاتے میں گئی؟ ان صوفیوں کو کیا کہیں کوئی اگر مریدنیوں سے چھیڑ چھاڑ کرتا ہے' وہ تو مصیبت ہوئی لیکن جو نا بھی کرے تو پھر بھی مصیبت! جناب قارئین! شاہ دہلوی کی اسباب ارضیہ والی گالی جناب زکریا اور اسکی زوجہ اور انکی بیٹے یحیٰؑ علیہما السلام تینوں کے کھاتے میں جاتی ہے' شاہ دہلوی کا یہ کہنا کہ یحیٰؑ کی پیدائش میں (زمینی اسباب لاگو نہیں ہوئے' منعقد نہیں ہوئے ہیں' تو شاہ نے جو لکھا ہے کہ زکریا کی دعا کے جواب میں اللہ نے اسکی جوانی لوٹادی تو اب بقیہ زمینی اسباب شاہ دہلوی کے ہاں اور کیا ہیں کیا زکریا کی جوانی استعمال ہوئے بغیر یحیٰؑ پیدا ہوئے؟ اگر زکریا علیہ السلام نے اپنی گھر والی سے حق زوجیت ادا کیا ہے تو پھر شاہ دہلوی کی نظر میں اور کونسے زمینی اسباب ہیں جو منعقد ہونے سے رہ گئے تھے.

اصل بات یہ ہے کہ

یہ صوفی لوگ' اور انکا قرآن دشمن تصوف جسے اہل فارس کی حدیث ساز امام مافیا اور تصوف کے بڑے ناموں والے حسن بصری' جنید بغدادی' عبدالقار بغدادی' ابن عربی اور اب یہ دہلی کے شاہ محدث ان سب کا دعویٰ ہے کہ یہ لوگ براہ راست علم وحی کے پیکیج قرآن حکیم سے بے نیاز ہیں' اور محمد الرسول کے اوپر نبوت کے ختم ہونے سے جو اب اللہ کی ہدایت کے سارے فارمولے اسکی کتاب خاتم الکتب قرآن میں مل چکے ہیں اسکے بعد آگے علم اور بصیرت سے قرآن کی ہدایت وروشنی میں اپنے راستے تلاش کرنے' بڑہانے اور متعین کرنے ہونگے' اسکے مقابل یہ صوفیوں کے گروہ کے لوگ دعویدار ہیں کہ انہیں آج بھی اور آئیندہ کیلئے ہمیشہ اللہ سے مکمل رابطہ ہے یہ لوگ قرآن کو باءپاس کرتے ہوئے اللہ کے نام سے لوگوں کو مریدوں کو کہتے ہیں کہ ہم شریعت سے آزاد ہیں اللہ نے ہمپر احکام شریعت کے قیود کا اتباع معاف کر

دیا ہے' اسی تناظر میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ارشادات کو پڑہیں تو یہ صاحب نھایت اوپری اصطلاحوں سے انبیاء کی توھین اور تذلیل کرتا ہے اور کوئی گلے سے پکڑے تو ان ذو معانی یاذو معنیین الفاظوں کی جان چھڑانے والی معناؤں سے جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں میں اب یہاں ایک ڈیڑھ سطر شاہ کی کتاب تاویل الاحادیث سے اسی رواں بحث سے نقل کرتا ہوں پھر فیصلہ قارئین خود کریں شاہ لکھتے ہیں کہ **فکان زھد یحییٰ و عیسیٰ علیهما السلام و حبهما الخمول واعراضهما عن الریاسات قدرما تمطئنت لها النسمته بحسب جبلتها**' اب میں عبارت کے مخصوص بدنیتی سے لائے ہوئے انبیاء کے شان کی تذلیل کرنے والے الفاظ کی معنیٰ المنجد اور فیروز اللغات کے حوالوں سے عرض کر رہا ہوں خمول کی معنیٰ گمنام اور بے یارومددگار' اور ملاذ کی معنیٰ منافق' جھوٹا جو صرف اچھی اچھی باتوں سے کسی کو خوش کرے اور انپر عمل نہ کرے یعنی وہ کر کے نہ دکھائے' اور تمطئت' کے صیغہ موطؤت کی معنیٰ گذرگاہ وغیرہ' اب اس عبارۃ کے حصہ کی معنیٰ جو الاستاد غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب نے کی ہے وہ یہ کہ حضرت یحیٰؑ اور عیسیٰؑ علیہما السلام کا زہد اور گمنامی کو دوست اور (دنیوی) ریاستوں سے منہ پھیرنا اور پناہ مانگنا بھی اسی قسم سے ہے کیونکہ انسانی کمالات نفس میں اس قدر ظاہر ہوتے ہیں جس قدر روح اپنی جبلت کے لحاظ سے انکے لئے آمادہ ہو' جناب قارئین علامہ قاسمی شاہ ولی کے کتابوں کے مترجم ہیں اور شاہ کے مداح ہیں لیکن آپ اسکے تراجم پڑھ کر دیکھیں کہ کئی جگہوں پر وہ لکھتا ہے کہ شاہ دہلوی تو اسطرح فرماتا ہے لیکن میرا استاد علامہ عبیداللہ سندھی اسکا رد کرتا ہے انکار کرتا ہے اور وہ اسطرح کہتا ہے وغیرہ' جناب قارئین! یہ قاسمی صاحب کی معنیٰ نھایت احتیاط والی ہے اور بچ بچاء والی ہے اسکے باوجود شاہ دہلوی نے جو جناب یحیٰؑ اور عیسیٰؑ علیہما السلام کے لئے زھد کا لفظ لکھا ہے جسکی معنیٰ ترک دنیا اور خواہشات نفسانی کا چھوڑ دینا اور دنیا و مافیھا سے بے رغبت ہوجانا ہے' ان نبیوں کے شان میں شاہ کا یہ لفظ استعمال کرنا یہ شاہ کے اندر میں قرآن سے نفرت کی علامت ہے' اسلئے کہ پورے قرآن میں لفظ زھد کا استعمال نہیں کیا گیا' اور اس لفظ

کی جو معنیٰ ومفہوم ہے' قرآن نے اسکا رد کیا ہے' قرآن فرماتا ہے کہ **وابتغ فی ما آتاك الله الدار الآخرة ولاتنس نصيبك من الدنيا** (۷۷-۲۸) یعنی جو کچھ اللہ نے تجھے دنیا کی نعمتوں میں سے دیا ہے ان کو ذریعہ بنا کر آخرت کے گھر کو حاصل کرو اور سنوارو لیکن اس تگ ودود میں یہ ہزگر ہمنے نہیں کہا کہ زھد کے نام سے دنیا کو تیاگ کر کے خلوت گاہیں جا کر بساؤ' لیکن اس معاملہ میں ہمارا حکم بھی ہے کہ **ولاتنس نصيبك من الدينا**' یعنی دنیا کی نعمتوں میں جو تیرا حصہ ہے اسے کبھی نہ بھلانا' اسے یوٹلائیز کرنا بھی تیرے فرائض میں سے ہے' آگے پھر قرآن دنیاداری کی ہدایت اور تربیت دیتا ہے کہ **احسن كما احسن الله اليك** جس طرح اللہ نے تجھے صحت اعضا کی سلامتی عقل وتدبیر کی نعمتوں سے نوازا ہے اور ان عطیات الاھی سے تو دنیا کو کما سکا ہے' تو اب تو بھی اسطرح کے احسان کر' جس طرح اللہ نے تیرے اوپر احسان کئے ہیں' یعنی بے پچھ معذور' محکوم ومقھور لوگوں کی تو بھی مدد کر اسکا طریقہ بھی قرآن بتاتا ہے کہ **فك رقبة او اطعام فی یوم ذی مسغبة** (۱۳-۹۰) کسی غلام کو آزادی دلادے یا کسی بوکھے کو کھانا کھلادے' آگے فرمایا کہ ولاتبغ الفساد فی الارض ان اللہ لایحب المفسدین یعنی اپنی دنیاوی وسائل کے بل بوتے ایسے نہ کرنا کہ زمین میں تو فسادات پھیلاتے رہو' اسلئے کہ اللہ فساد پھیلانے والوں کو کبھی بھی پسند نہیں کرتا' مطلب عرض کرنے کا کہ شاہ دہلوی نے جو اولی العزم نبیوں جناب یحیٰ اور عیسیٰ علیھما السلام کے تعارف میں انکا زھد کے لفظ سے شان بیان کیا ہے یہ علم وحی میں خیانت ہے ترمیم ہے' یہ شاہ کی قرآن کے اندر تحریف معنوی ہے' یہ دہلوی شاہ نبیوں کو بھی تصوف کی بزدلانہ وادیوں میں گھسیٹنا چاہتا ہے' یہ شاہ محدث فرار کی زندگی کو انقلابات نبوت کی آڑ میں منوانا چاہتا ہے' جناب قارئین جس یحیٰ علیہ السلام کو شاہ دہلوی محدث زھد کی بزدلانہ اور فراریت والی وصف سے تعارف کرارہا ہے آؤ اب سنو اسکے شان میں قرآن کیا فرماتا ہے' فرمان ہے کہ **یا یحییٰ خذ الکتاب بقوه و آتیناد الحکم صبیا وحنا نا من لدنا وزکوة وکان تقیا وبرابو**

الدیه ولم یکن جبارا عصیا' (۱۴-۱۳-۱۲-۱۹) یعنی اے یحیٰ! یہ کتاب یہ آئین یہ دستور (حیات) قوت اور طاقت سے تھامنا' کیوں کہ جب اسکے قوانین کی روشنی میں تو انقلاب لائیگا تو تیری سخت مخالفت ہوگی اور لوگ تجھسے اس قانون وحی والی کتاب کے چھیننے کیلئے تجھے ناکام بنانے کیلئے لڑینگے سو یاد رکھ کسی بھی قیمت پر اس کتاب سے تعلق اور چمٹے رہنے میں کمزوری نہ دکھانا' اس کتاب کو پوری طاقت سے پکڑے رکھنا' آگے فرمان ہے کہ ہمنے یحیٰ کو اتنا تو باصلاحیت بنایا تھا جو وہ بچپن سے ہی فیصلے کرنے کی صلاحیت والا ہو گیا تھا' اسے ہمنے اپنی رحمت سے بڑا ہی نرم دل اور ہمدرد بنایا تھا' جس سے وہ لوگوں کو سامان رزق میں بھی بڑی مدد کرتا تھا اور وہ بڑا پارسا شخص بھی تھا' اور اپنی مشن یعنی انقلاب نبوت کو صاف ستھرے طریقوں سے کامیاب کرنے کے گر بھی جانتا تھا' اور انپر عمل پیرا رہتا تھا' اور ساتھ ساتھ اپنے والدین کی ساتھ بھی کشادہ دلی سے انکی خدمت کرتا تھا' اور اسکے سلوک میں نہ جبر ہوتا تھا نہ ہی نافرمانی' جناب قارئین! اب آئین دوسرے اولوالعزم نبی سیدنا عیسیٰ سلام علیہ کے تعارف میں دیکھیں قرآن کیا فرماتا ہے فرمان ہے کہ **قال انی عبدالله آتانی الکتاب نبیاه وجعلنی مبارك این ماکنت واوصانی بالصلوة والزکوة مادمت حیا وبرًا بوالدتی ولم یکن جبارا شفیاه والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیاه** (۳۳-۳۲-۳۱-۳۰-۱۹) جناب قارئین! مفھوم اور معنی کے لحاظ سے جناب عیسیٰ سلام علیہ کا تعارف بھی وہی' یحیٰ علیہ السلام والا تعارف ہے' اس تعارف میں زہد کی معنی کا شائبہ تک نہیں ہے' شاہ اور شاہ پرستوں کو جاننا چاہیئے کہ اوصانی بالصلوۃ والزکوۃ میں یہ الفاظ انبیاء کے انقلابوں میں لسان وحی کے بڑے اہم کامن کوڈ ورڈ ہیں یہ بڑی ہی انقلابی اصطلاحیں ہیں صلوۃ کی معنی کہ وحی کی بتائے ہوئے منشور کا اتباع کرو' اور اتباع کی ان ڈیوٹیوں کی ہدف اور ٹارگیٹ یہ ہے کہ تمھاری ہلچل سے تمھاری صلوۃ سے جب رعیت کے ہر فرد تک اشیاء ضرورت سامان رزق پہنچیگا جب مانا جائیگا کہ تمھاری صلوۃ سے زکوۃ کا رزلٹ ملگیا' تو

جناب قارئین! صلوۃ اور زکوۃ کی حاصل مطلب معنے یہ ہوئے کہ یہ وحی کی تعلیمات کی
اصطلاحیں دنیا سے جاگیرداریت' سرمایہ داریت اور ذخیرہ املاک کے خلاف ہیں' یہ
اصطلاحیں دولت کے ارتکاز کو ختم کرنے کیلئے دی گئی ہیں' یہ ہر نبی کی تعلیمات کا نچوڑ ہیں'
انکے انقلاب کا نعرہ ہیں' ہدف ہیں' اور ٹارگیٹ ہیں' جبھی تو بادشاہ پرست انقلاب دشمنوں نے
ان انقلابی کوڈورٹوں کی معنی بذریعے تحریف کہ صلوۃ کسی چودیواری میں پوجا کرنا' اور زکوۃ کی
معنی سال میں ایک دفعہ ایک سو روپیہ پر ڈہائی روپیہ دینا کی ہے' اور وہ بھی اگر کوئی حیلوں سے
سال میں یہ حصہ نہ دینا چاہے تو فقہاء کرام نے اپنی کتابوں میں باب الحیل لکھ کر یہ چالیسویں
پتی بھی نہ دینے کے گر سکھادیے ہیں تو اب کوئی بتائے کہ جناب یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے
تعارف میں جب بتایا گیا ہے کے یہ دونوں انقلابی جاگیردار شاہی اور سرمایہ دار شاہی سے
بغاوت کی تعلیم دینے آئے تھے جبھی تو شاہی افواج انہیں پھانسی دینے کے درپے رہی ہیں'
بند کمروں میں یا کھلے میدان میں پوجا کے قسم کی نماز پڑہنے والے اور سال میں ایک سو پر
ڈھائی روپیہ صدقہ میں دینے کی بات کرنے والوں کو کوئی بادشاہ کیونکر پھانسی دینے کا حکم دیگا'
آجکل سربازار لاؤڈ اسپیکروں پر نمازیں پڑہی پڑہائی جارہی ہیں' انہیں تو کوئی حکمران اس
پاداش میں پھانسی دینے کی بات نہیں کرتا۔

جناب قارئین! آگے شاہ کی ان دونوں نبیوں کیلئے کتاب کی یہ عبارت کہ **وحبهما**
الخمول واعراضهما عن الرياسات والملاذ من هذاالقبيل یعنی
ان دونوں نبیوں کا بے سہارا زندگی بسر کرنے کو پسند کرنا اور اقتداری سیاست سے روگردان
رہنا' اور آگے جناب قارئین! استاد غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب نے جو اس کتاب کا اردو ترجمہ
کیا ہے وہ درویش تو **والملاذمن هذاالقبيل** کا ترجمہ کئے بغیر اگلے جملے کی طرف
چلا گیا ہے میں یہ بھی قاسمی صاحب کی کسی حد تک شرافت اور آنیسٹی کہوں گا کہ اسنے اس جملہ
کا کوئی مطلب نہیں بتایا' یعنی اسے بھی انبیاء کے شان کی حیا آگئی' اور وہ چپ چاپ پھلانگ
گیا تو معزز قارئین' لغت کی کتاب المنجد اور فیروز اللغات نے ملاذ لفظ کی معنی منافق جھوٹا

چرب زبانی سے اچھی باتیں تو سنادے لیکن وہ کام کر کے نہ دکھائے' تو یہ اوصاف شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی نے جناب یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے تعارف میں لکھے ہیں' اب کوئی بتائے
کہ اس صوفی کیلئے کیا فیصلہ کیا جائے جو دہلوی محدث اور صوفی انبیاء علیہم السلام کو گالیاں
دے' اسے کم سے کم برصغیر کے مذہبی پیشوا اپنا علمی قبلہ سمجھے ہوئے ہیں' اسکے خلاف سارے
فتاوی گھر کیوں چپ ہیں' شاید اسلئے کہ انبیاء اللہ اور کتاب اللہ کے وارث لوگ اس خطہ میں
نہیں بچے' آگے یہ دہلوی صوفی محدث بی بی مریم کیلئے لکھتا ہے کہ جب وہ لوگوں سے دور
کے مکان میں غسل کرنے گئیں' اور پردہ لٹکا کر کپڑے اتارے **فارسل الله اليها**
جبريل في صورت شاب سوى الخلق ممتلئا شبابا جمالا
فرائته مريم وهي شابة قويه المزاج فخافت على نفسها
الفساد والتجات الى الله بقلبها ليعصمها فكانت لها حالة
عجيبة امام الطبيعة فحصل لها ما يحصل عند الجماع من
ثوران القوى النسلي كما ان النظر ربما كان سببا للانزال'
واماالنفس فحصل لها الالتجاء الى الله واعتصام به حتى
ملئت من حاله العصمة فائضة من الغيب واما الصورة
الانسانيه فكانت على شرف الظهور لمخالطة الروح الامين'
ولما قال جبريل عليه السلام انا رسول ربك لاهب لك غلاما
زكيا' ابتهجت وانشرحت وانست ولمارای جبريل هذاحالها
نفخ في فرجها فدغدغت النفخه رحمها فانزلت فكان في
منيها قوة مني الذكر فحملت والتوى في الجنين ماكان
غالبا على مريم من الاعتصام بالله' یعنی اللہ نے جبرئیل کو جوانی اور حسن
سے بھرپور درست اعضاء والے جوان کی شکل میں بھیجا' اور اسے مریم نے بھی اپنی جوانی کی
حالت میں مضبوط مزاجی میں دیکھا' اپنے نفس کے اوپر بگڑ جانے کا خطرہ محسوس کیا' اور اللہ

سے التجا کی اس کیفیت کے بدلنے کی عصمت بچانے کیلئے اسلئے بھی کہ اسکی حالت عجیب ہوگئی تھی لیکن مریم کی طبیعت کو ایسا ہیجان ہوگیا تھا جیسے کہ نسلی قوتوں میں جماع کے وقت ہوا کرتا ہے اور جس طرح کبھی دیکھنے سے ہی انزال ہو جاتا ہے' لیکن یہاں مریم کو اللہ سے التجاء کی وجہ سے اور اس سے اعتصام کی وجہ سے اسپر غیب سے عصمت کی پلٹ ایسی ہوئی جس سے وہ بھرپور دفاع کرسکتی تھی' اور ادہر انسانی صورت سوا سے تو روح الامین کی مخالطت کا شرف حاصل تھا' اور جب جبریل علیہ السلام نے کہا کہ میں تیرے پالنے والے کا قاصد ہوں کہ تمھیں ایک چاک وچوبند لڑکے کی نوید سناؤں تو اس خبر سے مریم خوش ہوئیں اور انشراح طبع سے مانوس ہوگئیں اور جب جبریل نے مریم کی اس کیفیت کو دیکھا تو اسکے فرج میں پھونک ماری جس سے اسے رحم میں گدگدی ہوئی جس سے اسے انزال ہوا' اور مریم کی منی میں مردانہ طاقت تھی جس سے وہ حاملہ ہوگئیں' اور سکا اثر بچے میں بھی اثر انداز ہوگیا اور یہ مریم کے اللہ سے تعلق کی وجہ سے بھی تھا' جناب قارئین شاہ کی مزید خرافات کا میں ترجمہ نہیں کرسکتا یہ اتنا بھی میں نے اپنی طبیعت پر بڑا جبر کرکے لکھا ہے یہ صوفی دہلوی شاہ سمجھے بیٹھا ہے کہ سارے جھان کی فراست اسکی کھوپڑی میں ہے' جناب قارئین اس محدث کے فلسفہ سے تو توبہ ہے اب آپ ہی بتائیں شاہ آگے لکھتا ہے کہ **والامر ماامر الاطباء لمن اراد ان یذکر ولدہ ان یتصور فی حالة الجماع غلاما** یعنی طبیب لوگوں کا کہنا ہے کہ جو شخص چاہے کہ اسکے ہاں لڑکا پیدا ہو تو جماع کے وقت لڑکے کا تصور کرے' اب کوئی بتائے کہ یہ فلاسفی مالیخولیائی مرض کی پیداوار نہیں ہے تو اور کیا ہے' اب میں شاہ کی اس خرافات کی مختصر تردید کرتا ہوں کہ یہ جو شاہ نے **واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من اھلھا مکانا شرقیا** (۱۹-۱۴) سے مراد مریم کا لوگوں سے کچھ دور غسل کیلئے جانا لکھا ہے یہ ولی دہلوی کی خانقاہی سوچ ہے' جبکہ آیت سے اصل مراد یہ ہے کہ اے محمد اب آپ کتاب میں مریم کا قصہ اور اسکی ہسٹری آگے وہاں سے بیان کر جب وہ ہیکل کے خانقاہی کلچر سے تنگ ہوکر انہیں چھوڑ کر مشرق کی سمت اپنے اصل گاؤں میں واپس آکر بھی

ہے' اور وہاں آکر بھی بستی والوں سے بھی اوٹ میں رہنے لگی ہے' پھر وہاں ہمنے اسے راحت پہنچانے کیلئے اپنی طرف سے استراحت کا فارمولا بھیجا جو کہ ایک قسم کی تمثیل تھی' یعنی وہ مشورہ خواب کے ذریعے اسے پروپوز کیا جو کہ وہ فارمولا بتانے والا قاصد ایک قسم کا تندرست وتنومند انسان تھا جسے دیکھ کر مریم خواب میں بھی سہم گئی اور اسے کہا کہ اگر تجھے اللہ کے خوف کی تھوڑی سی بھی پاسداری ہے تو میں رحمان کی پناہ میں آتی ہوں تیری بلا سے' تو اس فرستادہ نے اسے کہا کہ گھبرانے کی ایسی کوئی بات نہیں میں تو تیرے پالنے والے کی طرف سے قاصد ہوں جو صرف اسلئے آیا ہوں کہ تجھے ایک اعلیٰ پرورش والے بیٹے ملنے کی نوید سناؤں' اس جواب پر مریم سنجیدہ ہوکر بولیں کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے میں تو ہیکل میں رہائش کے عرصہ میں وہاں کی راہباؤں میں نھایت پارسا کردار کی راہبہ بنکر رہی ہوں. جو کسی بنی بشر نے مجھے چھوا تک نہیں' اور میں کوئی ایسی ویسی آوارہ بھی نہیں ہوں' اور یہاں آکر میں نے ہیکل کے قوانین کی وجہ سے شادی بھی نہیں کی' جناب قارئین یہ ساری آتم کتھا تفصیل سے قرآن میں موجود ہے جو میں نے اپنی کتاب فقہ القرآن بزبان سندھی میں لائی ہوئی ہے تو دہلی کے مشھور وطن دشمن صوفی نے جو اپنی کتاب تاویل الاحادیث میں قرآن سے باہر کی اونٹ پٹانگ کی ہے جسے پڑھتے ہی ندامت سے گردن جھک جاتی ہے کہ غسل کیلئے مریم نے کپڑے اتارے' تو وہاں جبریل ایک حسین نوجوان کی شکل میں اسکے سامنے آیا اور مریم بھی جوانی کے جولان میں تھی' ساتھ ساتھ اللہ سے بھے عصمت بچانے کیلئے التجا کر رہی تھی اور اس حال میں مریم کی نسلی قوت میں ہیجان ہوا (نعوذ باللہ) تو جبریل نے جب اسے کہا کہ میں تیری رب کا قاصد ہوں تجھے بیٹے کی خوشخبری دینے آیا ہوں' اسپر جبریل نے مریم کی خوشی کا جب اندازہ لگایا اور اسکے فرج میں پھونک ماری تو مریم کو گدگدی ہوئی جس سے اسے انزال بھی ہوا' اور بیٹے کا حمل بھی ہوا (شرم ولی کو مگر نہیں آئی) جناب قارئین برصغیر کی تقسیم سے پہلے کی بات ہے ایک دن ریاست خیرپور میرس کے میر صاحب نے اپنی دربار کے گوئیے کو حکم دیا کہ آج تم نہیں گاؤ گے سرکار خود گائے گی پھر میر صاحب نے گھا گھرا اٹھائی اور اسے بجاتے ہوئے گانا

شروع کیا' میر صاحب کا گانا کیسا تھا جو لوگ ہر وقت مرغن و مسمن غذائیں کھاتے ہوں انکا گلا کھاں صاف رہتا ہے' بس میر صاحب ایسے تو گا رہے تھے جیسے کہ زلزلہ تھا یا جنگ عظیم چھڑی تھی' دھماکے ہی دھماکے تھے' غزل پوری کر کے درباری گویے سے پوچھا کہ بتاؤ! میرا گانا کیسا تھا؟ اب وہ درباری گائیک میر صاحب کی عنایات پر پلنے والا میر صاحب کو کیسے بتائے کہ آپنے کیسے گایا' اسنے ڈرڈر کے جواب دیا کہ کہ سرکار! گا تو آپ رہے ہیں مگر کالا مونھ میرا ہو رہا ہے' تو یہاں بھی صوفی اور محدث دہلوی کی قرآن مخالف خرافات سے ساری امت مسلمہ کا کالا منہ ہو رہا ہے' جناب اس دہلوی صوفی نے اپنے **محدث** ہونے کی بھی دعویٰ کی ہے اور یہ اصطلاح اصل میں شیعوں نے اپنے اماموں کیلئے گھڑی ہے' سو نبی اور محدث میں بس اتنا فرق ہے کہ نبی فرشتہ کو دیکھتا بھی تھا اور اسکی باتیں بھی سنتا تھا اور محدث فرشتہ کی باتیں تو سنتا ہے لیکن اسے دیکھ نہیں سکتا' سو اس کتاب کے شروع والے مضموں میں آپ پڑھکر آئے ہیں کہ شاہ محدث دہلوی کی اپنے بارے میں یہ بھی دعویٰ ہے کہ وہ محدث بھی ہیں (میم کو پیش ح ساکن دال کو زبر ث کو پیش) سو اس صوفی کو اس جعلی اور خلاف قرآن قصہ میں خواہمخواہ بھی ارسلنا الیھا روحنا سے اور **اذقالت الملائکته یا مریم ان اللہ اصطفاك وطھرك** سے مراد خاص جبریل کو وہ ملائک اور روح قرار دینا یہ انکی اپنی لالچ کی بات ہے تا کہ انکو بہانہ ملجائے کہ جبریل کا لوگوں کے پاس آنا جانا ہے' اور جبریل بغیر کتاب والے وحی کے بھی آسکتا ہے' جناب قارئین! پورے قرآن میں جبریل کا نام تین بار آیا ہے دو بار سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۹۷- اور ۹۸ میں اور ایک بار سورۃ مریم کی آیت ۴ میں آیا ہے اور جبریل کو روح القدس' اور روح الامین بھی کہا گیا ہے' جس سے مراد کہ اسی کے معرفت نازل شدہ کلام نہایت مقدس ہے اور یہ جبریل نہایت امین بھی ہے تو ان تین مقامات سے دو جگہوں یعنی (۹۸-۲) اور (۴-۶۶) میں ملاحظہ فرمائیں کہ **من کان عدواللہ و ملائکته ورسله وجبریل و میکال فان اللہ عد وللکافرین (۹۸-۲)** دوسرا **ان تتو با الی اللہ فقد صغت قلوبکما وان تظاھرا علیه فان**

اللہ ھو مولاہ وجبریل وصالح المؤمنین والملائکته بعد ذالك ظھیر (۴-۶۶) اب ان دونوں آیتوں میں غور فرمایا جائے تو جبریل کا ذکر جدا ہے اور ملائکہ کا جدا ذکر ہے' اگر مزید غور فرمائینگے تو آپکو قرآن میں انسان یوسف علیہ السلام کو تو ملائک کے نام سے تعبیر کرنا ملجائے گا' **ان ھذا الا ملك کریم** (۳۱-۱۲) لیکن پورے قرآن میں کہیں بھی جبریل کو ملائک نہیں کہا گیا' یہ صرف اسلئے کہ اللہ کریم جانتا تھا کہ آگے چل کر جب وحی کا سلسلہ ختم کیا جائیگا اور دنیا والوں کو حکم دیا جائیگا کہ وحی کی ہدایت والا آخری کتاب تمہیں خاتم الانبیاء محمد الرسول اللہ کی معرفت دیا جاتا ہے اب اس کی رہنمائی میں آگے عقل وبصیرت سے کام لیتے ہوئے چلو تو کئی قرآن دشمنوں اور اقتدار پرستوں کو کتاب اللہ کی حاکمیت دشوار لگے گی تو خود ساختہ اماموں اور صوفیوں کو تیار کرینگے' کہ تم مشہور کرو کہ انکے ہاں بھی جبریل آکر انسے باتیں کرتا ہے یہ صوفی یہ تبخیر معدہ کے مریض مشہور کرتے ہیں کہ ملائک ان کے پاس آکر باتیں تو سنا کر جاتا ہے یہ صرف اسے دیکھ نہیں پاتے سو اللہ نے انکے ان تبخیری گئسوں کی ایئر ٹائیٹ کرنے کیلئے مذکورہ مقامات پر سمجھایا کہ مجوس کے دانشورو! ختم نبوت کے دشمنو! جبریل اور چیز ہے ملائک اور چیز ہیں' اور جب سے نبوت محمد الرسول اللہ پر ختم ہو چکی ہے ان دنوں سے زمین پر جبریل کا نزول بند ہے تم سے باتیں کرنے والا تمھارا اندر کا شیطان ہوگا جسے تمھارے پروہتوں نے ہمزاد مشہور کیا ہوا ہے' وہی ہو تو ہو' لیکن جبریل نہیں ہوسکتا' جناب قارئین میں نے یہاں شاہ کی خلاف قرآن اختراع کہ مریم کے پاس جبریل کو بھیجا گیا تھا اسے قرآن سے ہی ثابت کر دیا ہے کہ قرآن نے جو فرمایا ہے کہ **اذقالت الملائکة یا مریم** (۴۲-۳) یہ ملائک تو ضرور تھے لیکن جبریل نہیں تھا اسلئے کہ قرآن نے جبریل کو ملائکہ سے الگ کر کے لایا ہے' اسلئے کوئی صوفی دہلوی جیسا کچھ بھی کہے بات قرآن کی درست سمجھی جائے گی' اب جب شاہ کی رام کہانی کی سنگ بنیاد جو اسنے جبریل سے شروع کی تھی' وہ ختم ہوگئی' تو باقی جو اسنے پھونکیں ماری ہیں وہ ساری لایعنی اور بوس ہوگئیں' میں یہاں شاہ کی کتاب تاویل الاحادیث سے متعلق عرض کرتا چلوں کہ قران

نے انبیاء علیہم السلام کے جتنے بھی قصے لائے ہیں وہ اپنی اپنی حد میں کافی اور درست ہیں شاہ نے ان قصوں کو مجوسی اور دہلوی ملاؤں سے بگاڑا اور مسخ کیا ہے' کوئی شخص بھی شاہ کا کوئی بھی کتاب اٹھا کر پڑھے تو اسے مشاہدہ ہوگا کہ شاہ قرآن سے دور ہی دور بھاگتا ہوا نظر آئے گا۔ اسکے باوجود میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ قارئین کی خدمت میں مترجم قرآن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی قرآن سے جہالت اور بے خبری کی مثال بھی آپکی خدمت میں پیش کرتا چلوں' یہ عبارت اسی باب تاویل احادیث زکریا مریم ویحیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کی ہے کتاب کا صفحہ نمبر ۷۵ ہے شاہ لکھتا ہے کہ **ومنها انه قذفت بالزنا فدفعالله عنها القذف بانطاق الولد فی غیر وقت النطق لما التوی فیه من القوة الروحیه** 'یعنی جب مریم پر زنا کی تہمت لگائی گئی تو اللہ نے اس تہمت کا دفاع کیا بچے (عیسیٰ کے ذریعے) بات کرنے کی عمر سے غیر وقت میں کیونکہ بچہ میں روحانی قوت تھی' جناب قارئین یہاں ایک مصیبت تو یہ ہے کہ شاہ اپنی علمیت جب جھاڑتا ہے تو وہ اپنی بنی بنائی باتوں سے کام لیتا ہے یا اپنے اسلاف کی حدیثیں کوڈ کرتا ہے' قرآن سے استدلال کرنے میں جیسے کہ کوئی شیر کو دیکھ کر بھاگ جائے شاہ بھی اسی کی طرح قرآن کو قریب ہی نہیں آتا' بہر حال آپ قارئین بی بی مریم پر قوم والوں کی تہمت کے وقت کی بات اور مریم کا جواب پہلے قرآن سے سمجھیں یعنی جب قوم والوں نے الزام لگایا تو مریم نے جواب میں اپنے بیٹے عیسیٰ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی کہ اسکے ساتھ سوال جواب کرو' اسکی سنو تو مریم کے رشتہ داروں نے کہا کہ **کیف نکلم من کان فی المهد صبیا** یعنی یہ تو ہمارے مقابلہ میں جھولے میں جھولنے والا بچہ ہے' ہم اسکے ساتھ کیونکر بولیں' جناب قارئین یہ بات تو واقعی ہے کہ مریم کی قوم کے یہ لوگ تو بڑی عمر والے تھے ہی اور عیسیٰ عمر کے لحاظ سے ان سے چھوٹا بھی تھا' اور محاورۃ بھی ہر بڑا اپنے سے چھوٹے کو کہتا ہے کہ چل چل تو تو میرے سامنے ابھی دودھ پینے والا بچہ ہے یہ اس کے باوجود محاورہ ہے کہ وہ چھوٹا ہوتا تو جوان ہے' لیکن اس بڑے سے کچھ چھوٹا ہوتا ہے' اتنا بھی نہیں کہ واقعی اب بھی وہ دودھ بوتل یا چمچ سے پیتا ہو' تو

جب بی بی مریم کو اسکی قوم کے بڑوں نے اسکے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کے نام یہ کہا کہ یہ تو ہمارے مقابلہ میں جھولے میں جھولنے والا بچہ ہے' ہم اسکے ساتھ کیوں بات کریں اور یہ وہ عرصہ ہے جو اس وقت میں جناب عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت مل چکی تھی کتاب انجیل مل چکی تھی عیسیٰ علیہ السلام کے جواب پر غور کیا جائے فرماتا ہے کہ انی عبداللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا این ماکنت واوصانی بالصلوة والزکوة مادمت حیا' جناب قارئین اس جواب میں عیسیٰ علیہ السلام نے سارے ماضی کے صیغے استعمال کئے ہیں جن کا مطلب ہے کہ انی عبداللہ یعنی مجھ پر اب حکم اللہ کا چلے گا میں آپ میں سے کسی کا نوکر یا تابع نہیں ہوں اللہ نے مجھے قانون کا کتاب دیکر نبوت سے سرفراز فرمایا ہے' اب میں جہاں بھی رہونگا اس کتاب کی رو سے برکتیں ہی برکتیں وہاں پھلینگی' اور مجھے حکم کیا گیا ہے کہ اس انجیل کے قوانین پر عمل کر کے ہر فرد تک اسے سامان معیشت پہنچاؤں' اور یہ میرا مشن میری زندگی بھر کا روگ ہوگا' جناب قارئین اگر بقول شاہ دہلوی عیسیٰ علیہ السلام کا یہ جواب بولنے اور بول سکنے کی عمر سے پہلے کا ہوتا تو اسمیں ماضی کے صیغوں کے بجاء اس طرح بولتے کہ مجھے بڑا ہونے کے بعد کتاب دیا جائیگا' اور بڑا ہونے کہ بعد نبی بنایا جائیگا' یعنی بچپنے کی عمر کی وجہ سے زمان' مستقبل کے صیغے استعمال کئے جاتے' لیکن قرآن میں یہ ماضی کے صیغے خود بتا رہے ہیں کہ عیسیٰ ایسے جواب دینے کے وقت نبی بن چکا ہے' صاحب کتاب ہو چکا ہے آتانی اور جعلنی کے صیغے شاہ ولی اللہ کی علمیت کا شکوہ کر رہے ہیں' کہ وہ کیونکر عیسیٰ کو نطق کی عمر سے چھوٹا تصور کر رہا ہے' اور عیسیٰ کیلئے جھولے میں جھولنے والا کہنا یہ الفاظ اللہ کے اپنے نہیں ہیں اللہ تو یہ الفاظ مریم کی قوم کے بڑوں کے نقل کر رہا ہے' جو طنزاً اپنی شیخی بگھارتے ہوئے عیسیٰ کو اس طرح کہہ رہے تھے' لیکن کیا کریں کہ شاہ دہلوی قرآن پر غور کرنے کیلئے تیار ہی نہیں ہے' پھر وہ قرآن کو کیوں کر صحیح پیش کر سکے گا' کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ عزیز اللہ تو شاہ دہلوی کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں' اسکی کیا مجال ہے کہ وہ شاہ کو جاہل کہے میں اپنے لئے واقعی قبول کرتا ہوں کہ میں کم علم ہوں' لیکن کیا کسی کم علم والے کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی بڑے علم والے کو اسکی غلطی کی نشاندہی

کرے، مجھے اپنے لئے قطعاً کوئی بھی ایسی دعوٰی نہیں ہے، لیکن اتنا تو میں ضرور کہہ سکتا ہوں کہ غلطی کو غلطی کہنا لازم اور فرض ہے، پھر وہ غلطی کیوں نہ کسی شاہ ولی یا اسکے بھی کسی بڑے کی ہو۔ جس طرح کہ میں اپنی اگلی کتابوں میں امام ابوحنیفہ کی قرآن دشمنیوں کی اطلاع کر چکا ہوں، سو شاہ دہلوی اگر اپنے **ترجمة القرآن** بنام فتح الرحمان میں لکھتا ہے کہ سورۃ الرحمان کی آیت **یر سل علیکما شواظ من نارونحاس فلاتنصران فبای آلاء ربکما تکذبان** (۳۶-۳۵-۵۵) یعنی بھیجے جائینگے تم پر آگ کے شعلے اور ایسی چنگاریاں برسائی جائینگی جن سے تم بچ نہیں سکو گے، اس آیت کے بعد جو آیت ہے کہ فبای آلاء ربکما تکذبان تو اسکی بھی معنی شاہ جی لکھتا ہے کہ پس کدام یک راا زنعمت ہاء پروردگار خویش دروغ مے شمرید، یعنی اپنے پروردگار کی کون کون سے نعمتوں کو ٹھکراؤ گے والا ترجمہ شاہ نے کیا ہے، مطلب اعتراض کا قارئین سمجھ گئے ہونگے کہ آیت نمبر پینتیس میں قرآن مخاطبین کو جھنم کے شعلوں اور چنگاریوں سے پالا پڑنے کی بات کر رہا ہے، تو شاہ اگلی آیت چھتیس کے ترجمہ میں اس دوزخ کی آگ کو بھی نعمتوں میں سے گن رہا ہے، اسے کہتے ہیں بن پیئے کے نشے یہاں درست ترجمہ یہ ہے کہ تم اللہ کی کن کن طاقتوں کو جھٹلاؤ گے اب کوئی بتائے کہ قرآن کے ترجمہ جیسے ذمہ دارانہ معاملے میں شاہ کی اس حرکت کو غفلت کہا جائیگا یا جھالت!؟

گذشتہ شروع والے مضمون میں آپ شاہ کی اپنے بارے میں دعوائیں پڑھکر آئے ہیں کہ وہ خود کو کیا تو کچھ سمجھتا ہے لیکن اسنے قرآن کو جتنا لتاڑا اور پچھاڑا ہے اس کی اطلاع اور اعلان ہم پر فرض بنتا ہے اب جیسے کہ شاہ نے اپنی کتاب التفہیمات جلد دوم کی تفہیم نمبر ۲۳۸ میں لکھا ہے کہ **الاولیاء یؤمرون بالارشادوالھدایته کما ان الانبیاء صلوات اللہ علیھم** یعنی اولیا کو بھی رشد وھدایت کا حکم دیا جاتا ہے جسطرح انبیاء کو دیا جاتا ہے، یہ شاہ کا فرمان یہ شاہ کا اعلان، علوم وحی سے نفرت دلانے کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے، شاہ اپنے اس فرمودہ سے لوگوں کو قرآن سے دور کرنا چاہتا ہے، اس فرمودہ سے شاہ شرک بالقرآن کا مرتکب ہوا ہے، بلکہ اس سے پہلے میں تفصیل سے یہ عرض کرے آیا ہوں کہ نبوت

کے منصب اور عھدہ کے مقابلہ میں جو دیگر تقابلی عھدے لوگوں نے ایجاد کئے ہیں وہ سارے شرک بالنبوۃ اور شرک بالقرآن کے باب سے ہیں، بالخصوص ولایت کا عھدہ یہ بھی ان اھل فارس اور مجوس کے تنخواہ دار ایجنٹوں کے قرآن دشمن اور ادارہ ختم نبوت کے دشمنوں کی ایجاد ہے، کیونکہ قرآن میں اللہ کا کھلا ہوا اعلان ہے کہ **و مالك من اللہ من ولی ولا نصیر** (۲-۱۰۷) یعنی تمھارے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی ولی ہے نہ کوئی مددگار، تو شاہ دہلوی کی طرف سے یہ ولایت اولیاء کا کلاس اور ادارہ تسلیم کرانا پھر انکو انبیاء کی طرح ارشاد و ھدایت کا اللہ کی جانب سے انبیا کو باء پاس کر کے جدا اسکول کھول کر دینا، ثابت کرتا ہے کہ یہ دہلوی شاہ کسی نادیدہ اور زیر زمین طاقت کا نمائندہ ہے، جسکی ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے کہ وہ امت مسلمہ سے قرآن چھین کر انہیں اپنے جعلی ولیوں قطبوں وصیوں، محدثوں فقیھوں، مجددوں کے ریوڑوں کے پیچھے چلائے جنکے ان سارے منصوبوں اور عھدوں کیلئے قرآن ڈٹ کر کہتا ہے کہ **ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم و آباؤکم ماانزل اللہ بھامن سلطان ان یتبعون الا الظن وماتھوی الانفس ولقد جائھم من ربھم الھدی** (۵۳-۲۳) یعنی یہ تمھارے گھڑے ہوئے نام اور عھدے ہیں جنہیں خود تمنے اور تمھارے باپ دادوں نے نامزد کیا ہوا ہے، جنکیلئے اللہ کا کوئی بھی نازل شدہ دلیل تمھارے پاس نہیں ہے، اور ان ناموں کے پرستار اور انکے یہ نام نھاد منصب داران یتبعون الا الظن انکے ہاں کوئی یقینی علم نہیں ہے یہ سب وہموں کے پوجاری ہیں جو کہ انکے نفسوں کی چاہت ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ انکے پاس انکے رب کی طرف سے انہیں قرآن تو بھیجا ہوا ہے (سو یہ لوگ کھاتے اللہ کا ہیں اور گاتے دنیوی سامراج کا ہیں)

سیدنا ایوب علیہ السلام کے قصہ میں شاہ ولی اللہ کی خلاف قرآن روایت پرستی

شاہ نے جناب ایوب علیہ السلام کیلئے اپنے ترجمہ فتح الرحمان میں جملہ **اذ نادی ربه انی مسنی الشیطان بنصب وعذاب** (۴۱-۳۸) کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ چوں ندا کرد بہ پروردگار خود کہ دست رسانیدہ مرا شیطان برنجوری ودرد اس ترجمہ میں شاہ صاحب نے **مسنی الشیطان** کا لفظی ترجمہ کیا ہے کہ ہاتھ پھیرا (یا لگایا) مجھے شیطان نے مجھے رنج اور درد دینے کیلئے اس جملہ میں شاہ صاحب نے لفظ مس اور شیطان دونوں کے معنے غلط کئے ہیں یہ معنیٰ خانقاھی کراماتی تصورات کی تخلیق ہیں اصل صحیح ترجمہ اور مفہوم یہ ہے کہ اے میرے پروردگار (علاج کیلئے) غلط تدبیروں کی وجہ سے مجھے تکلیف اور درد پہنچا ہے یہاں مس کے معنیٰ ہونگے غلط قسم کے قسم جاہلانہ مروج علاج وغیرہ کی وجہ سے نقصان اور تکلیف کا پہنچنا شاہ صاحب کے ترجمہ میں جملہ دست رسانیدہ مرا شیطان یعنیٰ مجھے شیطان کے ہاتھ لگ جانے اور پہنچنے سے رنج اور درد ہوا ہے اس ترجمہ سے جو کاروباری پروھت کالے علم کے ناموں سے دکان چلانے والے جو لوگوں کو کہتے ہیں کہ تجھے آسیب لگ گیا ہے جن نے تیرے اندر بسیرا کرلیا ہے اب پہلے یہ جن جو شیطان قسم کا ہے اسے نکالنا ہوگا پھر تیری بیماری جاسکیگی وغیرہ وغیرہ ان دندہے بازوں کو شاہ کے ترجمہ سے دلیل مل جائیگی شیطان کے مفہوم اور معنے حقیقت میں ہیں نفس امارہ اور سرکش کی بے لغامی شیطان اس سرکشی کا نام ہے لاابالی پن کا نام ہے اب یہاں اس چیز کی نسبت جو ایک نبی اور اولی العزم رسول کی طرف ہے تو اس صورت میں کسی مجسم شیطان کا کسی رسول اور نبی کو ہاتھ پھیر دینا جبکہ نبی اور رسول اللہ کی خصوصی حفاظت میں ہوتے ہیں پہرے اور پناہ میں ہوتے ہیں تو انہیں دینی دنیوی امور میں کوئی شیطان بہکا نہیں سکتا مس تک نہیں کرسکتا جو ترجمہ نفسانی بے لغامی اور لاابالی پن کا ہے اسکے مفہوم میں بعض مشیروں اور ہمدردوں کے مشورہ سے رائج الوقت غلط قسم

کے علاج معالجات آسکتے ہیں ان غلط علاجوں کو جناب ایوب سلام اللہ علیہ نے انی مسنی الشیطان بنصب وعذاب سے تعبیر فرمایا ہے جسکے جواب میں اللہ نے ایک علاج تو فی الفور تیار ایک معدنی دواؤں کے آمیزہ پانی کے چشمہ کی رہنمائی کی جس کے لئے فرمایا کہ **ارکض برجلك هذا مغتسل بارد و شراب** (۴۲-۳۸) یعنی یہ سامنے تھوڑی سے فاصلہ پر ہی پانی کا چشمہ ہے جستک کھسک کھسک کر اپنے پاؤں سے پہنچو اس سے غسل بھی کرو اور اسکا پانی پیئو بھی ان دونوں طریقوں سے شفا ملے گی اس طرح عمل کرنے سے ایوب علیہ السلام شفایاب ہوگئے اب اس ایت نمبر ۴۲ میں ارکض برجلک کا ترجمہ بھی شاہ صاحب نے نھایت غلط کیا ہے وہ یہ کہ بزن زمیں رابہ پائے خود ناگھاں آں چشمہ باشد یعنی مار واپنا پاؤں زمین کو تو اچانک وہ چشمہ آب ہوجائے گا جناب قارئین شاہ صاحب نے یہ کراماتی اور معجزاتی معنی بنائی ہے جو کہ متن کے اور حقیقت حال کے خلاف ہے ارکض رکض یرکض صیغوں میں جو لفظی معنی ہے اس میں دھیما پن ہے جو ایک مریض کے شان کے مطابق ہے اور چشمہ تھوڑے سے فاصلہ پر پہلے ہی موجود تھا جسے اللہ نے ھذا کے اشارہ سے محسوس مبصر کے طور پر ایک پرانے کمزور اور مریض کو ڈھارس بندھانے کے طور پر فرمایا ہے کہ تیرے علاج کیلئے یہ سامنے تھوڑے فاصلہ پر ہی تو ایک (معدنی پانی) چشمہ ہے جس سے غسل کرنے اور اسکا پانی پینے سے تجھے شفا ملی گے آھستہ آھستہ کھسکتے ہوئے اس تک پہنچو لیکن شاہ ولی اللہ نے لفظ ارکض اور ھذا کے خواص کا خانہ خراب کرتے ہوئے پیرانہ کرامتی ڈگر استعمال کی ہے کہ زمین کو لات مارو تو اچانک چشمہ ظاہر ہو جائیگا جناب قارئین جناب ایوب علیہ السلام میں بڑا عرصہ بیمار رہنے کے سبب اتنا دم کہاں سے آیا جو وہ (بزن) طاقت سے لات مار سکے اللہ نے تو اس کمزور مریض کے حال اور شان کے مطابق لفظ ارکض استعمال فرمایا جسکی معنی میں دھیما پن اور آھستگی ہے لفظ رکض کی معنی کی یہ وصف قارئین ملاحظہ فرمائین سورۃ مریم کے اخیر میں جہاں اللہ فرماتا ہے کہ **کم اهلکنا قبلهم من قرن هل تحس منهم من احداو اوتسمع لهم رکزا** (۹۸-۱۹) یعنی ان نافرمان قوموں کو ہم ھلاک کرتے آئے ہیں انکے کئی سارے ادوار ہم نے ملیامیٹ کردئے اے مخاطب قرآن! کیا تجھے انمیں کے کسی ایک بھی ھلاک شدہ کا خفیف سا آواز بھی سننے میں یا احساس میں آتا ہے؟ قارئین! قرآن نے لفظ رکز اس خفیف انداز اور آواز کیلئے استعمال کیا ہے جسکا تعلق سماعت اور احساس سے ہو تو اسکا مابین اور قدر مشترک یہ ہوگا کہ جو نھایت آھستگی سے

ہؤاور خفیف ہو یا ہو ہی نہ تو جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے ارکض برجلک کی معنی بزن زمین رائعھا یت غلط کی ہے جس سے اسکا مقصود و مطلوب کراماتی اور معجزاتی ہے، جو کہ متن کے الفاظ کے سراسر خلاف ہے اور ایوب علیہ السلام کی مریضانہ کیفیت کے بھی خلاف ہے اسکے بعد آیت **خذبیدك ضغثا فاضرب به والا تحنث** (۳۸-۴۴) جو پہلے علاج کے بعد کسی معقول تندرستی کے بعد علاج معالجہ کیلئے رب تعالی مستقل ھدایت دیتے ہیں کہ خذبیدک ضغثا یعنی جڑی بوٹیوں میں سے مٹھی بھر (متفرق، متنوع، متشت) جڑی بوٹیاں لے کر لگایا کر، اور فرمایا کہ ولا تحنث کہ جھاڑ پھونک کے خانقاھی پروھتوں اور جن بابا قسم کے لوگوں کے کہے پر چلنا گناہ سلیئے ولا تحنث یعنی غلط علاج والا گناہ کرنے سے بچیں! تو شاہ صاحب نے اھل فارس کی گھڑی ہوئی روایتوں کے اتباع میں اپنے ترجمہ فتح الرحمان میں لکھا ہے کہ ہاتھ میں آجانے کہ برابر (شاخھا) ٹہنیاں لے کر اسے مارو پھر حاشیہ پر لکھتا ہے کہ یعنی زنے خود را یعنی اپنی اھلیہ کو مارو، تو قارئین محترم! یہ اضافہ غیر قرآنی ہے شاہ صاحب نے فارس کے مجوسی حدیث سازوں کا اتباع کیا ہے جو لوگ جناب ابراھیم علیہ السلام اور اسکی آل میں سے سارے انبیاء کے دشمن تھے اور ہیں وہ اسلیئے کہ اھل فارس نے اپنے نان سمیٹک انبیاء کی تعلیم کو بگاڑ کر ستارہ پرستی کو جنم دیا تھا تو اللہ پاک نے جناب ابراھیم علیہ السلام اور اسکے سلسلہ آل کے انبیاء کے ذریعہ ہمیشہ ستاروں کی پرستش کو یعنی اھل فارس کی تحریفات کو رد کرایا ہے تو ان اہل فارس نے ہر دور کے ابراھیمی سلسلہ کے انبیاء کی انتقاما کردار کشی کی ہے انپر تبرا کی ہے مثال کے طور پر بخاری میں اسکے کتاب النکاح باب نمبر ۴۲ اور حدیث نمبر ۷۵ میں لم یکذب ابراھیم الاثلاث کذبات کہنا یعنی جناب ابراھیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے (جبکہ قرآن نے اسے صدیقا نبیا) سے متعارف کرایا ہے اور اس حدیث میں سارہ نامی اھلیہ ابراھیم علیہ السلام کو ایک فاحش بادشاہ کے قبضہ میں دکھا کر پھر اسے اجرت میں لونڈی ھاجرہ نامی دلاتے ہیں یہ ایک قسم کا بڑا تبرا ہے ابراھیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کے نام تو یہاں جناب ایوب علیہ السلام کے مرض اور علاج کے قصہ میں بھی ٹھک سے جناب ایوب علیہ السلام کی اھلیہ کا ذکر لے آئے کہ مرض کے عرصہ میں اسکے کسی قصور پر ایوب سلام اللہ علیہ نے نذر مانی تھی کہ تندرست ہوا تو تجھے سو چابک مارونگا (حاشیہ فتح الرحمان) جناب قارئین! غور فرمائیں سو چابک تو قرآن میں زانی اور زانیہ کیلئے سزا کے طور پر مقرر کئے ہوئے ہیں، (۲-۲۴) یہ حدیثیں گھڑنے والے فارس کے آتش پرست نجوم پرست کس طرح اسے ایوب

علیہ السلام کی بیوی پر فٹ کر کے پڑہنے والونکے ذھن کہاں لے جانا چاہتے ہیں، تو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی فتح الرحمان کے حاشیہ پر محدثین فارس کا اتباع کیا ہے جو کہ غیر قرآنی ہے، قرآن نے تو مرض کے عرصہ میں ایوب علیہ السلام کے اھل کے بچھڑ جانے کا وضاحت سے ذکر فرمایا ہے اور چشمہ کے پانی سے شفایاب ہونے کے بعد قرآن نے اھل والوں سے ملنے کا ذکر کیا ہے، تو اس مقام پر حدیث سازوں نے خلاف قرآن بیوی کو بچھڑ جانے والوں میں سے مستثنے کر کے دکھایا ہے، تو شاہ ولی صاحب نے اس استثنے کو آنکھیں بند کر کے قبول کر لیا ہے، صرف اتنا ہی نہیں بلکہ شاہ صاحب نے اپنی کتاب تاویل الحادیث میں یہ بھی لکھا ہے کہ **فاستعمله اغتسالا وشربا فشفى ظاهر بدنه، اضمحل مدة مرضه، وعاداليه والى امراته شبا بهما،** (صفحہ ۳۸) شاہ ولی اکیڈمی حیدر آباد) یعنی چشمہ کے پانی سے غسل بھی کیا اور پیا بھی جس سے چمڑی کی بیماری کو شفا ملی اور مرض کا مادہ ہی ختم ہو گیا اور اس سے ایوب علیہ السلام اور اسکی اہلیہ کی جوانی بھی لوٹ کر آئی، اب کوئی بتائے کہ اسپر کیا کہا جائے چشمہ کا پانی تو شاہ صاحب نے خود اسی کتاب میں لکھا ہے کہ وہ عین الکبریت یعنی گندھک آلودہ تھا اور طب میں گندھک کے خواص پڑہے جائیں تو اس سے شہوت پیدا نہیں ہوتی'' اور شاہ دہلوی کا یہ فرمانا کہ یہ پانی پیا صرف شوہر نے تو اس سے اس کے ساتھ شہوت لوٹ کر آئی اسکی اور اسکی بیوی کی بھی مارو گوڈا پھوٹے آنکھ؟ میری طب کی کتابوں پر مٹی کے تہہ جمگئے ہیں جنہیں حوالہ کیلئے میں نہیں چھیڑ رہا مجھے یاد ہے کہ میں نے گندھک کے خواص میں شہوت کو کم کرنے کی خاصیت بھی پڑہی ہے، جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب نے اپنی کتاب تاویل الاحادیث میں صفحہ ۳۹ پر لکھا ہے کہ **وكان ذات يوم يغسل فجائته الجرادرحمة من ربه فلما وقعت فى بيته مسخت ذهبا وقعت واحدة خارج البيت فحرص عليها علمانه ان الرحمته اذاتو جهت من جهته وجب التعرض لهابقدر الامكان** ،یعنی ایک دن جناب ایوب علیہ السلام غسل فرما رہے تھے تو ٹڈیاں اڑتی ہوئی آئیں اور گھر میں گریں اور گرتے ہی وہ سونے کی بنگئیں انمیں کی ایک ٹڈی گھر سے باہر گری تو ایوب بھاگے اسے اٹھانے کو کہ یہ بھی رحمت ہے اور رحمت کا سمیٹنا واجب ہے حتی الامکان دیکھا جناب قارئین کہ یہ روایت ساز لوگ بشمول محدث دہلوی صاحب کس طرح مسلمانوں کو ابراہیمی سلسلہ کے انبیاء کا غلط تعارف کرا رہے ہیں. مسلم لوگ تو خوش عقید

تی میں شاید ان حدیثوں میں مضمر اللہ کے نبیوں کی مذمت کو تسلیم نہ کریں لیکن غیر مسلم اقوام و مذاہب کے لوگ تو حضرت ایوب علیہ السلام کو لالچی تصور کرینگے کہ وہ رحمت والی سونے کی ٹڈی بھی بستی کے کسی رہ گذر کے حصہ میں آنے کے روادار نہیں تھے، علاوہ ازیں کسی ٹڈی غا گر جانے کے بعد سونے بنجانا یہ بھی بڑی بیقوف بنانے والی مذاق ہے جو لاتبدیل لخلق اللہ کے خلاف ہے اسکے بعد محدث دہلوی صاحب نے فارس کے محدثین کے اتباع میں لکھا ہے کہ ایوب علیہ السلام نے جو مرض کے وقت گھروالی کو سوچابک مارنے کی نذر مانی تھی اسمیں بھی اللہ نے ایک حیلہ کی رہنمائی کی کہ سوچابک جدا جدا مارنے سے اھلیہ محترمہ کو درد پہنچیگا اسلیئے تنکوں کے ایک سو عدد تنکے جھاڑو کی طرح انکی مٹھی بنا کر وہ ایک ہی بار بیوی کو مارو تو اس سے سوچابک مارنے کے نذر پوری ہو جائیگی اسکیلیئے شاہ صاحب اس حیلہ کی حکمت میں لکھتے ہیں کہ **وکذالك فعله تعالى بالمحبوبين من عباده يكفى منهم بالصورة من الحدود الشرعيه دون المعنى عناية منه بالنو اميس المنعقده فى صدرالملاء الاعلىٰ وبمايرى فيها من الحرج والشده، تاويل الاحاديث** (۳۹) یعنی اللہ کا یہ (تاویلی عمل) اسکے محبوب بندوں کیلیئے ہے جس سے حدود کی مقرر کردہ سزا صورت کے لحاظ سے تو پوری ہو جائے لیکن معنوی لحاظ سے جن لوگوں کے مرتبے ملاء اعلیٰ والوں نے مقرر کئے ہیں انھیں ایذاء نہ پھنچے جناب قارئین! فلسفہ ولی اللھی میں ایک تصور اللہ کے قریب ملاء والوں کا ہے حظیرۃ القدس کے نام سے متعارف کراتے ہیں اور انکا چیئرمین شاہ نے جو بنایا ہے، اسکا نام رکھا ہے شخص اکبر، اور ہم چھوٹے شخصوں کے سارے کرتوت شاہ صاحب اس شخص اکبر کے کھاتے میں ڈالتے ہیں، اب یہ طبقاتی سلوک اور کلاسیفکیشن کا ہاؤس آف لارڈز شاہ نے بنایا ہے جا کر سوچیں کہ اس سزا دینے میں تنکوں غے حیلہ سے کس طرح تو اللہ کے قانون خوار کر رہے ہیں کہ وہ عام لوگوں کیلئے حیلہ بازی والے اور ہیں.

اتحاد ثلاثہ کے بقیہ یہود و نصاریٰ جھنگل کی حویلیوں کی طرح کے ادارہ کھولکر اپنی اپنی ملت کے بڑے ہوشیار لوگوں کے سوٹ بوٹ اتروا کر جبہ، داڑھی رکھوا کر پنڈلیوں تک والی شلوار اور فارمل قسم کی ٹوپی پر دستار اور جیب میں پیلو کے مسواک والا یونیفام دے کر علم الا حادیث، اور فقہ کے پانچوں مسلکوں کی کتابیں پڑھوا کر امتِ مسلمہ میں شیخ الاسلام، قاضی، مفتی، خطیب، اور شیخ التفسیر و الحدیث بنا کر انکی سی آئی ڈی ڈپارٹمنٹ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں حوالہ کے لئے پڑھئے رسول بخش پلیجو کی سندھی کتابیں۔

اتحاد ثلاثہ کے دونوں ممبروں یہود و نصاریٰ نے مجوس سے ازل سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ تو مسلم امت کے اندر جا کر قرآن کا راستہ روکے رکھ باہر کی دنیا میں تیرے مفادات کی حفاظت ہمارے ذمہ رہے گی۔ یہود و نصاریٰ نے خلافت اسلامیہ ترکیہ سے پہلے اسماعیل صفوی کے ہاتھوں ایران کو جدا کیا اسکے بعد عربوں کو غدار شریف گورنر مکہ کے ذریعے خلافت عثمانیہ سے جدا کیا، اسکے بعد امت اسلامیہ کا ادارۂ خلافت ہمیشہ کیلئے ختم کیا گیا۔ جو کہ اپنے جوہر میں یہ ادارہ شروع کے لحاظ سے اقوام متحدہ کی طرح کا تھا جسے بعد میں بے اثر بنایا گیا مجھے ایسے دوستوں نے بتایا جو اماموں کے روضوں کی زیارت کیلئے ایران میں کافی عرصہ رہ کر آئے ہیں، وہاں کے سلجھے اور سہمے ہوئے دانشوروں کی زبانی سنایا کہ خمینی انقلاب سے پہلے شاہِ ایران کی شاہی کے خلاف یہاں جمہوریت اور معاشی مساوات کیلئے تودہ پارٹی کمیونسٹ انقلاب لانے کے لئے بہت بڑا کام کر چکی تھی اور بس انکا کام تیار ہو ہی گیا تھا کہ عالمی سامراج نے کلین شیو خمینی صاحب کو داڑھی رکھوا کر فاتح شہنشاھیت تو بنا دیا، لیکن اس امام نے ہمارے سارے کمیونسٹ ورکرز قتل کروا کر اس دھرتی پر معاشی برابری کا راستہ خبر نہیں کہ کب تک کے لئے بند کر دیا، اگر یہ ملاّ لوگ مذہب کے نام پر عالمی سامراج کی نوکری نہ کرتے تو ایران، افغانستان، پورے برصغیر اور مشرقِ بعید تک نیز گرم پانی (بحیرہ عرب) پر بھی محنت کشوں کا راج ہوتا،

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

افسوس کہ مذہبی لوگ ہمیشہ مترفین اور سرمایہ داروں کے کام آتے رہے ہیں۔